بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ القرآن

تفسیر الفاروق

طالب دعا (مولانا) محمد فاروق صاحب مکہ مکرمہ

سورۃ فاتحہ

(الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ) چونکہ قرآن حکیم کا آغاز وافتتاح اس سورۃ سے ہوا ہے اس لئے اس کو "سورۃ الفاتحہ " کہتے ہیں۔ یہ سورت دراصل ایک دعا ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کا مطالعہ شروع کرنے والوں کو سکھائی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ تعلیم بھی دی ہے کہ اللہ سے دعا کا طریقہ کیا ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس کی ابتدائی تین آیتوں میں اس حقیقت کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ انسان اگر غور کرے تو اس پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے گی کہ انسان کے جسم وروح کے قیام وبقاکے سارے لوازم اور سارے تقاضوں کا نظم اگر اللہ نہ کرتا تو پھر انسان ایک سیکنڈ بھی اس زمین پر سانس نہیں لے سکتا تھا۔ یہ اس کا رحم اور اس کی پرورش ہے جس کی وجہ سے انسان اس زمین پر قائم اور باقی ہے۔ لہٰذا انسان کی قدر شناسی اور احسان شناسی دونوں کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کا دل اللہ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کے اعتراف کے جذبے سے سرشار ہو اور وہ ہر گھڑی اس کی حمد وستائش کرتا رہے۔ اس کے بعد اس درخواست کا تذکرہ ہے اور وہ طریقہ بتایا گیا ہے جو بندے کو اپنے خدا کے حضور پیش کرنا چاہئے۔ یعنی اس راہ راست کی ہدایت کی استدعا جس پر چل کر انسان فلاح وسعادت حاصل کر سکے۔ یہیں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس سورۃ اور قرآن کا تعلق دعا اور جواب دعا کا ہے۔ بندے نے اپنے رب سے صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی ہدایت کے لئے دعا کی اور اس کے بعد اللہ کی جانب سے پورا قرآن رکھ دیا گیا کہ یہ ہے وہ ہدایت ورہنمائی جس کی درخواست تونے کی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو اپنے بندے کی زبان میں نازل فرمایا کہ یوں درخواست کرو اور ساتھ ہی ساتھ ہدایت ربانی کا خلاصہ بھی بتلادیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بقرہ

یہ سورۃ حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

۱۔ قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

۲۔ اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی چند اہم شرطیں۔

۳۔ توحید کی طرف دعوت، منکرین حق کے مختلف گروہوں کی حالتوں کا تذکرہ۔ خاص طور پر نفاق کی مذمت اور منافقین کی خصلتوں اور عادتوں کا تذکرہ۔

۴۔ دنیا میں منصب آدمیت، انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ انسان اس ذمہ داری کو کس طرح انجام دے سکتا ہے؟ انسانیت کی خاصیتیں اور علامتیں کیا ہیں؟ اور اس کے مقابلہ میں اہلیت کی روش کیا ہے؟

۵۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے کیسے کچھ انعامات ہوئے لیکن انہوں نے بجائے شکرگذاری کے ناشکری اور سرکشی کیسی کیسی حرکتیں کیں؟

۶۔ بنی اسرائیل کی اخلاقی اور مذہبی حالت پر تنقید اور ان کے بگڑے ہوئے مذہب واخلاق کی نمایاں خصوصیتیں۔

۷۔ بنی اسرائیل کی روش پر چلنے کا لازمی نتیجہ کیا ہوگا؟

۸۔ ایک پیغمبر کی امت کے بگاڑ کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

۹۔ دین حق کے بنیادی اصول کیا ہیں اور خدا کی نگاہ میں اصل اہمیت کن چیزوں کو حاصل ہے؟

۱۰۔ تمدن، معاشرت، معیشت اور قانون وسیاست سے متعلق اصولی ہدایات۔

۱۱۔ تبلیغ دین کے لئے کس طرح اور کیسی کچھ کوششیں درکار ہیں۔

۱۲۔ مخالفین کے مسلک کی اتنی وضاحت سے تردید کی گئی ہے کہ کسی صاحب عقل کو کوئی شبہ نہ رہنا چاہئے۔

۱۳۔ مسلمانوں کو صبر وثبات کی تلقین اور یہ کہ مخالفین کی عداوت ومزاحمت کے مقابلہ میں مومن کا رویہ کیسا ہونا چاہئے؟

۱۴۔ اصل اعتماد صرف اللہ پر ہونا چاہئے۔ مادی اسباب کی حیثیت صرف ذریعہ کی ہوتی ہے۔

۱۵۔ دین کا طاقت سے مقابلہ کرنے والوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کی اجازت وہدایت۔

۱۶۔ ایک مومن کو اپنی سرگرمیوں میں کس طرح ہر قدم پر اللہ کی طرف رجوع ہوتے رہنا چاہئے؟ اور کس طرح بارگاہ الٰہی سے عفو مغفرت اور رحمت ونصرت کی التجائیں کرتے رہنی چاہئیں؟

سورتوں کے خلاصوں میں جو مضامین شمار کرائے گئے ہیں وہ محض اجمالی اور اختصار کے لحاظ سے ہیں ورنہ قرآنی مضامین کا احصار چند سطروں میں مشکل ہی ہے۔

یہ سورۃ تیسرے پارہ کے آٹھویں رکوع تک چلی گئی ہے۔ پہلا پارہ الم سے موسوم ہے۔ اس میں ۱۶ رکوع ہیں۔ ہر رکوع کے مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

رکوع نمبر ۱: (الـــم ذَلِكَ الكِتَابُ لا رَيْبَ فِيهِ)

سب سے پہلے قرآن کے مقصد نزول کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ یہ قرآن ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے اور وہ دستورالعمل ہے جس کی صداقت اللہ کی جانب سے ہے۔ اور جس کے اللہ کی طرف سے نازل ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ پھر بتایا کہ اس سے وہی لوگ ہدایت حاصل کرسکتے ہیں جو متقی ہوں۔ پھر متقین کی شناخت اور ان کا تعارف کرایا گیا کہ یہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، ایمان لا کر بیٹھے نہیں رہتے بلکہ ایمان کے تقاضے

(اطاعت الٰہی) کو پورا کرتے ہیں، جس کی پہلی علامت نماز کا قائم کرنا ہے۔ نیز وہ زر پرست اور تنگ دل نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں، ساتھ ہی قرآن اور قرآن سے پیشتر اللہ کی نازل کی ہوئی ساری کتابوں پر ان کے ایمان ہوتا ہے، اور ان کی ساری سرگرمیاں دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت میں سرخروئی کے لئے ہوتی ہیں۔

اس کے بعد دو گروہوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک تو وہ جو کفر پر اصرار کرتے ہوئے سرے سے ضابطہ خداوندی کو تسلیم نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب مسخ ہو چکے ہیں۔

رکوع نمبر ۲۔ (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ)

اور دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو بظاہر مسلمانوں سے ملے جلے رہتے ہیں، مگر دراصل کفار سے ساز باز رکھتے ہیں۔ یہ منافقین ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ ان کی منافقانہ روش ان کے لئے مفید ہو گی۔ حالانکہ ان کی روش انہیں دنیا میں بھی نقصان پہنچائے گی اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب لائے گی۔ چونکہ نفاق اسلام کی نظر میں بدترین مرض ہے۔ اس لئے اس کی خرابیوں سے آگاہ کرنے کے لئے منافقین کے چند کردار بیان کرتے ہوئے چند مثالوں سے نفاق کو واضح کیا ہے۔

رکوع نمبر ۳۔ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُم)

اس رکوع میں تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے توحید کی دعوت دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ عبادت و اطاعت صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہونی چاہئے اور اس کے لئے بطور دلیل کے کہا گیا ہے کہ جس خدا نے تمہاری پرورش اور بقاء کے لئے زمین و آسمان، بارش اور پھل وغیرہ جیسے عظیم الشان سامان اور انعامات عطا فرمائے ہیں، وہ ایک ہی ہے، اس کا کوئی مد مقابل اور شریک نہیں ہے، لہٰذا اسی کی اطاعت کرو، اور اطاعت کا مطالبہ اس بات کو لازم ہے کہ احکام الٰہی معلوم ہوں۔ اس لئے بتایا کہ انہی احکام الٰہی پر مشتمل یہ قرآن ہے جو اللہ ایک سورت بنالاؤ اور اس کام میں اللہ کے سوا جن کو حامی و کارساز سمجھتے ہو سب کو مدد

کے لئے بلالو۔ پھر اگر کوئی یہ کام نہ کر سکے اور ہر گز نہیں کر سکتا تو قرآن کو جھٹلا کر جہنم مول نہ لو، پھر ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے جو ایمان اور عمل صالح کے پیکر بنیں گے۔

رکوع نمبر ۴۔(وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً)

گذشتہ رکوع میں توحید اور بندگی رب کی دعوت اس زاویہ نگاہ سے دی گئی تھی کہ اللہ ہی خالق و رب ہے۔ لہٰذا اسی کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اب اس رکوع میں اسی دعوت کو اس زاویہ نگاہ سے پیش کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں انسان اگر اپنے تخلیق کے مقصد کو سمجھے تو ناممکن ہے کہ وہ اللہ پر ایمان اور احکام الٰہی پر عمل نہ کرے۔ اس مقصد کو سمجھانے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں خلافت ارضی (یعنی زمین پر خلافت الٰہی قائم کرنے) کے لئے پیدا کیا، اس منصب کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لئے علم اور اختیارات سے بہرہ ور کیا، فرشتوں کو ان کے سامنے سر اطاعت جھکا دینے کا حکم دیا۔ ابلیس نے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح قیامت تک وہ انسان کا دشمن بنا۔ سب سے پہلے اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو بہکایا۔ لیکن ان دونوں برگزیدہ ہستیوں نے توبہ و استغفار کیا۔ اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ یعنی اب اولاد آدم (انسان) کا کام یہ ہے کہ وہ اس خلافت ارضی کی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ احکام الٰہی سے سرکشی کر کے ابلیس کے پیروکار نہ بنیں۔ اگر کبھی بھول چوک ہو جائے تو حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہ السلام کی طرح فوراً اللہ کی طرف رجوع کریں اور توبہ و استغفار کریں۔ جو لوگ اس روش پر چلیں گے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب رہیں گے، جو غفلت و انکار کریں گے وہ نامراد و ناکام رہیں گے۔

رکوع ۵ : (يَبَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ)

اس رکوع میں بنی اسرائیل (یہود) سے خاص طور پر خطاب ہے۔ کیونکہ اللہ کی کتاب (توریت) ان کو دی گئی تھی، ان سے کہا گیا ہے کہ یہ قرآن کسی نئے دین کی طرف دعوت نہیں دے رہا ہے بلکہ اس کی دعوت

اسی اصل دین کی طرف ہے جو توریت کی دعوت تھی۔ پہلے تم کو یہ چیز دی گئی تھی، مگر اس ہدایت پر قائم نہ رہے، اور توریت میں من مانی کرتے رہے، اب جبکہ یہ قرآن نازل ہوا ہے تو جانتے بوجھتے اس کا انکار کر کے اول کافر نہ بنو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، صبر اور نماز وہ بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جاسکتی ہیں۔ ساتھ ہی یہودیوں کے اخلاقی و دینی بگاڑ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

رکوع نمبر ٦: (يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ)

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے جیسے کچھ انعامات سے نوازا تھا، اس رکوع میں ان کے تذکرے کی ابتداء ہوئی ہے اور رکوع نمبر ١۵ تک یہ سلسلہ چلا گیا ہے۔ انعامات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس قوم نے کس طرح ایک ایک نعمت کا کفران کیا، اور پھر اس کی پاداش میں یہ قوم کس طرح ذلیل وخوار ہوئی۔ ان ساری تفصیلوں سے مسلمانوں کو یہ سبق دینا ہے کہ جو قوم خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت سے اعراض کرتی ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ مسلمان ان کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی گمراہیوں کے ان سارے نشانات سے آگاہ رہیں، جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے۔ اور اسی آگاہی کی بناء پر مسلمان ان گمراہیوں کے شکار نہ بنیں اور اس پستی میں گرنے سے بچیں جس میں بنی اسرائیل گرے۔ ساتھ ہی ضمناً کہیں کہیں نصرانیت کی اعتقادی عملی گمراہیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

بنی اسرائیل پر اللہ کے فضل و انعامات سے متعلق سب سے پہلے اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ نے ان کو کتاب و فرقان (توریت) کا عطیہ دیا اور انہیں مصر کے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی، لیکن بجائے اس کے کہ بنی اسرائیل اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے، بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور گوسالہ پرستی (بچھڑے کی پوجا) شروع کر دی۔ ان کے دلوں میں وحی الٰہی پر کامل یقین نہ تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ جب تک اللہ کو اپنی آنکھوں سے اعلانیہ نہ دیکھ لیں گے ایمان نہ لائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔

پھر دوسرا الٰہی انعام یہ تھا کہ صحرائے سینا کی بے آب و گیاہ اور دھوپ میں تپتی ہوئی سرزمین میں اللہ نے بادلوں کے ذریعہ سائے کا انتظام کیا اور من و سلویٰ غذا کے لئے نازل کیا۔ لیکن بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی بے شکری کی۔

پھر بنی اسرائیل کو اللہ نے جب فتح و کامرانی عطا کی تو عبودیت و نیاز کے ساتھ بستی میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ مگر بنی اسرائیل نے اپنے آپ کو غرور اور غفلت کا شکار بناڈالا۔

رکوع نمبر ۸۔ (وإذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الحَجَرَ)

بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے پانی کا یہ انتظام کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے پر بارہ چشمے چٹان سے جاری کر دیئے۔ لیکن اسکی بی بنی اسرائیل نے قدر نہ کی اور کام و دہن کی لذتوں کے طالب ہوئے۔ نیز انبیاء علیہ السلام کے قتل کا وبال مول لیا، جس کے نتیجہ میں ان کے حق میں ذلت و مسکنت سے دوچار ہو جانے کا نکلا۔

رکوع نمبر ۸: (إنَّ الَذِينَ آمَنُوا والَّذِينَ هَادُوا والنَّصَارَى والصَّابِئِينَ)

سب سے پہلے اجمالی طور پر یہ بتایا ہے کہ یہودیت و نصرانیت کی گوروہ بندیاں دنیا و آخرت کی کامیابیاں سے ہمکنار نہیں کر سکیں، بلکہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان اور صالح عمل نجات و سعادت کے ضامن ہیں۔
اس کے بعد اس عہد کا تزکرہ ہے جو کوہ طور کے دامن میں بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا، کہ وہ تورات پر قائم رہیں گے اور احکام الٰہی کی اطاعت میں سرگرمی رکھیں گے، لیکن بنی اسرائیل اپنے اس عہد سے پھر گئے، نیز وہ قتل نفس میں بے باب ہو گئے، جو شریعت الٰہی کی رو سے انسان کا سب سے بڑا جرم ہے۔ اسی سلسلہ میں بنی اسرائیل نے ایک ناحق قتل کیا، قاتل کی شناخت نہیں ہو رہی تھی تو اللہ نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرو، اور مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصہ سے ضرب لگاؤ۔ اس پر بنی اسرائیل ٹال مٹول کرنے لگے۔ آخر بڑی حیل و حجت کے بعد وہ آمادہ ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بقرہ

رکوع ۷: اس رکوع میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے کی وجہ سے بارہ چشمے جاری کر دیے، لیکن انہوں نے نعمت کی قدر نہ کی اور ہلاک ہوئے۔

رکوع ۸: بنی اسرائیل نے ایک ناحق قتل کیا، اللہ نے فرمایا کہ گائے ذبح کر کے مقتول کے بدن پر لگاؤ لیکن بنی اسرائیل ٹال مٹول کرنے لگے پھر مان گئے۔

رکوع۹: جنّت اور جہنّم کی تقسیم ایمان اور عمل صالح پر ہے اس کوئی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو۔

رکوع ۱۰: اللہ نے بنی اسرائیل سے جو عہد کیا تھا انہوں نے ہر عہد کی بہت زیادہ خلاف ورزی کی۔

رکوع ۱۱: بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد پے در پے نبی آئے، لیکن انہوں نے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کی تکذیب کی، حتی کہ آپ ﷺ اور قرآن کی بھی تکذیب کر رہے ہیں اس بنی اسرائیل کو اپنے آپ کو بدلنا چاہیے۔

رکوع ۱۲: جو جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے بنی اسرائیل شیطان کی پیروی کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی پیروی ہے حالانکہ یہ سب غلط ہے۔

رکوع ۱۳: ذو معنی الفاظ سے احتراز کرنا چاہئے، اور پھر بتایا کہ ایمان اور عمل صالح والا ہی جنت میں جائے گا نہ کہ یہودی اور نصرانی وغیرہ۔

رکوع ۱۴: یہودی اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں اور نصاریٰ اپنے کو حالانکہ دونوں حق سے ہٹے ہوئے ہیں، پھر بتایا کہ دشمن تو اسی وقت خوش ہونگے جب ان کی پیروی کریں، بس ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

رکوع ۱۵: بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہے پھر ان کے بارے میں بتایا کہ امامت ان کے نسل کی میراث نہیں بلکہ سچی اطاعت کا یہ پھل ہے۔ اور آپ ﷺ اور قرآن اور اُمّتِ مسلمہ یہ وہ ہی ہیں جن کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اس بنی اسرائیل کو آپ ﷺ پر ایمان لانا چاہیے۔

رکوع ۱۶: اصل ملّتِ ابراہیمی کی اتباع یہ رسول ﷺ اور مومنین ہی کر رہے ہیں، اس بناء پر اہلِ کتاب راہِ ہدایت پر اس وقت سمجھے جائیں گے جب وہ رسول ﷺ پر ایمان لائیں گے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح۔

رکوع ۱۷: بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہے اور اللہ تو ہر طرف ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ امت بہترین ہے دعوت والے کام کی وجہ سے۔

رکوع ۱۸: مسلمانوں کو اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے اور نیکیوں میں سبقت کرنا چاہیے۔

رکوع ۱۹: نماز اور صبر سے مدد حاصل کرنا چاہیے، اور شہید مردہ نہیں ہیں، اور حج سے بھی اللہ راضی ہوتے ہیں۔ اور پھر بتایا کہ اگر غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لینی چاہیے، اللہ معاف کر دیتا ہے۔

رکوع ۲۰: یہ ساری نشانیاں دیکھ کر انسان اللہ کو پہچان سکتا ہے۔ پھر بتایا کہ مومنین کی صرف اللہ ہی مدد کرتے ہیں۔ اور پھر بتایا کہ مشرکین آخرت میں پریشان ہوں گے۔

رکوع ۲۱: حلال اَشیا کا ذکر ہے، پھر حرام کھانے کی وعید ہے کہ ان کو دردناک عذاب ہو گا۔

رکوع ۲۲: ہر چیز نیکی نہیں ہے بلکہ جس کو اللہ نیکی کہے وہ نیکی ہے۔ پھر بتایا کہ موت کے وقت قرآن کے مطابق وصیّت کرنی چاہیے۔

رکوع ۲۳: رمضان کی فضیلت کا بیان ہے اور روزے کی فرضیت کا بیان ہے، اور روزے کے احکام کا ذکر ہے، پھر اعتکاف کا ذکر ہے۔

رکوع ۲۴: چاند کے بارے میں بتایا گیا ہے، پھر جہاد اور قتال کی ترغیب ہے، پھر حج اور عمرہ کے احکام کا ذکر ہے۔

رکوع ۲۵: حج کے بارے میں قدرے تفصیل سے بات ہے۔

رکوع ۲۶: بنی اسرائیل کی سرکشیوں اور اس پر اللہ کی پکڑ کا ذکر ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ ہے درست چلنے پر اللہ کی مدد کا وعدہ ہے۔

رکوع ۲۷: حُرمت والے مہینوں کا ذکر ہے پھر مرتد ہونے کی برائی بیان کی گئی، پھر بتایا کہ ایمان، ہجرت اور جہاد اللہ کے قُرب کے ذرائع ہیں، پھر مومن اور مشرک کے درجوں کا فرق بیان کیا ہے۔

رکوع ۲۸: عورتوں کے مسائل کا بیان ہے اور طلاق کے بارے میں بھی تفصیل ہے اور پھر فضول قسمیں کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

رکوع ۲۹: طلاق اور خلع کا ذکر ہے، پھر عورتوں سے حُسنِ سلوک کا حکم ہے، پھر تقویٰ کی تعلیم ہے۔

رکوع ۳۰: دودھ پلانے کی ذمہ داری باپ کی ہے، پھر دودھ پلانے کی مدت کا بیان ہے۔ پھر بتایا کہ اگر پہلا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

رکوع ۳۱: اس رکوع میں مہر کا بیان ہے، پھر نماز عصر کی تاکید کا بیان ہے، پھر بتایا کہ خوف کی حالت میں نماز کس طرح پڑھنی چاہیے۔

رکوع ۳۲: جہاد و قتال کا حکم ہے، پھر بتایا کہ اس میں بنی اسرائیل کی طرح اختلاف نہ کرنا۔

رکوع ۳۳: حضرت طالوت کا قصہ قدرے تفصیل سے ہے، پھر بتایا کہ جس طرح انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ نے ان کو جالوت پر غالب کیا، اس طرح ہم بھی کریں گے تو اللہ ہماری مدد بھی فرمائے گا، پھر بتایا کہ سب انبیا علیہ السلام کی دعوت ایک ہی ہے۔

رکوع ۳۴: اس رکوع میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی تاکید ہے، پھر اللہ کی چند صفات کو آیۃ الکرسی میں نہایت اعلیٰ طریقے سے بیان کیا گیا ہے، پھر بتایا کہ جو اللہ کا ہو جائے گا اللہ اس کے ہو جائیں گے۔

رکوع ۳۵: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو لاجواب کیا، پھر اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصوں کو بیان کیا ہے کہ اللہ کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا، پھر بتایا کہ غیب کی خبریں پکی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی خبریں بھی، ان پر ایمان لانا چاہیے۔

رکوع ۳۶: صدقات اخلاص سے دینے چاہیے، اور دینے کے بعد احسان نہیں جتلانا چاہیے۔

رکوع ۳۷: اس رکوع میں اس بات کا ذکر ہے کہ صدقات اچھی چیزوں سے ہونے چاہیے اور دینے سے اللہ پاک برکت دیتے ہیں، پھر بتایا کہ کن لوگوں کو دینے چاہیے، اعلانیہ بھی دے سکتے ہیں لیکن خُفیۃً اولیٰ ہے۔

رکوع ۳۸: اس رکوع میں سود کی ممانعت ہے بہت سخت طریقے سے، پھر بتایا کہ جو تمہارا قرض نہ ادا کر سکے اس کو مہلت دو معاف کرنا بہت اچھا ہے اس میں اللہ کی خوشنودی ہے۔

رکوع ۳۹: اس رکوع میں بتایا کہ لین دین کے معاملات کو لکھ لینا زیادہ بہتر ہے، اور اس پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ کر لینا چاہیے، اور پھر بتایا کہ امانت میں خیانت نہیں کرنا چاہیے اور اسی طرح شہادت کو بھی چھپانا گناہ ہے۔

رکوع ۴۰: اس رکوع میں یہ بتایا ہے کہ اللہ پاک کو ہر چیز کا علم ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قبضہ ہے اس اگر کوئی نیت بری کرے تو اللہ کو اس کا علم ہے اللہ پوچھیں گے۔ پھر بتایا کہ مومن ہر چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کا حکم اللہ نے دیا ہے اور یہود اور نصاریٰ اس کے برعکس کرتے ہیں۔ پھر بتایا کہ اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے لیکن انسان کتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے اس کہ اللہ نے انسان کو بنایا

ہے۔اور پھر بتایا کہ مومن ہر وقت اللہ سے ڈرتے ہیں اور یوں دعا کرتے رہتے ہیں۔" اے اللہ! ہم سے بھول چوک معاف فرما، تو ہمارا آقا ہے"۔اسی طرح ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ آلِ عمران(سورۃ۳)

مضامین:۔(۱) اس سورت میں اہل کتاب اور مومنین کو خطاب ہے۔

(۲) اہلِ کتاب کو سورۃ بقرہ کے طرز پر تبلیغ ہے اور مومنین کو مزید ہدایات بھی ہیں۔

(۳) غزوئہ اُحد پر تبصرہ اور فتح کیوں شکست میں تبدیل ہوئی اس کا بیان اور اس کا علاج۔

زمانہ نزول:۔چار حصوں میں نازل ہوئی: (۱) پہلا حصہ غزوئہ بدر کے بعد نازل ہوا(۲) دوسرا حصہ وفد نجران کی آمد پر نازل ہوا(۳) تیسرا حصہ بھی پہلے حصے کے متصل نازل ہوا(۴) چوتھا حصہ غزوئہ احد کے بعد نازل ہوا۔

رکوع ۱:اس رکوع میں اہلِ کتاب کا ذکر کیا کہ انہوں نے تورات اور انجیل کا انکار کیا تو عذاب میں مبتلا ہوئے، جو قرآن کا انکار کرے گا اس کا بھی یہی حال ہو گا۔پھر فرمایا قرآن میں کچھ آیات محکمات ہیں اور کچھ مشتبہات ہیں، پھر اہل علم کا بیان ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور ہر وقت دعا کرتے رہتے ہیں۔

رکوع ۲:غزوئہ بدر کا ذکر ہے اور کفار کو فرمایا کہ ان کی اولاد اور مال جہنم کا ایندھن بنے گا۔اور کفار کو اللہ تعالٰی نے بدر میں مسلمان زیادہ کر کے دکھائے تا کہ نصیحت حاصل کریں۔پھر فرمایا کہ اللہ نے دنیا کو آزمائش کے بنایا ہے اصل تو جنت ہے اور بڑی نعمت تو اللہ کی رضا ہے۔اور فرمایا کہ اللہ کے نزدیک مذہب اسلام ہے اور اسلام وہی ہے جو قرآن اور سنت کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

رکوع ۳: یہود انبیا علیہم السلام اور عُلَما کو قتل کر دیتے تھے اس پر سزا کا بیان ہے، پھر یہود کے اس دعویٰ کی نفی ہے کہ ہم چند دن کے جہنم میں جائیں گے، پھر خدا کی قدرت کا بیان ہے۔

رکوع ۴: کامیابی صرف اللہ اور رسول کی اطاعت میں ہے۔ پھر انبیا علیہم السلام کی بزرگی کا تذکرہ ہے، پھر مریم رضی اللہ عنہا کی عبادت کا اور ان کی والدہ کی دعا کا تذکرہ ہے، پھر زکریا علیہ السلام کی دعا کا اور ان کی بانجھ بیوی سے یحییٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر ہے۔

رکوع ۵: عیسیٰ علیہ السلام خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں اس بات کی نفی ہے، پھر مریم کی پاک دامنی کا ذکر ہے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور چند معجزات کا ذکر ہے، پھر اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ نے دشمنوں سے آپ کو کس طرح بچایا۔

رکوع ۶: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے خلاف وعدے کا ذکر ہے، اور آسمان پر اٹھائے جانے کا اور آپ کے دشمن کافروں کو عذاب کی دھمکی کا ذکر ہے۔ آپ صرف بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام دونوں کے بغیر اللہ کی قدرت سے پیدا ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہیں، اور یہ قصے پکے اور سچے ہیں۔ اور اللہ علیم ہیں وہ خراب لوگوں کو جانتا ہے۔

رکوع ۷: یہود کو دعوت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی کہ تم اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تابع کہتے ہو، تو وہ تو صرف مسلمان ہیں، تم بھی یہودیت اور نصرانیت کو چھوڑ دو۔

رکوع ۸: اہلِ کتاب کے دو گروہوں کی طرف اشارہ ہے: (۱) پہلے اسلام قبول کرے پھر مرتد ہو جائے تاکہ اسلام بدنام ہو۔ (۲) امانت ہضم کرنے والا اور جو اس کو اپنے حلال سمجھتے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ اس پر پکڑ ہو گی۔ اور یہود کے لوگ سمجھتے ہیں کہ تورات درست ہے لیکن انہوں نے اس میں حق کو چھپا دیا ہے۔

رکوع ۹: اس رکوع میں یہود کے طرزِ عمل کی نفی ہے کہ وہ نبی اور فرشتے کو اللہ کے برابر سمجھتے ہیں اور سمجھاتے ہیں حالانکہ ایسی کوئی تعلیم رسول نے نہیں دی، یہ گمراہ عقیدہ یہود کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ پھر انبیا علیہ

السلام کی دعوت کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کا سارے انبیاعلیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے خلاف کرنا کفر ہے۔

رکوع ۱۰: جسمانی عبادت صحیح معنوں میں اس وقت قبول ہوگی جب کہ مالی عبادت یعنی زکوٰۃ و خیرات بھی ادا کی جائیں، بری چیز (ناجائز مال بطور صدقہ) دیا جائے جس طرح نماز نجاست سے درست نہیں اس طرح خراب مال سے زکوٰۃ و خیرات بھی درست نہیں اس اچھا مال دینا چاہیے۔ پھر دینِ اسلام اور خانہ کعبہ کی تعظیم کا حکم ہے۔ اور جنگ سے بھی بچا جائے، اہلِ کتاب حق جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے نجات حق کے قبول کرنے میں ہے۔

رکوع ۱۱: اس رکوع میں متحد ہو کر رہنے کا اور فرقہ بندی سے بچنے کا حکم ہے اللہ کی رسی (یعنی قرآن اور سنت) کو پکڑیں، اسلام نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا جو توڑ کرے گا وہ دنیا اور آخرت میں ناکام ہو گا۔

رکوع ۱۲: یہ اُمّت دعوت و تبلیغ کی وجہ سے بہترین ہے اس اچھائی کا حکم اور برائی سے منع کرنا چاہیے اور اس سلسلہ دشمن کی طاقت سے نہ ڈرنا چاہیے۔

رکوع ۱۳: اس رکوع میں جنگِ احد اور بدر کا ذکر ہے مسلمان کم تھے لیکن تقویٰ کی وجہ سے اللہ نے مدد کے پانچ ہزار فرشتے مدد کے اتارے تا کہ تسلی ہو کہ ثابت قدم رہنے والوں کی اللہ مدد فرمائے گا۔

رکوع ۱۴: دنیا پرستی اللہ سے دور کر دیتی ہے، مال آدمی کے دل کو سخت کر دیتا ہے، سودی لین دین حرام ہے اور یہ کفر کا حصہ ہے۔ پھر اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے اور تقویٰ کی دعوت ہے، پہلی قومیں مال کی وجہ سے تباہ ہوئیں، پھر جہاد پر ہونے والے نقصان پر تسلّی ہے اور ثابت قدم رہنے والوں کا اللہ کی نگاہ میں شرف بیان ہوا ہے۔

رکوع ۱۵: جنگِ اُحد میں فتح کے موقع پر مسلمان بغیر حکم کے پہاڑ سے ہٹ گئے (اجتہادی غلطی ہوئی) حالانکہ آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ دوسرے آپ علیہ السلام کی شہادت کی خبر اڑ گئی اس سے مسلمانوں کو بہت تکلیف ہوئی اور منتشر ہونے لگے۔ اور اس میں تربیت ہے قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ کامل ایمان اور کامل اطاعت پر مدد اترے گی ورنہ نہیں، اور جہاد کا مقصد صرف اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہے۔

رکوع ۱۶: اس رکوع میں جنگِ اُحد پر تبصرہ ہے اللہ کو ساتھ لینے کی اور کفار سے دور رہنے کی ترغیب ہے۔ اللہ کو ساتھ لینے کی وجہ سے کفر پر رعب ڈالنے کا وعدہ ہے اُحد میں یہ وعدہ پورا کیا گیا، لیکن آپ ﷺ کی بات پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے فتح رک گئی، غم پے غم آرہے تھے بہت مشکل وقت تھا، پھر اللہ نے اسی وقت دشمنوں کا خوف نکال دیا۔ منافقین کے بقول اگر ہم مدینہ میں رہ کر جنگ کرتے تو فتح ہوتی، اس خیال کا رد ہے، موت تو آنی ہے یہ تو اللہ کی طرف سے امتحان تھا تا کہ نفاق ظاہر ہو جاتے۔

رکوع ۱۷: اس رکوع میں منافقین سے بچنے کی ہدایت ہے اور آپ ﷺ کو تسلی ہے کہ آپ مشورہ تو ضرور کریں لیکن بھروسہ اللہ پر کریں۔ آپ ﷺ پر خیانت کا الزام درست نہیں، اور پھر بتایا گیا کہ آپ ﷺ کی ذات مسلمانوں پر احسان ہے نبی عام انسان نہیں بلکہ وہ تزکیہ نفس کرتے ہیں اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور لوگوں کو گمراہی سے نکالتے ہیں۔ پھر غزوۂ اُحد پر مجاہدین کو تسلی ہے کہ یہ نقصان صرف دنیا کا ہے اور آخرت میں تو بڑی کامیابی ہے، شہید زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو۔

رکوع ۱۸: منافقین کی شرارتوں کا ذکر ہے اور مجاہدین کی تعریف ہے اور آپ ﷺ کو کفار سے بے خوف رہنے کی ہدایت ہے، پھر بخل اور کنجوسی کی مذمت ہے، پھر جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ کلمہ کی محنت کی کوشش کرنے کو جہاد کہتے ہیں، اللہ جان اور مال دونوں کی قربانی چاہتا ہے جو مال کو روکتے ہیں یہ آگ کا طوق بنے گا، پھر مسلمانوں کو اتباع رسول کی تاکید ہے۔

رکوع ۱۹: اس رکوع میں اہلِ کتاب کا نبیوں کو قتل کرنے کا پھر مشرکین کے ظلم کا بیان ہے، پھر بتایا کہ آخرت کی کامیابی صرف اسلام میں ہے بشرطیکہ خاتمہ ایمان پر ہو۔ پھر دنیا میں ہر وقت لگے رہنے کی برائی بیان کی، ہاں ضرورت کے درجے میں اچھے طریقے سے لگے رہنے میں برائی نہیں ہے اس کے بعد اہلِ کتاب کا تورات میں حق کا چھپانے کا بیان ہوا۔

رکوع ۲۰: اس رکوع میں اللہ کی قدرت کا بیان ہے، پھر آخرت کا تذکرہ ہے۔ انسان کو اللہ نے مقصد کے پیدا کیاہے اس ضروری ہے کہ محاسبہ کیا جائے، پھر ان دعاؤں کا تذکرہ ہے جو انساں کو ہر وقت مانگنی چاہیے، پھر صبر و قناعت

واتحادواتفاق کی ترغیب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نساء (سورۃ ۴)

وجہ تسمیہ: اس سورت میں عورتوں کے متعلق احکام کا بیان ہے۔

زمانہ نزول: یہ سورۃ ۳ھ سے لے کر ۵ھ تک مختلف حصوں میں نازل ہوئی۔

مضامین: مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا بیان ہے مثلاً نکاح، وراثت، یتیموں کے حقوق وغیرہ۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکین اور منافقین کی مذمت ہے۔ اور مسلمانوں کو ان برائی کی چیزوں سے دور رہنے کی ہدایت ہے اور ان گمراہوں کو دین کی طرف دعوت ہے۔

رکوع ۱: جنگوں کے بعد کچھ حالات سامنے آئے یعنی بیواؤں اور یتیموں کے، اس خاندانی نظام میں بہتری کی ترغیب ہے، اور قوانین کا بھی ذکر ہے، اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی تاکید ہے۔ تمام انسان آدم علیہ السلام

کی اولاد ہیں اس لیے یتیموں سے حسن سلوک کی تاکید ہے، چار نکاح کی بھی اجازت ہے بشر طیکہ عدل قائم رکھ سکے ورنہ ایک ہی کرے اور مہر بھی ضرور ادا کرے۔ بیواؤں کی مدد اور یتیموں کے مال کی حفاظت کی ترغیب، پھر یہ بتایا کہ وراثت صرف مردوں کا حق نہیں بلکہ عورتوں کا بھی حق ہے اور میراث کو ضرور تقسیم کرنا چاہیے اگرچہ کم ہی ہو۔ اگر تقسیم کے وقت دور کے غریب رشتہ دار آجائیں اگرچہ ان کا حصہ نہیں ہے لیکن ان کو کچھ دے دیں تاکہ دل نہ ٹوٹے بالغین کے مال سے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں تفصیلی بیان ہے وراثت کا اگر مرنے والا وصیت بھی کرے اور قرض بھی چھوڑے تو پہلے قرض

ادا کریں پھر وصیت پر شریعت کے مطابق عمل کریں، وصیت بھی اتنی زیادہ نہ کرنی چاہیے کہ وارثوں کو تکلیف ہو، اور مرنے والے کو آخری وقت میں ایسے قرض کا بھی اقرار نہیں کرنا چاہیے جو اصل میں نہ ہو۔

رکوع ۳: عورت اور مرد میں نکاح شرعی جائز ہے اس کے علاوہ بدکاری منع ہے خاص کر کے عورت کا عورت سے مرد کا مرد سے۔ ان کو سزا کے بعد اگر توبہ کرلیں تو چھوڑ دیا جائے۔ اور توبہ ان کی قبول ہوگی جو نادانی میں گناہ کرے، لیکن موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی، جیسے کافر مرتے وقت توبہ کرے قبول نہیں۔ اور بیوہ آزاد ہے عدت گزارنے کے بعد ان کو دوسری جگہ نکاح سے روکا نہ جائے۔ اس کے بعد یہ بتایا کہ اگر کسی کو بیوی پسند نہ ہو تو فوراً نہ چھوڑ دے صبر سے کام لے، اسمیں بھلائیاں اللہ نے رکھی ہیں اس پر نظر کرے۔ (باقی تفسیر میں دیکھ لیں)

رکوع ۴: اس رکوع میں ان عورتوں کا بیان ہے جن سے نکاح حرام ہے اور بعض ان عورتوں کا ذکر ہے جن سے کسی وجہ سے نکاح منع ہو جاتا ہے، جیسے دو بہنیں ایک نکاح میں ایک وقت میں منع ہے۔ پھر اس بات کا تذکرہ ہے کہ اگر میاں بیوی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کرنا چاہیں تو درست ہے پھر حُسنِ سلوک کا حکم ہے۔

رکوع ۵: اس میں ناجائز طریقے سے مال کھانے سے روکا گیا ہے، امیر اور غریب غرض ہر ایک آزمائش میں ہے۔ پھر بتایا کہ ہر ایک اپنے مال کا مالک ہے لہٰذا جو حصے اللہ نے مقرر کیے ہیں ان میں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

رکوع ٦: اس رکوع میں عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا بیان ہے عورتوں کو اپنے شوہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے، اگر بیوی نافرمانی کرے تو پہلے اس کو سمجھائیں ورنہ بستر الگ کر دیں، پھر آخر میں مارنے کی بھی اجازت ہے اور نقصان والی مار نہ ماریں، پھر آخر میں میاں بیوی اپنے فیصلے کو اپنے خاندان کے فیصلے پر چھوڑ دیں وہ جو فیصلہ کریں اسے قبول کرلیں۔ پھر توحید اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور مسافروں اور پڑوسیوں اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم ہے، اور غرور اور تکبر سے دور رہنے کا درس ہے، پھر بخل کی مذمت، اور پھر اس خرچ کی تعریف جو اللہ کے ہو اس کہ ریاکاری کا انجام خسارہ ہے، پھر قیامت اور کفر کی سزا کا بیان ہے۔

رکوع ۷: اس رکوع میں وضو، تیمم اور نماز کو سمجھ کر پڑھنے کی ترغیب ہے۔ پھر بتایا کہ کافروں نے دنیا کی محبت میں اللہ کی کتاب

میں حق کو چھپایا ہے مسلمان ایسا نہ کریں۔ اور مسلمان دو معنی والی بات نہ کہیں۔ اور اگر دعوت قبول نہیں کریں گے اہلِ کتاب تو بہت نقصان میں رہیں گے، پھر بتایا کہ شرک کی بالکل معافی نہیں ہے، شرک والا بہت بڑے گناہ میں ہے۔

رکوع ۸: اس رکوع میں بخل اور حسد اور بت پرستی سے منع کیا گیا ہے، پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور امانت داری کا حکم ہے۔ اسی طرح انسان غور کر کے اللہ کو پہچان سکتا ہے پھر اللہ کا حق ادا کر سکتا ہے، حق ادا کرنا دراصل امانت کا ادا کرنا ہے۔ اور انسان کو اللہ نے زمین کی خلافت کیلئے پیدا کیا ہے اور خلافت کی ذمہ داری امانت میں سے ہے، اسی طرح خدا اور رسول ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی

بنانا امانت ہے ورنہ خیانت ہے، اس کے بعد حاکموں کی بات ماننا بھی امانت ہے، اور اگر حاکموں سے کسی بات میں نزاع ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ (یعنی قرآن اور حدیث کو حَکَم بناؤ یعنی قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کرو) یہ (مذکورہ صفات کے حامل) لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لانے والے ہیں۔

رکوع ۹: منافقین قرآن اور حدیث پر عمل نہیں کرتے اس ان کو ضرور سزا ملے گی، نبی کا کام صرف بتانا نہیں ہے بلکہ عمل کر
کے دکھانا ہے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے اعتراض کریں وہ مومن نہیں
ہیں، آپ ﷺ کی اطاعت ہی انسان کو اجر دلوائے گی اور ایسے لوگ آخرت میں بڑے مزے میں ہونگے
۔

رکوع ۱۰: اس رکوع میں بتایا ہے کہ جہاد کے مکمل تیاری رکھنی چاہیے، جہاد وہ معتبر ہے جس میں مظلوم مسلمانوں کی مدد ہو اور فی سبیل اللہ ہو، پھر جانیں قربان کرنے کی ترغیب ہے۔

رکوع ۱۱: جہاد سے محبت کرنی چاہیے اس کہ موت تو پکے قلعے میں بھی آجائے گی۔ فتح کے وقت تو کہتے ہیں کہ اللہ کا فضل ہے لیکن ناکامی کے وقت سارا قصور نبی کا سمجھتے ہیں حالانکہ ناکامی ان ہی کی وجہ سے آتی ہے، اللہ ان کی حرکت کی مذمت کر رہے ہیں اور کلمہ بلند کرنے والوں کی تعریف کر رہے ہیں کہ یہ جان قربان کر دیتے ہیں۔ پھر کلمہ بلند کرنے والوں کو صبر اور ثابت قدمی کا درس ہے پھر قرآن کے مطالعے کا درس ہے، پھر بتایا کہ پہلے ہر خبر کی تحقیق کرو پھر آگے بیان کرو، پھر بتایا کہ جہاد والوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہے اور سلام کا جواب اچھے طریقے سے دینا چاہیے۔ رکوع ۱۲: اس رکوع میں بتایا ہے کہ ناحق قتل کرنے والوں کی آخرت میں سخت پکڑ ہو گی، پھر چند احکام بیان کئے ہیں غلطی اور جان بوجھ کر قتل کے احکام۔

جہاد میں دشمن اور دوست میں اور کافر اور مسلمان میں تحقیق ضروری ہے، پھر مجاہدین کی فضیلت کا بیان ہے اور معذورین کی رخصت کا تذکرہ ہے۔

رکوع ۱۴: اگر اپنے وطن میں عمل نہ کر سکے تو ہجرت کر لے، ہجرت وطن کی محبت کی وجہ سے مشکل لگتی ہے لیکن کرنی چاہیے، پھر وہ ہجرت کے بعد زمین کو وسیع پاتے ہیں۔ پھر معذورین اور بچوں کے اللہ پر بھروسے کا درس ہے۔

رکوع ۱۵: اس رکوع میں سفر کی نماز کا اور خوف کی نماز کا ذکر ہے اور طریقہ بھی بتادیا ہے اور یہ سمجھا بھی دیا ہے کہ نماز معاف نہیں، اور پھر بتایا کہ وقت کا ہونا بھی ضروری ہے۔

رکوع ۱۶: اس رکوع میں بتایا ہے کہ اے نبی ﷺ! آپ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں اور مجرموں کی حمایت نہ کریں اور انصاف کریں۔ اور مسلمانوں کو حق کی شہادت دینی چاہیے، پھر بتایا کہ منافقین خدا سے بچ نہیں سکتے اللہ ان کو دیکھ رہا ہے، پھر بہتان کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

رکوع ۱۷: اس رکوع میں بتایا ہے کہ لوگوں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہے اور بری سرگوشیوں سے بچنا چاہیے، اور پھر بتایا ہے کہ رسول ﷺ کی نافرمانی پر سخت عذاب ہو گا، اور پھر کہا کہ جب چند مسلمان جمع ہوں تو اچھی باتیں کریں اور اچھے مشورہ کریں اور فساد کی بات نہ کریں۔

رکوع ۱۸: اس رکوع میں بتایا ہے کہ شرک کی معافی نہیں ہے کسی بھی صورت میں، پھر جانوروں کے متعلق عجیب قسم کی رسموں کا رد ہے۔ پھر بتایا ہے کہ جو ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرے وہ جنت میں ضرور جائے گا، اور ملت ابراہیم والے اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور رویہ ٹھیک رکھتے ہیں۔

رکوع ۱۹: عورتوں سے اچھا سلوک کیا جائے اور یتیموں اور کمزوروں سے عدل کیا جائے اور بیوی سے اختلاف کی صورت میں صلح کی کوشش کی جائے مجبوری میں طلاق ہو، اور بتایا کہ جو لوگ اللہ سے اعراض کرتے ہیں اللہ ان کی جگہ دوسروں کو لے آئے گا۔

رکوع ۲۰: ہر حال میں حق کی شہادت دینی چاہیے پکا مومن بننا چاہیے ورنہ خطرہ ہے، اور کفر سے دور رہنا چاہیے اور کافر لوگ جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کی مجلس میں نہ جانا چاہیے۔

رکوع ۲۱: منافقین صرف ریاکاری کے نماز پڑھتے ہیں اور صرف زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ان سے دور رہا جائے، اگر توبہ کرکے صحیح ہو جائیں تو اللہ اجر عظیم دے گا اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ پھر کہا کہ آپ ﷺ میں اور سارے انبیا علیہ السلام میں تفریق نہ کرنا چاہیے جو ایسا کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت نہیں کرتا، تفریق نہ کرنے والوں کو بہت اجر ملے گا۔

رکوع ۲۲: اہلِ کتاب رسولوں میں فرق کرتے ہیں اور اللہ سے بغاوت کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کو براہ راست دیکھنے کا مطالبہ کیا بس اسی وجہ سے بجلی گری اور ختم ہو گئے، انہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا۔ پھر مریم کی پاک دامنی کا ذکر ہے، پھر بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی چڑھائے گئے بلکہ اوپر اٹھالیے گئے ہیں۔ اور بتایا کہ یہودی دنیا کی محبت کی وجہ سے سود کھاتے ہیں، سود ان پر بھی حرام ہے دنیا اور مرتبے کی خواہش انسان کو حیوان بنا

دیتی ہے، مسلمانوں کو ان سب امور سے روکا گیا ہے۔

رکوع ۲۳: سب رسولوں کا اسلام ایک ہی تھا صرف شریعتیں بدلتی رہیں، اہلِ کتاب کو تورات اور انجیل کی وجہ سے قرآن اور رسول ﷺ پر ایمان لانا چاہیے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تین کا عقیدہ درست نہیں، اللہ اولاد اور شریک سے پاک ہے۔

رکوع ۲۴: اس رکوع میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان ہیں اور رسول ہیں اور مخلوق ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو عار نہیں سمجھتے اور جو عار سمجھتا ہے وہ تکبر کرتا ہے ایسے شخص کو سخت عذاب ہوگا۔ قرآن نور ہے اور آپ ﷺ کی رسالت بھی سب کے لیے ہے، پھر کلالہ کے مسئلہ کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مائدہ(سورۃ ۵)

وجہ تسمیہ: اس سورت میں دستر خوان کا لفظ آیا ہے اس لئے اس کا نام مائدہ ہے۔

زمانہ نزول: ٦ھ اور ۷ھ میں نازل ہوئی۔

مضامین : (۱) اس سورۃ میں مسلمانوں کی زندگی کے متعلق احکام ہیں (مثلاً وضو، غسل، تیمم اور حج اور حلال اور حرام کے احکام)

(۲) مسلمانوں کو اللہ طریقہ بتارہے ہیں کہ تم سخت آزمائش میں سے کس طرح نکل سکتے ہو۔

(۳) یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام کی طرف دعوت۔

رکوع ۱: اس رکوع میں قسم اور عہد پورا کرنے کی ترغیب ہے پھر حرام چیزوں کا، اور عورت کے ساتھ بس صرف نکاح ہی کے ذریعہ حُسنِ سلوک کا حکم ہے، پھر اسلام کے آخری مذہب ہونے کا اعلان ہے۔

رکوع ۲: وضو اور تیمم، صحیح شہادت، عدل و انصاف اور توکل کا درس ہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں تعلق مع اللہ کا طریقہ اور یہودیوں کی دنیا پرستی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے آخرت کو خراب کر ڈالا، پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا ہے تاکہ کل قیامت میں یہ نہ کہیں کہ کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

رکوع ۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور جہاد کا ذکر ہے، یہودیوں نے کہا۔" آپ علیہ السلام اور آپ کا اللہ لڑے، ہم یہاں بیٹھے ہیں "۔ پھر بزدلی کی مذمت اور دلیری اور ثابت قدمی کی ترغیب ہے۔

رکوع ۵:اس رکوع میں ہابیل اور قابیل کا تذکرہ ہے، پھر حسد سے روکا گیا ہے، پھر بتایا کہ کسی نیکی یا گناہ کی ابتدا کرنے والوں کو قیامت تک اجر یا عذاب ملتا ہی رہے گا پھر اللہ کی نافرمانی پر آخرت میں سخت عذاب کا ذکر ہے۔

رکوع ۶:اس رکوع میں برے اقتدار سے روکا گیا ہے، پھر جہاد کی ترغیب اور چوری سے بچنے کا حکم ہے، پھر یہودیوں اور عیسائیوں کی بد عملی کا ذکر ہے مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے لیے۔

رکوع ۷:تورات میں بھی اللہ کے دین کو قائم کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے جو احکام میں غلط فیصلے کرتے ہیں وہ کفر کے طریقے پر چلتے ہیں، پھر قصاص کے چند احکام بتائے ہیں۔

رکوع ۸: مسلمان یہود اور نصارٰی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان جیسے نہ ہو جائیں اس ان سے دور رہنے کا حکم ہے، پھر مرتد ہونے کی مذمت اور اس پر عذاب کا تذکرہ ہے۔

رکوع ۹: دین کا مذاق اڑانے والوں سے دور رہنے کا حکم ہے پھر قرآن سے دور رہنے والوں کو سخت ڈانٹ ہے، پھر اہلِ کتاب کے عُلَما کا ذکر ہے کہ دنیا پرستی کی وجہ سے حرام کھاتے ہیں۔

رکوع ۱۰:اس رکوع میں آپ علیہ السلام کو دعوت کا حکم ہے، پھر عیسائیوں کے شرک کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصل کام اور منصب کا ذکر ہے، اور پھر بتایا کہ کامیاب صرف وہ ہو گا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

رکوع ۱۱:اہلِ کتاب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے حالانکہ یہ بڑا سبب ہے گمراہی کا اس کی وجہ سے سارا معاشرہ خراب ہو جاتا ہے، بعض عیسائی راہب قرآن سن کر روتے ہیں ان کے اندر حق قبول کرنے کی استعداد ہے۔

رکوع ۱۲:اللہ اور رسول ﷺ کی سختی کے ساتھ اطاعت کریں، ایمان اور تقویٰ کے ساتھ حلال کمائیں اور کھائیں اور شیطانی کاموں سے دور رہیں۔

رکوع ۱۳: احرام کی حالت کے اَحکام اور خانہ کعبہ کی تعظیم کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۴: پہلی قومیں فضول سوال کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں اس نبی ﷺ سے ایسے سوالات کرنے سے بچا جائے، پھر چند مشرکانہ رسموں کا ذکر ہے اور بچنے کی تاکید ہے۔

رکوع ۱۵: قیامت کا ذکر ہے اور بچنے کا راستہ صرف اطاعت ہے، پھر بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے بلکہ وہ بشر اور رسول ہیں پھر ان کے چند معجزوں کا ذکر، پھر بتایا کہ ان کے صحابی اور حواری بھی ان کو بشر اور رسول سمجھتے تھے اسی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آسمان سے دستر خوان اتروانے کی فرمائش کی پھر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھایا۔

رکوع ۱۶: اس رکوع میں عیسائیوں کے باطل عقیدے کی مذمت ہے، اور پھر بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے کو صرف رسول اور بشر ہی سمجھتے تھے اپنے کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انعام (سورۃ ٦)

مضامین: اس سورت کو سات **مضامین** پر تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) شرک کا رد اور توحید کی دعوت

(۲) اس دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا اصل ہونا۔

(۳)جاہلیت کے وہموں کارد

(۴)اسلامی معاشرہ کے احکام کا بیان

(۵)دعوت پر اعتراضات کا جواب

(۶)آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تسلی (۷)مخالفین کو تنبیہ

رکوع ۱ آیت ۱تا۱۰: اس رکوع میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد علمِ توحید پر دلائل اور تبلیغ کے فرشتے کیوں نہیں آئے اس اعتراض کا جواب۔

رکوع ۲ آیت ۱۱تا۲۰: اللہ کی نافرمانی کا انجام پچھلی قومیں ہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہوئیں، اسی سیر وسفر کی ترغیب ہے کہ ہم عبرت حاصل کریں۔کامیابی صرف اطاعت میں ہے اور آپ ﷺ کو اطاعت کا حکم سب سے پہلے دیا گیا ہے۔

رکوع ۳ آیت ۲۱تا۳۰: آخرت میں اعمال کے بارے میں پوچھ اور سزاؤں کا تذکرہ ہے تا کہ ہم عبرت حاصل کریں، آخرت میں کافر عذاب دیکھ کر دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے۔

رکوع ۴ آیت ۳۱تا۴۱: دنیا کے فانی ہونے کا اور اس بات کا تذکرہ ہے کہ جو آخرت سے غافل رہا وہ نقصان میں رہا، پھر دعوت کی اہمیت اور صبر کی تعلیم ہے۔

رکوع ۵ آیت ۴۲تا۵۰: ہمیشہ رسول اور انبیاعلیہ السلام آئے جن لوگوں نے انکا مذاق اڑایا وہ ہلاک ہوئے، اور انہوں نے دنیا کی وجہ سے خدا کو بھلادیا پھر اللہ نے پکڑا اور اس کی پکڑ سے کوئی باہر نہیں ہے، اگر اللہ بینائی لے لے تو

کون روک سکتا ہے، اس کے بعد ایمان والوں کو خوشخبری ہے۔

رکوع ٦ آیت ۵١ تا ٦٠: قیامت میں سوائے نیک اعمال کے کچھ کام نہیں آئیگا آپ ﷺ کو اورآپ ﷺ کے ذریعہ سے امت کو ذکر کی تلقین ہے اور ان سے حُسنِ سلوک کا ذکر ہے اور گناہوں سے توبہ کا ذکر ہے۔

رکوع ۷ آیت ٦٠ تا ۷٠: اللہ کی اطاعت کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کریں شرک سے بچتے رہیں ہر ہر ذرے کا اور درخت کے پتوں کا علم اللہ کو ہے۔

رکوع ۸ آیت ۷٠ تا ۸۲: اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے احکام پر عمل کرنا اور شرک سے بچنا ضروری ہے اس نے نگران مقرر کیے ہوئے ہیں۔ پھر عذاب کی قسموں کا بیان ہے کہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے خانہ جنگی ہوتی ہے، پھر ایمان اور اتحاد کی ترغیب ہے۔ اللہ و رسول ﷺ پر اعتراض کرنے والوں سے اور دنیا پرستی سے دور رہنے کا بیان ہے۔

رکوع ۹ آیت ۸۲ تا ۹۴: پہلے شرک پھر قیامت کا بیان ہے تا کہ شرک کا انجام معلوم ہو جائے، پھر ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ذکر ہے کہ انہوں اللہ کی بڑائی بیان کی اور مخلوق کی چھوٹائی بیان کی اور والد کو بت پرستی سے منع کیا اور بتایا کہ ہدایت پر صرف ایمان والا ہے۔

رکوع ١٠ آیت ۹٠ تا ۹۴: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اٹھارہ رسولوں کا ذکر ہے، تمام انبیا علیہ السلام کی دعوت وہی تھی جو قرآن کریم کی پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن کی اورآپ ﷺ کی تکذیب کی جارہی ہے، پھر شرک سے بچنے کی تاکید ہے۔

رکوع ١١ آیت ۹۴ تا ١٠٠: اللہ نے اپنی رحمت سے ہدایت بھیجی لیکن لوگ انکار کر رہے ہیں خاص کر یہود۔ پھر فرمایا کہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے تا کہ مکہ والوں کو خصوصاً اور تمام دنیا کو عموماً نصیحت ہو ۔

رکوع ۱۲: اتنی بڑی کائنات میں اسکا کوئی شریک نہیں پھر کیوں دوسرا خدا بنایا جارہا ہے؟ خدا کا انکار بڑی ناشکری کی بات ہے۔

رکوع ۱۳: خدا خالق ہے باقی سب مخلوق ہیں، اور قرآن نصیحت ہے، پھر اخلاق کی تعلیم ہے کہ مشرکین وغیرہ اچھے طریقے سے دعوت دو ورنہ وہ تمہیں برا کہیں گے۔

رکوع ۱۴: ضدی لوگ کبھی ایمان نہیں لائیں گے، پھر فرمایا کہ قرآن میں کوئی شبہ نہیں اس کی پیروی کرو خواہش کو چھوڑو، پھر فرمایا کہ قرآن میں حلال اور حرام کے احکام ہیں تفصیل کے ساتھ۔

رکوع ۱۵: خدا کے نافرمانوں کو ان کے اعمال اچھے معلوم ہوتے ہیں، یہ نفس کا دھوکہ ہے یہ سب دوزخ میں جائیں گے، اللہ اسلام کا راستہ کھول دیتا ہے ہدایت والوں کے۔

رکوع ۱۶: اللہ کی سنت ہے کہ رسول کو بھیجے بغیر بستی کو ہلاک نہیں کرتے، اللہ آج بھی زبردست قدرت والا ہے۔ پھر شرک کی مذمت کا بیان ہے۔

رکوع ۱۷: باغ اور کھیتی کی زکوٰۃ کاٹنے اور توڑنے کے بعد ادا کی جائے پھر اللہ نے اپنے انعام کا تذکرہ کیا کہ ہم نے تمہیں سواریاں اور گوشت عطا کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ بتوں پر چڑھاوا بالکل غلط ہے اس کا اللہ نے حکم نہیں دیا یہ اللہ پر بہتان ہے۔

رکوع ۱۸: بعض چیزیں اللہ نے حرام کر دی تھیں اب کھاسکتے ہیں، پھر بتایا کہ جو لوگ قرآن کا انکار کرتے ہیں ان سے دور رہا جائے۔

رکوع ۱۹: اس رکوع میں دس باتوں سے منع کیا ہے: (۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی (۳) اولاد کا قتل کرنا (۴) ناحق قتل (۵) زنا (۶) یتیم کا مال بلاوجہ کھانا (۷) ناپ تول میں کمی کرنا (۸) عدل وانصاف نہ کرنا (۹) عہد توڑنا (۱۰) اسلام پر نہ چلنا، یہ احکام تورات میں بھی تھے۔

رکوع ۲۰: قرآن کے بعد حجت ہو گئی اور رسول بھی آ گئے اب لوگوں کو ایمان لانا چاہیے ورنہ قیامت میں سخت عذاب ہو گا، پھر فرمایا عذاب دیکھ کے ایمان لانا قبول نہیں، پھر آخر میں اسی سبق کی یاددہانی کرائی کہ کہہ دو میرا سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ اَعرَاف (سورۃ ۷)

وجہ تسمیہ: اَعراف جنّت اور جہنّم کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، اور اس سورت میں اعراف والوں کا ذکر ہے اسی اس کا نام اَعراف ہے۔ زمانہ نزول: زمانہ نزول وہی ہے جو سورۃ انعام کا ہے۔

مضامین: (۱) اسکا مرکزی مضمون دعوت ہے۔ (۲) منافقین کا انجام کیا ہوتا ہے؟ (۳) آپ ﷺ کو اور صحابہ کو تبلیغ کے بارے میں اہم ہدایت ہیں۔

رکوع ۱: اس رکوع میں بتایا ہے کہ نزولِ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ منافقین کو ڈرایا جائے اور مسلمانوں کی یاددہانی، پھر بتایا کہ زندگی قرآن کے مطابق گزاری جائے، پھر بتایا کہ جن بستیوں نے نہیں مانا انکا انجام کیسا ہوا، اس کے بعد قیامت کا ذکر ہے۔

رکوع ۲: اللہ پاک نے انسان کو اپنے حکموں کے مطابق زندگی گزارنے کے پیدا کیا ہے، پھر آدم علیہ السلام کی پیدائش اور فرشتوں کا سجدہ کرنا اور شیطان کا نہ کرنا یعنی اس نے تکبر کیا اسی اللہ نے اس کا یہ حشر کیا اور آدم علیہ السلام کو تکبر نہ کرنے کی وجہ سے اپنا محبوب بنالیا۔

رکوع ۳: بتایا کہ اچھا لباس وہ ہے جس سے جسم چھپ جائے، اور پھر فرمایا بہترین لباس تقویٰ ہے جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے وہ شیطان سے محفوظ نہیں رہ سکتے، اور پھر فرمایا گمراہ لوگوں سے دور رہیں گو کہ وہ اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں۔

رکوع ۴: حلال اور جائز زینت اختیار کرنا چاہیے ہاں کفر وغیرہ حرام ہے۔ پھر فرمایا جو نبی کی بات مانے وہ کامیاب رہا اور جو نبی علیہ السلام کی بات نہ مانے ان کے دردناک عذاب ہے۔

رکوع ۵: قرآن کو نہ ماننے والے جہنم میں جائیں گے پھر اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کی بات چیت کا ذکر ہے، جنت کی نعمتوں اور دوزخ کی سختیوں کا ذکر ہے جو ان میں سے ایک میں جائے گا ہمیشہ ان میں رہیگا اس آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔

رکوع ۷: یہ سب کچھ اللہ کا ہے اور اللہ نے یہ سب کچھ انسان کی پرورش کے بنایا ہے لہٰذا انسان کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور قرآن کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے نہ کہ اپنے ذہن کے مطابق۔

رکوع ۸: اس رکوع میں نوح علیہ السلام کی دعوت کا پھر ماننے والوں کے نجات کا ذکر ہے اور نہ ماننے والوں کے عذاب کا ذکر ہے تاکہ عبرت حاصل ہو کہ اللہ اب بھی قادر ہے۔

رکوع ۹: اللہ نے اپنے نبی ہود علیہ السلام کو بچا لیا اور قوم عاد کو نافرمانی کی وجہ سے پکڑ لیا۔

رکوع ۱۰: قوم ثمود اللہ کے نبی صالح علیہ السلام کی بات نہ ماننے کی وجہ سے زلزلے کے عذاب میں پکڑی گئی۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھروں کی بارش کا عذاب آیا بوجہ بے حیائی اور فحاشی کے
۔

رکوع ۱۱: اہلِ مدین ناپ تول میں کمی کرتے تھے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے سمجھایا یہ نہ مانے پھر ان کو صبح کے وقت زلزلے نے پکڑا بس اوندھے منہ مر گئے، ان سب واقعات سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیے اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

رکوع ۱۲: جس قوم نے بھی نبی کو جھٹلایا اللہ نے اس قوم پر تنگی اور خوشحالی دے کر آزمایا تاکہ یہ رجوع کریں اللہ کی طرف، لیکن وہ نہ مانے پھر اللہ نے پکڑا، اب بھی جو بغاوت کرے گا اللہ اس پر قادر ہے کہ ان کو ہلاک کر دے۔

رکوع ۱۳: ایسے نافرمانوں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے سے پہلے ہلاک ہونے والوں سے عبرت حاصل نہیں کی پھر یہ بھی عذاب کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، پھر موسیٰ علیہ السلام کا اور ان کے معجزات کا ذکر ہے اور ساتھ ہی فرعون کا بھی ذکر ہے۔

رکوع ۱۴: فرعون کے جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔

رکوع ۱۵: ایمان والوں کو آزمائش کے وقت صبر اور خدا کی مدد سے کام لینا چاہیے موسیٰ علیہ السلام نے یہی تعلیم اپنے قوم کو دی اور فرمایا اقتدار نعمت ہے درست استعمال کرو۔

رکوع ۱۶: فرعون نے اقتدار کو درست استعمال نہیں کیا، بس اسی وجہ سے اپنے لشکر سمیت ہلاک اور اللہ نے اس کی لاش کو عبرت بنا دیا۔

رکوع ۱۷: بنی اسرائیل نے جب فرعون سے نجات پائی تو مصر سے نکل کر وادی میں پہنچے پھر اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات دینے کے طور پر بلایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کو قائم مقام بنا کر چھوڑ گئے چالیس دن اعتکاف کے بعد اللہ سے درخواست کی دیکھنے کی۔

رکوع ۱۸: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل گمراہ ہونے لگے سامری کی وجہ سے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اور بھائی کے اللہ سے پناہ مانگی۔

رکوع ۱۹: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر کس طرح اللہ کا غضب نازل ہوا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا بیان ہے، پھر بتایا کہ کامیابی تورات اور انجیل میں بھی آپ ﷺ کی اتباع میں بتائی ہے اور قیامت تک یہ قانون ہے۔

رکوع ۲۰: آپ ﷺ قیامت تک نبی ہیں، پھر موسیٰ علیہ السلام کے کچھ صالح لوگوں کا ذکر ہے، پھر بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

رکوع ۲۱: پھر بنی اسرائیل پر اللہ کے بعض عذابوں کا ذکر ہے مثلاً شکل کا مسخ ہونا ہے۔ اور یہ بیان ہوا کہ داعی کا کام تبلیغ ہے، باقی ہدایت اللہ کے ہاتھ میں، اسکے بعد بتایا کہ حبّ جاہ اور حبّ مال کا نتیجہ بڑا خطرناک ہے۔

رکوع ۲۲: انسانوں نے جو پیدائش سے پہلے ذکر کیا توحید کا یعنی اعتراف کیا اس کا ذکر ہے پھر قصہ بتایا بلعم باعورا کا کہ دنیا کی محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑا اس کی مثال ہے کتے کی طرح۔

رکوع ۲۳: بتایا کہ دنیا چند دن کی ہے تیاری نہ کی تو دائمی عذاب ہے، حضرت محمد ﷺ کا ڈرانا جنون کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ پکی حقیقت ہے۔

رکوع ۲۴: بتایا کہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ کی مخلوق ہیں، پھر شرک کی مذمت بیان کی کہ دوسرا معبود بنانا عقل کے خلاف ہے پھر کہا نرمی سے دعوت ہو اور خوب حکمت کے ساتھ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انفال (سورۃ ۸)

نام: اس سورت میں غنیمت کا لفظ آیا ہے اس اس کا نام انفال ہے۔

نزول کا زمانہ: ۲ھ غزوئہ بدر کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) جنگ بدر پر تفصیلی تبصرہ ہے اور بتایا کہ اصل فتح تو اللہ کی وجہ سے ہوئی اس اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔

(۲) پھر اخلاق کو بتایا ہے، پھر لڑائی کے بعد قیدیوں وغیرہ کو سبق اندوز خطاب بھی ہے۔

(۳) مال غنیمت اور صلح وغیرہ کے احکام بیان کئے ہیں۔

رکوع ۱: مال غنیمت اللہ اور رسول کے ہے پھر غزوئہ بدر میں اللہ کی رحمتوں کا ذکر ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں بھی اللہ کی رحمتوں کا ذکر ہے کہ اگر مسلمان اس طرح صبر کے مظاہرہ کرتے رہیں گے تو اللہ کی مدد ساتھ ہوگی۔

رکوع ۳: اللہ اور رسول کی زندگی سے اعراض نہ کرو اور نہ دوسروں کو دعوت دو اعراض کی۔ پھر بتایا کہ جہاد کو چھوڑنے کی وجہ تمہارا وجود اور عدم برابر ہے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے کی وجہ سے جب عذاب آئیگا تو نیک اور بد سب پر آئے گا پھر بتایا کہ مال اولاد کی محبت میں ایسا غرق نہ ہو کہ خدا ہی کو بھول جائے۔

رکوع ۴: آپ ﷺ ہر وقت امت کے روتے رہے اور آج بھی رو رہے ہیں لیکن کافر شرارتیں کر رہے ہیں اپنے جان اور مال سے آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی۔

رکوع ۵: کافروں سے کہا گیا ہے کہ اگر توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول ہے ورنہ یہ ناکام ہونگے، پھر جہاد کی ترغیب ہے۔ اور مال غنیمت کے چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم ہونگے اور ایک حصہ بیت المال میں، پھر بتایا کہ اللہ کی مدد ان کیساتھ ہے۔

رکوع ۶: جہاد کا حکم ہے پھر فائدوں کا اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا ذکر ہے اور اتحاد اور اتفاق کی تعلیم ہے۔

رکوع ۷: اس رکوع میں مسلمان کو ہوشیار رہنے کا اور کافروں کی وعید کا تذکرہ ہے، اور پھر مسلمانوں کو حکم ہے کہ ہر حال میں بدعہدی سے احتراز کریں۔

رکوع ۸: اس رکوع میں جہاد کی ترغیب ہے کہ سامان تیار رکھیں لیکن اصل اعتماد تو اللہ ہی پر کرنا چاہیے۔

رکوع ۹: مسلمانوں کو جہاد کے ابھاریں اور صبر کی ترغیب دیں۔

رکوع ۱۰: اس رکوع میں قیدیوں کے متعلق احکام ہیں اور جہاد کی فضیلت ہے اور مشکل وقت میں ہجرت کر لینی چاہیے، اور اگر مظلوم مسلمان مدد مانگیں تو مدد کرنی چاہیے اسلامی حکومت کو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ توبہ (سورۃ ۹)

نام: اس سورت میں بسم اللہ نہیں لکھی جاتی اس کہ اللہ کی طرف سے اسی طرح حکم ہے۔

مضامین: (۱) عرب کو مکمل اسلام کا گھر بنانے کی طرف رہنمائی ہے۔

(۲) اسلام کے علاوہ باقی سب چیزوں کا رد۔

(۳) عرب کے باہر بھی تبلیغ کا حکم۔

(۴) مخالفین کی رعایت نہ کی جائے۔

(۵) اور مسلمانوں کا ضعف دور کیا گیا ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں مشرکین کو مہلت دی گئی ہے اور پھر توبہ کرنے پر اور پناہ میں آنے کی وجہ سے مکمل حفاظت دی گئی ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں معاہدوں کی پابندی کا حکم ہے اور کافر اگر کفر سے توبہ کر لے تو ہمارا دینی بھائی ہے اور پھر اس کے بعد اللہ کے راستے میں ہر حال میں نکلنے کا حکم ہے اور پھر فرمایا کہ یہ ہی پکے مومن ہیں۔

رکوع ۳: فرمایا کہ مسجدوں کو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے ہی آباد کرتے ہیں اور کافروں سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور پھر فرمایا کہ جو لوگ نقشوں اور چیزوں سے محبت کرنے کی وجہ سے اللہ کے راستے میں نہیں نکلتے وہ اللہ کے عذاب کے تیار رہیں۔

رکوع ۴: فرمایا کہ جو لوگ دین پھیلانے کے محنت کرتے ہیں اللہ ان کی ایسے ہی مدد کرتا رہیگا جیسے پہلے کی اور ان کے دنیا اور آخرت میں مزے ہی مزے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ مشرکین کے مسجد میں داخلہ منع ہے اور اہلِ کتاب سے جذیہ لیا جائے، ہر ایک سے لڑائی نہ کی جائے بلکہ جو مقابلہ میں آئیں ان سے لڑا جائے۔

رکوع ۵: یہود اور نصاریٰ کے غلط عقیدوں کا ذکر ہے، اور پھر فرمایا کہ اللہ کا نور پوری دنیا میں چمکے گا اور پھر دنیا کی حرص سے منع کیا گیا ہے اور پھر حرمت والے مہینوں کا بیان ہے، اور پھر بتایا کہ نفس کی اتباع انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

رکوع ۶: اس رکوع میں جہاد کی ترغیب ہے دنیا کی وجہ سے اسکو نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ آخرت کو سامنے رکھنا چاہیے، اگر ہم یہ کام نہیں کریں گے تو اللہ دوسرے لوگوں سے یہ کام لے لیگا، پھر منافقین کا حیلے کر کے جہاد میں نہ جانے کی وجہ سے عذاب کی تنبیہ ہے۔

رکوع ۷: اس رکوع میں پھر جہاد کی ترغیب ہے پُر زور طریقے سے، اور پھر فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ سب کام خوش دلی کے ساتھ کرنے چاہیے۔ اور پھر فرمایا کہ منافقین سے ہوشیار رہا جائے اور پھر ان کی منافقت کا ذکر ہے اور اس پر دھمکی ہے عذاب کی

رکوع ۸: اس رکوع میں زکوٰۃ کے (۸) مصارف کا ذکر ہے، پھر ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی ان کی سزا جہنم ہے۔

رکوع ۹: نفاق کی علامتوں کا ذکر ہے، اور پچھلی نافرمان قوموں کی تباہی کا ذکر ہے، اور مومنین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

رکوع ۱۰: اس رکوع میں منافقین کی شرارتوں کے بعد فرمایا کہ اگر ان کے ستر بار بھی دعاواستغفار کیا جائے پھر بھی ان کی مغفرت نہ کی جائے گی۔

رکوع ۱۱: اس میں آپ ﷺ کو ان کی نماز جنازہ سے بھی روکا گیا ہے پھر مجاہدین کی تعریف ہے۔

رکوع ۱۲: جو جہاد کے مکلف نہیں ہیں انکا ذکر ہے، پھر انکا ذکر ہے جو شرکت تو کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس خرچ نہیں۔

رکوع ۱۳: صحابہ سے اللہ راضی ہیں، اس کے بعد مسجدِ ضرار کا ذکر ہے جو منافقین نے شرارتوں کے بنائی تھی۔

رکوع ۱۴: جو اللہ کے اپنا جان مال لگادیں ان کے خوشخبری ہے، پھر ان تین مخلص مسلمانوں کا ذکر ہے جن کی توبہ کو اللہ نے قبول کیا۔

رکوع ۱۵: اس رکوع میں اللہ کے راستے میں جان، مال وقف کرنے کی ترغیب ہے۔

رکوع ۱۶: حضور ﷺ کا امت کی ہدایت کے حریص ہونے کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یونس (سورۃ۱۰)

رکوع ۱: اللہ کی قدرت کا ذکر ہے، پھر قیامت کا ذکر ہے، اور مسلمانوں کی تعریف کی گئی ہے اور کافروں کو عذاب کی دھمکی ہے۔

رکوع ۲: انسان کے ناشکرا ہونے کا ذکر ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کی نبوت پر مختلف طریقے سے دلائل دیے گئے ہیں، پھر اس کے بعد شرک کی مذمت ہے۔

رکوع ۳: انسان کی ناشکری کا ذکر ہے اور اس کے بعد حشر، جنت اور دوزخ کا بیان ہے۔

رکوع ۴: چیلنج ہے اگر قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے تو پھر اس جیسی ایک سورت ہی بنا دیں۔
رکوع ۵: بعض ضدی قسم کے طبقے کا ذکر ہے، پھر بتایا کہ جس طرح دوسری چیزوں کے مقررہ ضابطے ہیں اسی طرح عروج و زوال کا بھی ضابطہ ہے۔
رکوع ۶: اس رکوع میں قیامت اور اس کی ہولناکی کا ذکر ہے، پھر اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن پاک ایک واضح اور جامع کتاب ہے۔
رکوع ۷: اس میں نیک لوگوں کی صفات بیان کی گئی ہیں، پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو تسلی ہے کہ دشمنوں سے نہ گھبرائیں۔
رکوع ۸: اس رکوع میں انبیا علیہ السلام اور ان کی قوموں کا ذکر ہے، اور پھر فرمایا گیا ہے کہ اللہ حق کو بالکل واضح اور ظاہر کر دیتا ہے۔
رکوع ۹: اس رکوع میں فرعون کی لاش کو عبرت بنانے کا ذکر ہے، اور یہ بھی بتا دیا کہ موت کے وقت ایمان لانا معتبر نہیں ہے۔
رکوع ۱۰: قوم یونس علیہ السلام پر عذاب آنے کے بعد اللہ نے ہٹا لیا یہ رعایت صرف ان ہی کے ساتھ ہوئی ہے، پھر بتایا کہ دین میں زبردستی نہیں کہ ایمان لے آؤ۔
رکوع ۱۱: اسلام لانے اور اس پر جمنے کے بعد یہ نہ سمجھے کہ میں اللہ اور رسول ﷺ پر احسان کر رہا ہوں بلکہ اس کا اپنا فائدہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ھود (سورۃ ۱۱)

رکوع ۱: اس رکوع میں خدا کے رازق ہونے کو بتایا گیا ہے اس لیے کہ اصل روزی دینے والا اللہ ہے اور تبلیغ کا بھی حکم ہے۔

رکوع ۲: کفر کو اختیار کرنے والے اندھے بہرے ہیں اور مومن ایسے نہیں ہیں۔

رکوع ۳: اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل کامیابی وقت کے نبی کی بات ماننے میں ہے نہ کہ مال و دولت میں۔

رکوع ۴: اس رکوع میں نوح علیہ السلام کی بات ماننے والوں کی کامیابی کا اور نہ ماننے والوں کی ناکامی کا تذکرہ ہے۔

رکوع ۵: قوم عاد کی تباہی کا ذکر ہے حالانکہ وہ بہت طاقت والے تھے لیکن اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے۔

رکوع ۶: اس رکوع میں قوم ثمود کی تباہی کا ذکر ہے۔

رکوع ۷: تعلیم ہے اس بات کی کہ جس قوم میں بدکاری اور فحاشی پھیل جاتی ہے پھر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔

رکوع ۸: اہلِ مدینہ بھی نبی علیہ السلام کی بات نہ ماننے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

رکوع ۹: پہلی قوموں کی ہلاکت اور بربادی ہمارے عبرت ہے۔

رکوع ۱۰: مسلمانوں کو تسلی ہے کہ اس دنیا میں آزمایش تو ہے لیکن اس آزمایش پر صبر کرنے پر ہلاکت نہیں ہے بلکہ بعد میں خصوصی انعامات ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یوسف (سورۃ ۱۲)

رکوع ۱: اس رکوع میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب دیکھنے کا ذکر ہے۔

رکوع ۲: بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا ذکر ہے، اور پھر مصر کے بازار میں فروخت ہونے کا ذکر ہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں زلیخا کا یوسف علیہ السلام پر الزام لگانے کا ذکر ہے۔

رکوع ۴: دوسری آزمایش مصر کی حسین عورتوں سے بچ کر نکلنے کا ذکر ہے، اور پھر تیسری آزمایش دخولِ جیل کا ذکر ہے۔

رکوع ۵: یوسف علیہ السلام جیل میں بھی تبلیغ سے غافل نہیں ہوئے اور اسی طرح دو قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتائی۔

رکوع ۶: اس رکوع میں یوسف علیہ السلام کا شاہِ مصر کو خواب کی تعبیر بتانے کا ذکر ہے۔

رکوع ۷: یوسف علیہ السلام کا اقتدار سنبھالنے کا ذکر ہے، اللہ اسی طرح اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔

رکوع ۸: جب بھائی غلہ لینے آئے تو یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ بن یامین کو بھی لے کر آنا ورنہ غلہ نہیں ملے گا وہ اس وقت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔

رکوع ۹: جب بھائی اگلی دفعہ بن یامین کو لے کر آئے تو یوسف علیہ السلام نے ایک تدبیر سے بن یامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔

رکوع ۱۰: یہ سارا ماجرہ یعقوب علیہ السلام کو سنایا انہوں نے صبر کیا اور پھر کہا کہ تم دوبارہ یوسف علیہ السلام اور بن یامین کو تلاش کرو، وہ مصر آئے تو یوسف علیہ السلام نے سب کچھ بتا دیا اور معاف کر دیا اور سب کو اپنے پاس بلا لیا۔

رکوع ۱۱: پھر سب مصر پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تعظیماً سجدہ کیا، یوسف علیہ السلام نے کہا۔ "یہ ہی میرا خواب ہے" پھر اللہ سے خاتمہ بالخیر کی دعا کی۔

رکوع ۱۲: ہر نبی علیہ السلام کی دعوت وہ ہی ہے جو قرآن کی ہے لہذا اسلام ہی وہ دین ہے جو اس وقت سے ہے۔ حضور ﷺ اور ان کی امت کا راستہ اور کام اللہ کی طرف بلانا ہے بصیرت کے ساتھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ رعد (سورۃ ۱۳)

رکوع ۱: قرآن میں روحانی تربیت ہے اور قیامت بھی یقینی ہے۔

رکوع ۲: اللہ کے پاس ہر چیز کا علم ہے، اور پھر بتایا وہ قوم اس زمین پر ٹک سکتی ہے جس کا وجود مفید ہو انسانیت کے لیے۔

رکوع ۳: اللہ کی نافرمانی کا اصل سبب مال و دولت کی حرص ہے۔

رکوع ۴: دل کا سکون اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

رکوع ۵: آپ ﷺ کو تسلی ہے اور بتایا کہ قرآن کی پیروی کی جائے۔

رکوع ۶: فرمایا کہ انسانوں کے رسول بھی انسان ہی ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ابراہیم (سورۃ ۱۴)

رکوع ۱: اگر شکر ادا کرو گے تو زیادہ دوں گا ورنہ سخت عذاب دوں گا۔

رکوع ۲: رسولوں اور نبیوں نے دشمنوں کی عداوت کے مقابلے میں صبر اور استقامت سے کام لیا اور تبلیغ کا کام کرتے رہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں نافرمان قوموں کے عذاب کا ذکر ہے کہ ان کو سخت سے سخت عذاب ہو گا۔

رکوع ۴: شیطان آخرت میں کہے گا کہ اللہ کی دعوت سچی تھی اور میری جھوٹی، تم نے میری پیروی کیوں کی؟ میں نے تو کوئی زبردستی نہیں کی تھی۔

رکوع ۵: اس رکوع میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ نے بہت انعامات کئے ہیں لیکن لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

رکوع ۶: اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے۔

رکوع ۷: نافرمانوں قوموں کی سزا کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حجر (سورۃ ۱۵)

رکوع ۱: لوگ رسولوں کا مذاق اڑاتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، لیکن جب اللہ کے یہاں فیصلہ کا وقت آتا ہے پھر دیر نہیں لگتی۔

رکوع ۲: اللہ قیامت والے دن سب کو ان کے کیے کا بدلہ دے گا۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن پھر بھی نہیں سمجھتا۔

رکوع ۴: اس رکوع میں بتایا ہے کہ اللہ کس طرح نافرمانوں کو تباہ کرتا ہے اور ماننے والوں کو نعمتیں دیتا ہے۔

رکوع ۵: اس رکوع میں قوم لوط علیہ السلام کی فحاشی اور پھر ان پر عذاب کا ذکر ہے۔

رکوع ٦: مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ نافرمانوں کے مال واسباب سے پریشان نہ ہوں یہ سب عارضی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نحل (سورۃ ١٦)

رکوع ١: اس رکوع میں بتایا کہ انسان کی پیدائش کس طریقہ سے ہوتی ہے، اور ساتھ یہ بتایا ہے کہ انسان نا شکرا ہے۔

رکوع ٢: اللہ کے غیر کچھ بھی نہیں بناسکتے پھر بھی ان کی عبادت کی جاتی ہے حالانکہ وہ مردہ ہیں۔

رکوع ٣: جو لوگ دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں ان پر اپنا بھی بوجھ ہوگا اور جن کو گمراہ کیا ہے انکا بھی۔

رکوع ٤: اللہ رسول ﷺ کو راضی کرنے پر دنیامیں بھی مزے ہیں اور آخرت میں بھی، اور ناراض کرنے پر دنیامیں بھی پریشانی ہے اور آخرت میں بھی۔

رکوع ٥: نبی علیہ السلام کا کام صرف تبلیغ ہے ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

رکوع ٦: ہر چیز اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے صرف انسان ہی کو اختیار دیا گیا ہے لیکن یہ تکبر کرتا ہے۔

رکوع ٧: انسان پریشانی میں اللہ کو یاد رکھتا ہے لیکن راحت میں بھول جاتا ہے۔

رکوع ٨: اللہ کی سنت کو بیان کیا گیا ہے فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔

رکوع ٩: اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہے، ساتھ ہی شہد اور شہد کی مکھی کا تذکرہ ہے پھر بھی انسان شکر ادا نہیں کرتا۔

رکوع ١٠: اللہ نے بعض لوگوں کو رزق زیادہ عطا کیا ہے ان کو کمزوروں کا خیال کرنا چاہیے۔

رکوع ١١: جو انسانوں کو نعمتیں ملی ہیں ان کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

رکوع ١٢: ہر قوم کے نبی اس قوم پر گواہ بن کر پیش ہونگے اور آپ ﷺ سب پر گواہ ہونگے۔

رکوع ۱۳: مسلمانوں کو دنیا کی وجہ سے اللہ کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔
رکوع ۱۴: ہجرت اور جہاد کی فضیلت بیان ہوتی ہے۔
رکوع ۱۵: ایک آبادی والے بڑے خوشحال تھے لیکن ناشکری کی وجہ سے پکڑ میں آ گئے، مکہ والوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔
رکوع ۱۶: اہلِ مکہ کو بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پکے اور سچے مسلمان تھے نہ کہ کافر اور مشرک، پھر اس کے بعد تبلیغ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حکمت اور بصیرت کے ساتھ ہو، اس کے بعد مسلمانوں کو صبر اور تقویٰ اور توکل کی تعلیم دی گئی ہے۔

ؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بنی اسرائیل (سورۃ ۱۷)

رکوع ۱: واقعہ معراج کا ذکر ہے، پھر بتایا کہ یہ قرآن مجید صراط مستقیم کی رہنمائی کے نازل ہوا ہے۔
رکوع ۲: انسان جلد باز ہے، پھر بتایا کہ اللہ بغیر وجہ کے نہیں پکڑتے اسی اپنے نبیوں کو بھیجتے ہیں، اور ہر شخص اپنے اعمال کو قیامت میں دیکھ لے گا۔
رکوع ۳: اس رکوع میں حُسنِ معاشرت کے احکام ہیں۔
رکوع ۴: اس رکوع میں قتل وغارت سے اور ناپ تول میں کمی سے اور غرور اور شرک سے روکا گیا ہے۔
رکوع ۵: ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے، اور موت کے بعد اٹھایا جانا بالکل برحق ہے اس میں شک نہیں۔
رکوع ۶: اچھے طریقے سے اور نرم لہجے سے تبلیغ کرنی چاہیے اور ہر حال میں اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیے۔

رکوع ۷: آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ابلیس کا سجدہ نہ کرنے کا بیان ہے، پھر بتایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اسے شرک سے بچنا چاہیے۔

رکوع ۸: اس رکوع میں یہ بتایا کہ ہر امت اپنے نبی کے ساتھ اللہ کے سامنے جواب دے گی، پھر بتایا کہ جو نبی علیہ السلام یا رسول علیہ السلام کو تنگ کرتے ہیں آخر وہ ہلاک ہوتے ہیں۔

رکوع ۹: نمازوں کا ذکر ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود کی خوشخبری ہے۔

رکوع ۱۰: اگر قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے تو پھر سب مل کر اس جیسی کتاب بنا دو۔

رکوع ۱۱: زمین پر انسان رہتے ہیں اسی اللہ نے انسان ہی نبی بنا کر بھیجے نہ کہ فرشے، اور پھر بتایا کہ اللہ کے دوبارہ

پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔

رکوع ۱۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ہے، پھر بتایا کہ جو قرآن کو سمجھتے ہیں وہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ کہف (سورۃ ۱۸)

رکوع ۱: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کی تڑپ کا بیان ہے کہ وہ کس طرح ہدایت کے تڑپتے تھے، پھر چند جوانوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقرب الی اللہ کے لیے پہاڑ میں پناہ لی تھی اور پھر اللہ نے کس طرح ان کی حفاظت کی۔

رکوع ۲: کس طرح پہاڑ میں رہنے والے نوجوانوں نے بیدار ہونے کے بعد فوراً اپنے ایمان کا اقرار کیا اور اللہ نے پہاڑ میں سورج کی روشنی سے ان کی حفاظت فرمائی۔ ایمان بچانے کے لئے نکلے اللہ نے کائنات کو مسخر کر دیا۔

رکوع ۳: اس رکوع میں غار والوں کا قصہ تفصیل کے ساتھ ہے پھر سبق ہے اللہ کے راستے میں ہر چیز قربان کر دینے کا۔

رکوع ۴: جب کسی کام کا ارادہ ہو تو ان شاء اللہ ضرور کہنا چاہیے اور اپنا ہم مجلس نیک لوگوں کو بنانا چاہیے۔

رکوع ۵: ایک مسلمان اور کافر کا مفصّل ذکر ہے۔

رکوع ۶: اصل آخرت کی زندگی ہے، پھر بتایا کہ آخرت میں انسان اپنے برے اعمال کو دیکھ کر افسوس کرے گا۔

رکوع ۷: آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ ہے، پھر بتایا ہے کہ شیطان ہمارا سخت دشمن ہے اس سے بچنا چاہیے۔

رکوع ۸: انسان کو مہلت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور پہلی قوموں سے عبرت پکڑنا چاہیے۔

رکوع ۹: اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۰: حضرت خضر علیہ السلام نے تین کام کئے موسی علیہ السلام نے آپ کے ساتھ چلنے کی خواہش کی تھی لیکن صبر نہ کر سکے، تین کام یہ ہیں: (۱) کشتی کا تختہ توڑا (۲) ایک لڑکے کو قتل کیا (۳) دیوار کو درست کیا۔ پھر حضرت خضر نے تینوں کاموں کی مصلحت بتائی۔

رکوع ۱۱: اس رکوع میں ذوالقرنین بادشاہ کا اور اس کی بنائی ہوئی دیوار کا ذکر ہے جو یاجوج اور ماجوج کی آمد کو (ایک مقررہ وقت تک) روکنے کے لیے تعمیر کی گئی تھی، پھر قیامت کا اور کفار کے عذاب کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۲: توحید کا سبق ہے اور ساتھ ہی یہ بتایا ہے کہ اللہ کی تعریف کوئی بھی نہیں لکھ سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مریم(سورۃ ۱۹)

رکوع ۱:اس رکوع میں حضرت زکریا علیہ السلام کا اور ان کے بیٹے یحیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی نبوت اور پاکیزہ زندگی کا بیان ہے۔

رکوع ۲:اس رکوع میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پارسائی اور ان کی عبادت کا ذکر ہے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کا اپنی ماں مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں بات کرنے کا ذکر ہے، پھر والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا ذکر ہے۔

رکوع ۳: پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد آزر کو دعوت دینے کا ذکر ہے۔

رکوع ۴:اس رکوع میں حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور کئی انبیا علیہ السلام کا ذکر ہے، سب کی دعوت ایک ہی ہے۔ پھر انبیا علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی کہ وہ اللہ کی آیتیں سن کر سجدہ میں گر جاتے ہیں، اسی آیت کے سننے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے تاکہ انبیا علیہ السلام کی اس صفت میں مشابہت ہو جائے۔

رکوع ۵:اس رکوع میں موت کے بعد دوبارہ زندگی کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ حق ہے اور اللہ کے دوبارہ زندہ کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے، پھر کافروں کی دنیا پرستی کی مذمت کی گئی ہے اور ان کو آخرت میں سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔

رکوع ۶:اس رکوع میں خدا کا بیٹا ہونے کے عقیدے کی سختی سے مذمت کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الانبیاء(سورۃ۲۱)

نام:اس سورت میں بہت سے انبیاء علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اس لیے اس سورت کا نام علامت کے طور پر ہے۔

زمانہ نزول:اس سورت کا زمانہ نزولِ مکہ کا درمیانہ دور ہے۔

مضامین:اس سورت میں چند مضامین ذکر فرماتے ہیں:

۱۔مکہ کے کفار کی غلط فہمی کو دور کیا کہ انبیاعلیہ السلام انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور وہ بھی انسان ہیں۔

۲۔مکہ کے کفار کے اعتراضات کا جواب دیا۔

۳۔آخرت کی زندگی اور حساب وکتاب کو بیان فرمایا۔ ۴۔توحید کو ذکر فرمایا اور شرک کی نفی فرمائی۔

۵۔انبیاعلیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ تمام انبیاعلیہ السلام انسانوں میں سے تھے اور ان کا دین، دینِ اسلام تھا اور تمام انسانوں کی کامیابی بھی اس دینِ اسلام میں ہے۔

رکوع نمبر۱:(۱)اس رکوع میں بتلایا کہ مرنے کے بعد آخرت میں حساب دینا ہے۔

(۲)کفار ومشرکین آخرت کے حساب وکتاب سے غافل ہیں۔

(۳)منکرین قرآن کو جواب کہ حضور ﷺ جادوگر نہیں ہیں۔

(۴)گذشتہ انبیاعلیہ السلام کا ذکر کہ وہ تمام داعی تھے دعوت کی راہ میں ان پر تکلیف اور مجاہدہ آیا تم پر بھی مجاہدہ آئے گا،اور جو لوگ انکار کرینگے وہ ہلاک ہوجائینگے۔

رکوع نمبر۲:پچھلی قوموں کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاعلیہ السلام کی بات کو نہیں مانا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

رکوع نمبر۳:(۱)آسمان اور زمین کے بنانے کا ذکر فرمایا تاکہ خدا کی قدرت سمجھ میں آئے۔

(۲) انسان کے بنانے کا مقصد تاکہ انسان سیدھی راہ پر چلے۔

(۳) قیامت کا ذکر فرمایا۔

(۴) پچھلے انبیا علیہ السلام کا ذکر فرما کر حضور ﷺ کو تسلی دی۔

رکوع نمبر ۴: (۱) شرک کی نفی فرمائی۔ (۲) دین اسلام کا سارے عالم میں پھیلنے کا ذکر فرمایا۔

(۳) قیامت کو بیان فرمایا اور حساب و کتاب کو بیان فرمایا۔

(۴) پچھلی آسمانی کتاب تورات کا ذکر فرما کر قرآن شریف کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۵: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ذکر فرمایا اور ان کی قوم نے کس طرح ان کو ستایا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
آگ میں ڈالا جانا اور خدا کی مدد کس شان سے ہوئی اس کا مفصّل بیان۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرنے کو بیان فرمایا۔

(۳) حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر فرما کر بتلایا کہ سارے انبیا علیہ السلام داعی تھے خدا یعنی اللہ کی طرف بلانے والے تھے اور خود بھی خدا کے سارے احکامات پر عمل کرنے والے تھے۔

رکوع نمبر ۶: (۱) گزشتہ انبیا علیہ السلام کی دعوت کا ذکر فرمایا اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور پھر ان قوموں کا کیا حال ہوا۔

(۲) حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم قوموں کو ہلاک نہیں کرتے جب تک ان کو مہلت نہ دے دیں پھر ان کو ہلاک فرما دیتے ہیں۔

رکوع نمبر ۷: (۱) ساری امت کو نصیحت فرمائی۔

(۲) حضور ﷺ سارے جہاں کے لیے رحمت بن کر آئے اس لیے حضور ﷺ کی بات کو مان کر زندگی گزارو۔

(۳) قیامت کا ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الحج (سورۃ ۲۲)

نزول زمانہ: مکی دور کا آخر اور ہجرت کا دور۔

مضامین: (۱) اس سورت میں تین طرح کے لوگوں کا ذکر ہے: (۲) مشرکین مکہ

(۳) دوسرے شک میں پڑے ہوئے کمزور ایمان والے مسلمان (۳) تیسرے سچے پکے مسلمانوں کا ذکر

(۲) مشرکین مکہ کو ڈرایا کہ تمہارا حشر بھی پچھلی قوموں کی طرح ہو گا۔

(۳) اور مشرکین کو ڈرایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے نہ روکیں۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو بنایا اور سارے عالم کے انسانوں کو خدا کے گھر کی طرف بلایا۔

(۵) خدا کا گھر شرک سے پاک ہے خدا نے اپنی عبادت کے لیے بنایا ہے۔

(۶) مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایمان بغیر قربانی اور مجاہدے کے دلوں میں نہیں آتا۔

(۷) مسلمانوں کو کفار سے مقابلے کی اجازت ہوئی۔

(۸) مسلمانوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہونے کا ذکر فرمایا۔

(۹) اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا ذکر فرما کر شرک کی نفی فرمائی۔

رکوع نمبر ۱: قیامت کا ذکر فرمایا کہ قیامت آکر رہے گی۔

رکوع نمبر ۲: (۱) انسانوں کو تسلی دی کہ وہ خدا کی عبادت کرتے رہیں اور گھبرائیں نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے کائنات کے بنانے کا ذکر فرمایا کہ یہ بے کار نہیں بنائی ہے۔

(۳) دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب کا قیامت والے دن حساب و کتاب ہو گا۔

(۴) کفار و مشرکین کو ڈرایا۔

رکوع نمبر ۳: (۱) سچے پکے ایمان والوں کو خوشخبری سنائی۔

(۲) خانہ کعبہ کی حرمت کو بیان فرمایا۔

(۳) (اصحابِ فیل) ہاتھی والوں کا ذکر فرمایا کہ خدا نے اپنی قدرت سے ان کو ہلاک فرمایا۔

رکوع نمبر ۴: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کس طرح کی۔

(۲) خانہ کعبہ کو کس مقصد کے لیے بنایا (خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور برکت کے لیے بنایا)

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارے عالم کے انسانوں کو خدا کے گھر کی طرف بلایا۔

(۴) حج کے چند احکام بیان فرمائے۔

رکوع نمبر ۵: (۱) قربانی کے احکام بیان فرمائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے یہاں تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے۔

رکوع نمبر ۶: (۱) جہاد کے لیے خدا کے راستے میں نکلنے کے لیے ابھارو۔

(۲) نماز، زکوٰۃ اور نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا اس طرح کے احکام ذکر فرمائے۔

(۳) عبرت کے طور پر پچھلی قوموں کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۷:(۱) حضور ﷺ قیامت تک آخری نبی ہیں اس کا اعلان فرمایا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنائی۔(۲) شیطان کا ذکر فرمایا کہ اس نے گذشتہ انبیا علیہ السلام کو دعوت سے روکنے کے لیے کیا کیا اور جن لوگوں نے شیطان کی بات کو مانا ان کا کیا حال ہوا۔

رکوع نمبر ۸:(۱) خدا کے راستے میں نکلنے والوں کو خوشخبری سنائی۔

(۲) اسلام کا ساری دنیا میں پھیلنے کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۹:(۱) انسانوں کو سمجھایا کہ اللہ نے آسمان وزمین کو تمہارے لیے بنایا ہے تم خدا کی نافرمانی نہیں کرو اللہ کی شکر گزاری کرو۔ (۲) کفار و مشرکین کو ڈرایا۔

رکوع نمبر ۱۰:(۱) مشرکین کو سمجھایا اور شرک کی نفی اور برائی کو بیان فرمایا۔

(۲) مسلمانوں کو خدا کے راستے میں نکلنے اور مال خرچ کرنے کی اور نماز ادا کرنے کی ترغیب دی۔

(۳) امت محمدیہ ﷺ کا ساری امتوں سے افضل ہونا بیان فرمایا اور اس امت محمدیہ ﷺ کو دعوت کے کام کے لیے بنایا ہے اس کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مومنون (سورۃ ۲۳)

نام: قرآن کی آیت قد افلح المومنون سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: مکہ کا درمیانہ دور ہے جبکہ مکہ میں قحط پڑا تھا۔

مضامین:(۱) ایمان والوں کی چند صفات کو ذکر فرمایا کہ ایمان والے دنیا و آخرت کے اندر کامیاب ہوتے ہیں۔

(۲) آسمان و زمین اور انسان کی پیدائش کو ذکر فرما کر خدا نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔

(۳) پچھلے انبیاء علیہ السلام کی قوموں کو بیان فرمایا اور ان کی قوموں کے حال کو بیان فرمایا اور اس بات کو سمجھایا کہ آج جو حضور ﷺ کی دعوت پر اعتراض کیا جارہا ہے اس سے پہلے بھی انبیاء علیہ السلام پر اس طرح کا اعتراض کیا جاتا تھا۔

(۴) خدا کی توحید کی آواز یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام خدا کی طرف بلانے والے تھے۔

(۵) خدا کی بات کا انکار کرنے والوں کا انجام ذکر فرمایا۔

(۶) دین اسلام ہمیشہ سے ہے۔

(۷) خدا کے یہاں محبوب ہونا ملک مال اور دولت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ خدا کے یہاں محبوب ہونا ایمان اور نیک عمل ہے، چاہے اس کے پاس دنیاوی سامان کچھ بھی نہ ہو۔

(۸) مکہ میں جو قحط آیا اس سے کفار مکہ کو سمجھایا کہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب آسکتا ہے۔

(۹) ایمان والوں کو سمجھایا کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا جاتا ہے بلکہ اس طرح کرنے سے دعوت کے کام کو نقصان پہنچتا ہے۔

رکوع نمبر ۱:(۱) مسلمانوں کو کامیابی کی بشارت دی اور ان کی صفات کو بیان فرمایا۔

(۲) آخرت میں انعام کے طور پر جنت ملے گی۔

(۳) انسان کے بنانے کا ذکر فرمایا۔

(۴)موت کے بعد دوبارہ زندگی کو بیان فرمایا۔

(۵)اللہ نے اپنی نعمتوں کو ذکر فرمایااور ناشکری سے منع فرمایا۔

رکوع نمبر ۲:(۱)اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایااور ان کی قوم کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۵:(۱)اس رکوع میں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو دعوت کا کام دے کر اس دنیا میں بھیجا۔

(۲)منکرینِ قرآن کا ذکر فرمایا۔

(۳)حضور ﷺ کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا کہ آپ دعوت کا کام کیے جائیں کل قیامت والے دن سب کا فیصلہ ہو جائیگا۔

رکوع نمبر ۵:(۱)اللہ نے اپنی نعمتوں کو ذکر فرما کر انسان کی ناشکری کو ذکر فرمایا۔

(۲)مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۶:(۱)اللہ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔

(۲) کفار کے حسرت و افسوس کو ذکر فرمایا۔

(۳)قیامت کے دن کو بیان فرمایا۔

(۴)نیک اعمال اور برے اعمال کے وزن کو بیان فرمایا۔

(۵) قیامت میں ایمان والوں اور کفار کے حالات کو بیان فرمایا۔

(۶)انسان کو بیکار نہیں بنایا گیا۔

(۷)دنیامیں انسان کو محنت کا ذمہ دار بنا کر بھیجا ہے اور آخرت میں اس سے اس کے بارے میں حساب و کتاب ہو گا۔

(۸)اخیر میں اللہ نے اپنی توحید کو بیان فرمایااور مغفرت مانگنے کی ترغیب دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ النور (سورۃ ۲۴)

نام: قرآن کی آیت اللّٰہ نور السموات والارض سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سن ٦ھ کے درمیان اور آخر میں غزوہ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: معاشرت کے اصول اور احکام کو بیان فرمایا۔

(۱) زنا کی سزا بیان فرمائی۔

(۲) بدکار برے مرد اور بری عورت سے نکاح سے روک دیا۔

(۳) بغیر ثبوت کے زنا کا الزام لگانے والوں کی سزا کو بیان فرمایا۔

(۴) شوہر اگر بیوی پر الزام لگائے تو اس کی سزا کا طریقہ بیان فرمایا۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کو ذکر فرمایا۔

(٦) گندی خبریں اور بری باتیں پھیلانے والوں کے لیے سزا کا ہونا۔

(۷) اسلامی معاشرے میں اجتماعی تعلقات کی بنیاد ایک دوسرے پر حسن ظن نیک گمان کے ساتھ ہے۔

(۸) ایک دوسرے کے گھروں پر بغیر اجازت نہ جایا جائے۔

(۹) عورتوں اور مردوں کو نیچی نگاہ رکھنے کا حکم دیا۔

(۱۰) عورتوں کو گھروں کے اندر بھی پردہ کا حکم دیا۔

(۱۱) عورتوں کو حکم دیا کہ جب اپنے گھروں سے نکلو تو بناؤ سنگھار کر کے نہ نکلو اور بجنے والا زیور بھی نہ پہنو۔

(۱۲) عورتوں کو یہ بھی حکم دیا کہ اپنے محرم کے علاوہ کسی کے سامنے سنگھار نہ کرو۔

(۱۳)جو مرد اور عورت شادی نہیں کرتے اس کو برا قرار دیا۔

(۱۴)لونڈیوں اور غلاموں کی آزادی کے لیے راستہ نکالو کہ وہ کما کر اپنے مالک کو رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہیں اور مالدار لوگوں کو خرچ کرنے کی ترغیب دی۔

(۱۵)لونڈیوں سے پیشہ کرانا اسکو منع فرمایا۔ ان احکام کے ذکر فرمانے کے بعد ایمان والوں اور منافقین کی نشانیاں بیان فرمائی تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایمان والے کون ہیں اور منافق کون ہیں۔

رکوع نمبر ۱: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے معاشرت کے احکام کو بیان فرمایا ہے۔

رکوع نمبر ۲: اس رکوع میں واقعہ افک کو ذکر کیا یعنی منافقین نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی ان کی مضرتوں کو بیان کیا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براَت اور پاکیزگی کا اعلان کیا گیا ہے، اور تہمت لگانے والوں کی سزا کو بیان فرمایا ہے۔

رکوع نمبر ۳: (۱) جو لوگ شیطان کی مان کر زندگی گزارتے ہیں اس کی برائی کو بیان فرمایا۔

(۲) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت کی خبر دی۔

(۳)جو لوگ نیک اعمال کرتے ہیں ان کو کسی وجہ سے بھی اپنے نیک اعمال نہیں چھوڑنے چاہیے۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ اپنے ایک عزیز کی کفالت کرتے تھے) رکوع نمبر ۴: اس رکوع میں بھی معاشرت کے احکام بیان فرمائے۔

رکوع نمبر ۵: (۱) اس رکوع میں اللہ نے اپنی صفت نور کو بیان فرمایا۔

(۲) ایمان والوں کی صفات کو بیان فرمایا۔

(۳) کفار کے اعمال کو سراب سے تشبیہ دے کر فرمایا۔

(۴) اخیر میں بیان فرمایا کہ جسے اللہ کا نور یعنی ہدایت نہ ملے وہ ظلمتوں اور تاریکیوں میں رہتا ہے یہ تاریکیاں کفر کی مثال ہیں۔

رکوع نمبر ۶:(۱)اس رکوع میں اللہ نے بیان فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز خدا کا ذکر کرتی ہے۔

(۲)اللہ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو ذکر فرمایا۔

(۳)منافقین کی سازشوں کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۷:جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کی خوشخبری سنائی۔

رکوع نمبر ۸:گھروں میں داخل ہونے کے آداب کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۹:(۱)حضور ﷺ کی مجلس میں اٹھنے اور بیٹھنے کے آداب کو ذکر فرمایا۔

(۲)حضور ﷺ کو مخاطب کرنے کے آداب کو ذکر فرمایا۔

(۳)اخیر میں جو لوگ حضور ﷺ کی باتوں کو نہیں مانتے ان کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفرقان(سورۃ ۲۵)

نام:

زمانہ نزول:مکہ کا درمیانہ دور

مضامین:(۱)منکرین اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ (۲)نبی کی بات نہ ماننے پر بُرے نتیجے کو بیان فرمایا۔(۳)ایمان والوں کے بلند اچھے اخلاق کو بیان فرمایا جو حضور ﷺ کی محنت سے تیار ہوئے، اور دوسری طرف کفار و مشرکین کے اخلاق کو بیان فرمایا جو عام طور پر اہل عرب میں پائے جاتے تھے تاکہ صحیح اور غلط کو سمجھ سکے۔

رکوع نمبر ۱:(۱) قرآن کے نزول کو ذکر فرمایا۔

(۲) قرآن کریم نذیر ڈرانے والا ہے۔

(۳) شرک کی برائی بیان فرمائی۔

(۴) منکرین قرآن کو جواب دیئے۔

(۵) منکرین رسالت کو جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے ہیں۔

رکوع نمبر ۲:(۱) منکرین قیامت کا ذکر بیان فرمایا۔

(۲) قیامت کی سختیوں کو بیان فرمایا۔

(۳) نیک اعمال پر جنت ملے گی اس کو ذکر فرمایا۔

(۴) قیامت میں مشرکین کے حالات کو ذکر کیا پھر اخیر میں پچھلے انبیاعلیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ تمام انسانوں میں سے تھے۔

رکوع نمبر ۳:(۱) قیامت والے دن کفار و مشرکین کے حسرت و افسوس کو بیان فرمایا۔

(۲) اس کے بر خلاف اہل جنت خوش و خرم ہونگے اس کو ذکر فرمایا۔

(۳) قیامت والے دن جو لوگ خدا کے کلام قرآن سے غافل تھے ان کے خلاف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدعی بنیں گے اس کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۴:(۱) پچھلے انبیاعلیہ السلام اور ان کی قوموں کے حالات بیان فرمائے اور ان کے نہ ماننے پر ان کے انجام کو ذکر فرمایا۔ (۲) ان واقعات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔(۳) اخیر میں کفار و مشرکین کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ خواہش نفس کی پیروی کرنے والے ہیں اور یہ چوپائے سے زیادہ بدتر ہیں۔

رکوع نمبر ۵:(۱)اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا اور اپنی نعمتوں کو ذکر فرمایا اور انسان کی ناشکری کو ذکر فرمایا۔(۲)اخیر میں توحید کی دعوت دی۔

رکوع نمبر ۶:(۱)اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور رحمت کی نشانیوں کو ذکر فرمایا اور اس کے ذریعہ انسانوں کو دعوت دی۔(۲)اخیر میں ایمان والوں کی صفات کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ شعر آء(سورۃ۲۶)

نام:

زمانہ نزول:مکہ کا درمیانہ دور ہے۔

مضامین: آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اگر یہ کفار ایمان لے کر نہیں آتے تو آپ اپنی جان کو مت گھٹایئے، ان کفار مکہ نے اللہ تعالیٰ کی تمام نشانیوں کو دیکھا ہے اور پچھلے انبیاعلیہ السلام کے معجزات بھی دیکھے ہیں لیکن صرف ضد ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان لے کر نہیں آتے۔

۱۔پچھلی قوموں کے حالات کو بیان فرمایا کہ جس طرح وہ ایمان لے کر نہیں آئے اور اللہ نے اپنی قدرت سے ان سب کو ہلاک فرمایا تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔

۲۔ہر زمانے میں تمام کفار نے ایک ہی ذہنیت رکھی اور اعتراضات کیے اس کے برعکس تمام انبیاعلیہ السلام ایک ہی محنت کے ساتھ آئے ایک ہی راستے پر چلے ان کی سیرت اخلاق ایک ہی تھے۔ حضور پاک ﷺ بھی ان ہی گذشتہ انبیاعلیہ السلام کے راستے پر ہیں۔اب کفار خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کون سا راستہ ٹھیک ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا اور اپنے کریم ہونے کو بیان فرمایا اور کفار کو سمجھایا کہ اگر نشانیاں بھی دیکھنی ہیں تو پچھلی قوموں کے حالات دیکھ کر نشانی حاصل کر لو۔

۴۔ اور سب سے بڑی نشانی خود اللہ کا کلام قرآن پاک ہے جو تمہاری ہی زبان میں اللہ نے نازل فرمایا ہے یہ کسی جن یا شیطان کا نہیں ہو سکتا، اور اس کو پیش کرنے والے حضرت محمد ﷺ بھی کوئی جادو گر نہیں ہیں پھر تم کیوں ایمان لے کر نہیں آتے۔

رکوع نمبر ۱: (۱) حضور ﷺ کے دل کی کیفیت کو بیان فرمایا آپ ﷺ کے غم کو ذکر فرمایا اور آپ ﷺ کا کفار کے لیے ہدایت کو بیان فرمایا اور آپ ﷺ کو تسلی دی۔

رکوع نمبر ۲: (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا فرعون کو دعوت دینے کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۳: (۱) فرعون کی ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر آنے کو ذکر فرمایا اور فرعون نے جو جادو گروں کے ساتھ مقابلہ کیا اس کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۴: (۱) حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت کو ذکر فرمایا۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے لے کر جانا ذکر فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو تسلی دینا اس کو ذکر فرمایا۔

(۳) فرعون کا اپنے لشکر کے ساتھ پانی میں غرق ہونے کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۵: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا جو انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو دی۔

(۲) قیامت کی ہولناکی کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۶: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور ان کی قوم کے انجام کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر۷:(۱)حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت اوران کی معجزہ ناقہ قوم کے مخاصحانہ رویے کو ذکر کرنے کے بعد ان کے انجام کو ذکر فرمایا، اور ایمان والوں کو کس طرح بچایااس کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر۸:(۱)حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت، اور قوم ثمود کی ایمان نہ لانے پر ہٹ دھرمی کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر۹:(۱)حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایااور ان کی قوم کا ذکر فرمایااور ان کے برے انجام کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر۱۰:حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا ذکر فرمایااور اصحابِ ایکہ (جنگل والوں)کاواقعہ بیان فرمایااور ان کی قوم کی سرکشی کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر۱۱:اخیر میں تمام انبیاعلیہ السلام کو داعی بناکر اس دنیامیں بھیجااور آخر میں حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی بناکر بھیجاپھر اخیر میں حضور ﷺ کو قرآن کی تبلیغ اور ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی اور اللہ پر توکل کی ہدایت دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نمل(سورۃ۲۷)

نام:

زمانہ نزول:مکہ کادرمیانہ دور ہے۔

مضامین:یہ سورت دو خطبوں پر مشتمل ہے اس کے پہلے خطبہ میں یہ بتلایاکہ قرآن سے وہی لوگ فائدہ اٹھاسکتے ہیں جو قرآن پر

ایمان لائے، اور اللہ کی کائنات کی نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کی قدرت پر ایمان لے کر آئے اور اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گزاریں۔ لیکن ہدایت اور نیک عمل میں سب سے بڑی رکاوٹ انکارِ آخرت ہے، یہ انکار آخرت انسان کو نفس کا غلام اور دنیاوی زندگی کو محبوب بنادیتی ہے۔

ا۔ پچھلی قوموں کے حالات کو بیان فرمایا کہ ان کے نہ ماننے پر اللہ نے کس طرح ان پر اپنا عذاب بھیجا۔

۲۔ دوسرا حضرت سلیمان علیہ السلام کی مبارک زندگی بیان فرمائی کہ ملک کے بادشاہ ہونے کے باوجود خدا کے حکم کے مطابق کس طرح زندگی گزاری اور کفار مکہ کو بتلایا کہ تم ایسی بادشاہت خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے۔

۳۔ تیسرا نمونہ ملکہ سبا کی زندگی کو بیان کیا کہ اس کے پاس ملک ومال سب کچھ تھا اور ملکہ بلقیس اپنی قوم کی سردار تھی اور اپنے آباؤاجداد کے مذہب پر تھی مشرکہ تھی لیکن جب اس پر حق واضح ہوا تو حق قبول کرلیا۔ دوسرے خطبے میں کائنات کی نشانیوں کو بیان فرمایا اور مشرکین سے پوچھا کہ بتلاؤ کیا یہ کائنات اللہ کی توحید پر گواہی نہیں دیتی؟ اور پھر اصل وجہ بتلائی کہ تم حقیقت میں آخرت کا انکار کرتے ہو جس کی وجہ سے تم حق بات کو قبول نہیں کرتے۔ آخر میں توحید کی دعوت خوب کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۱: (۱) قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔

(۲) ایمان والوں کو آخرت کی خوشخبری سنائی۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کا اور فرعون کو دعوت دینے کے لیے جانے کو ذکر فرمایا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو ذکر فرمایا

رکوع نمبر ۲: (۱) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے جو حکومت عطا فرمائی اس کا ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کے قصہ کو ذکر کیا۔

(۳)حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سبا کو خط کے ذریعہ توحید کی دعوت دینے کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۳:(۱) ملکہ سبا کا اپنے سرداروں سے مشورہ کرنا اور تحفہ تحائف دے کر قاصد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف بھیج کر آزمانے کے مقصد تذکرہ، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ تحفہ تحائف واپس کر کے پھر اسلام و توحید کی دعوت دی اور اس کے مقصد کو پست کر دیا۔

(۲) ملکہ سبا کا قیمتی تخت منگوانے کا ذکر فرمایا اور پھر آخر میں ملکہ سبا کا اسلام لانے کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۴:(۱) حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور ان کی قوم کی ہلاکت کا ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کا ذکر فرمایا اور ان کی قوم کی حالت کو بیان فرما کر ان کی ہلاکت کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۵: اللہ تعالیٰ نے کائنات کے وجود کے ذریعہ اپنی قدرت اور طاقت کو سمجھایا۔

رکوع نمبر ۶:(۱) منکرین آخرت کے اعتراضات اور ان کے جوابات کو ذکر فرمایا۔

(۲) حضور ﷺ کو تسلی دی منکرین کے ایمان نہ لانے پر۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے عالم الغیب ہونے کو بیان فرمایا۔

(۴) بنی اسرائیل کے قصہ کو ذکر فرمایا امت کی عبرت کے لیے۔

(۵) قیامت کے قریب دابۃ الارض کا ظاہر ہونا اس کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۷:(۱) قیامت کے دن کی ہولناکیوں کو ذکر کیا۔

(۲) قیامت والے دن ایمان والوں کے اور گمراہ لوگوں کے حالات کو ذکر فرمایا۔

(۳) قرآن ہدایت کی کتاب ہے اس کو ذکر کیا۔

(۴) رسول ﷺ کے کام کو ذکر فرمایا کہ ان کا کام تو لوگوں کو سمجھانا اور ڈرانا ہے (یعنی دعوت کا دینا ہے)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قصص (سورۃ ۲۸)

نام:

زمانہ نزول: مکہ کا درمیانہ دور ہے۔

مضامین: کفار و مشرکین کے اعتراضات کے جواب دیے جو وہ حضور ﷺ پر کرتے تھے جن کی وجہ سے حضور ﷺ پر ایمان لے کر نہیں آتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیل سے قصہ بیان فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا کہ ہم نے فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پال کر دکھایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ہی فرعون کے تختہ کو الٹ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

(۲) نبوت کسی جشن یا آسمان سے اعلان کے ساتھ نہیں دی جاتی مخالفین کو حیرت تھی کہ حضور ﷺ کو خاموشی سے نبوت کیسے مل گئی۔ پھر مشرکین سے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیا کرتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی تو خاموشی سے نبوت ملی تھی راستہ چلتے ہوئے۔

(۳) جس بندے سے اللہ تعالیٰ کام لینا چاہے تو بغیر کسی اسباب کے اللہ تعالیٰ اس سے کام لیتے ہیں۔

(۴) منکرین حضور ﷺ سے معجزہ مانگتے تھے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے معجزہ دیا تھا تم بھی ایسا معجزہ دکھاؤ، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے معجزہ دیکھنے کے

باوجود بھی انکار کیا اور پھر ان پر خدا کا عذاب آیا تم بھی اسی طرح ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے ہو، کیا تم بھی ان کی طرح اپنے اوپر خدا کا عذاب لانا چاہتے ہو؟

(۵) آپ ﷺ کی نبوت پر مضبوط دلائل دیے خاص طور پر آپ علیہ السلام کا اُمّی ہونا اور دو ہزار سال قبل کا واقعہ سنا دینا حالانکہ آپ علیہ السلام کے پاس معلومات کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ساتھ ساتھ اور اعتراضات کا جواب بھی دیا اور یہ بھی بتلایا کہ مکہ سے باہر کے کچھ عیسائی تو ایمان لے کر آ گئے لیکن تم مکہ والے ایمان لے کر نہیں آئے۔

رکوع نمبر ا: (ا) اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو تفصیل سے ذکر فرما کر اللہ نے اپنی قدرت کو بتلایا۔

رکوع نمبر ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوانی کے ایک قصہ کو ذکر کیا اور جب فرعون اور سرداروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہجرت کر کے مدائن جانا اور آپ کی پانی کے کنویں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی مدد کرنے کو ذکر فرمایا۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جانا اور ان کی ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کا ہونا اور ۸۔۱۰ سال تک بکریاں چرانا اس کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۴: (ا) رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی اہلیہ کو لے کر جانا۔

(۲) آگ لینے گئے تھے وہاں پر اللہ رب العزت کی ذات عالی کی آواز کا سننا اور نبوت کے ملنے کو ذکر فرمایا
۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ ملنے کو ذکر کیا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت ملنے کا ذکر کیا۔

(۵)حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا فرعون کی طرف دعوت دینے کے لیے جانا۔

(٦)آخر میں مہلت ملنے کے بعد فرعون کا اپنے لشکر سمیت غرق ہونے کو ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۵:(۱)حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تورات نازل فرمائی اس کو ذکر کیا۔

(۲)پچھلے انبیاعلیہ السلام ورسل کے قصوں کو ذکر فرمایااور ان کی قوموں کے حالات کو ذکر فرما کر ان کے ایمان نہ لانے پر ان کی ہلاکت کو ذکر فرمایااس امت کی عبرت کے لیے۔

رکوع نمبر ٦:(۱)اس رکوع میں ان لوگوں کا ذکر فرمایاجو تورات اور انجیل پر ایمان لائے اور اس پر عمل کیا اور جب قرآن پاک نازل ہوا اس پر بھی ایمان لے کر آئے ایسے لوگوں کے متعلق بیان فرمایا کہ ان کے لیے دوگنا اجر ہے۔

(۲)پچھلی قوموں کی بستیوں کے حالات ذکر فرمائے۔

(۳)آخرت کی نعمتوں کو ذکر کیا۔

رکوع نمبر ۷:(۱)شرک کی برائی بیان فرمائی۔

(۲)قیامت کے دن کے حالات ذکر فرمائے۔

(۳)اللہ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۸:(۱)قارون کا اس کی دولت کے ساتھ زمین میں دھنسنے کو ذکر کیا۔

رکوع نمبر ۹:(۱)تکبر اور زمین میں فساد مچانے سے منع کیا ہے۔

(۲)آخرت کے انعامات ذکر فرمائے۔

(۳)حضور ﷺ کو مکہ فتح ہونے کی بشارت دی جبکہ آپ ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے۔

(۴)حضور ﷺ کا ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے کو ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ عنکبوت (سورۃ ۲۹)

نام:

زمانہ نزول: حبشہ کی ہجرت کے موقع پر نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) سچے پکے ایمان والوں کو تسلی دی اور ہمت و استقامت پیدا کرنے کے لیے ایک زور دار خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۲) کمزور ایمان والوں کو غیرت دلوائی کہ آزمائشوں اور مجاہدے سے نکل کر ہی کامیابی حاصل ہوتی ہے، اس کے لیے پچھلے انبیاعلیہ السلام کے قصوں کو ذکر فرمایا جس کے ذریعہ مسلمانوں کو تسلی دی۔

(۳) بعض مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیے۔

(۴) پھر مسلمانوں کو ہدایت دی کہ اپنا ایمان بچانے کے لیے اپنا گھر بار وغیرہ چھوڑ کر ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاؤ۔

(۵) آخر میں توحید کو بیان فرمایا اور شرک کی نفی فرمائی۔

رکوع نمبر ۱: (۱) منافقین کی حالت کو بیان فرمایا۔

(۲) ایمان دلوں میں بغیر قربانی اور آزمایش کے نہیں اترتا اسکو ذکر فرمایا۔

(۳) اپنے والد سے اچھے سلوک کرنے کو ذکر فرمایا اور اگر وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کا حکم کرے تو اس کو منع فرمایا کہ اب ان کی نہیںماننی۔

رکوع نمبر ۲: حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تسلی کے لیے پچھلے انبیا علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں پر جو مصیبت اور آزمایش آئی ان کو ذکر فرمایا اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

رکوع نمبر ۳: (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینا اور اس کے جواب میں ان کی قوم کا ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں جلانے کو ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر اور ان کی قوم کی بری حالت کو ذکر فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار کیا اور ایمان لے کر نہیں آئے تو اللہ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کر دیا اس کا ذکر فرمایا۔

رکوع نمبر ۴: (۱) پچھلے انبیا علیہ السلام کی دعوت کو ذکر فرمایا۔

(۲) پچھلی قوموں کے قصوں کو ذکر فرمایا کہ اللہ نے ان کو مہلت دی پھر اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرمایا۔

(۳) آخر میں مشرکین کے شرک کی حالت کو مکڑی کے جالے کے ساتھ تشبیہ دی کہ جو لوگ شرک کرتے ہیں ان کا سہارا مکڑی
کے جالے کی طرح کمزور ہوتا ہے۔

رکوع نمبر ۵: (۱) نماز کی تاکید اور نماز کے خاصہ کو بیان فرمایا۔

(۲) اہل کتاب کو بہترین انداز میں نصیحت فرمائی اور قرآن کو خدا کا معجزہ ہونا بتلایا۔

رکوع نمبر ۶: (۱) اللہ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم قوموں کو مہلت دینے کے بعد پکڑتے ہیں۔

(۲) اگر وطن میں اسلام کے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

رکوع نمبر ۷: (۱) دنیا کی زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی زندگی کی حقیقت کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ روم (سورۃ ۳۰)

نام:

زمانہ نزول: ۶۱۵ء حبشہ کی ہجرت کے سال نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) شروع میں روم کے شکست کھانے اور پھر بعد میں روم کے کامیاب ہونے کا ذکر فرمایا اس کے ذریعہ حضور ﷺ کی نبوت کو سچا ہونا بیان فرمایا۔

(۲) آخرت کو بیان فرمایا اس کے اوپر ایک مضبوط دلیل کو ذکر کیا۔

(۳) کائنات کی نشانیوں کو بیان فرما کر توحید کو ذکر فرمایا اور شرک کی نفی فرمائی۔

(۴) آخر میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح مردہ زمین کے لیے بارش زندگی کا ذریعہ ہے اسی طرح مردہ دلوں کے لیے قرآن اور خدا کی رحمت زندگی کا ذریعہ ہے اس سے فائدہ اٹھالو ورنہ بعد میں افسوس کروگے۔

رکوع نمبر ۱: (۱) ایرانی بت پرستوں کے شکست کھانے اور رومی اہل کتاب کے ختم ہونے کو ذکر فرمایا۔

(۲) اسی طرح مسلمانوں کو کفار پر غلبہ ہونے کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۲: (۱) قیامت کے واقع ہونے کو ذکر فرمایا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو بیان فرمایا۔

(۲) اہل جہنم اور اہل جنت کے حالات کو بیان فرمایا۔

رکوع نمبر ۳: (۱) اللہ نے کائنات کے ذریعہ اپنی قدرت کو سمجھایا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو سمجھایا۔

رکوع نمبر ۴:(۱)اللہ نے سادہ انداز میں اپنی توحید کو سمجھایا اور شرک کی نفی فرمائی۔

(۲)اسلام کا دین فطرت ہونا بیان فرمایا۔

(۳)دین کے احکام اور ان کے فائدے بیان فرمائے۔

رکوع نمبر ۵:(۱) اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں یہ بتلایا کہ دنیا میں جتنی خرابی ہے یہ سب انسانوں کے اپنے خراب اعمال کی وجہ سے ہے۔(۲)اللہ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو بیان فرما کر اپنی ذات کی پہچان کروائی اور کفار کو اندھا اور بہرہ ہونے کو بتلایا۔

رکوع نمبر ۶:(۱)انسان کی حالت کو بیان فرمایا۔(۲)جوانی کی نعمت کی قدردانی کو بیان فرمایا۔

(۳)قرآن پورا کا پورا دعوت ہے اس کو بتلایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ لقمان(سورۃ ۳۱)

نام:اس سورت میں لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اس لیے اس کا نام لقمان رکھا۔

زمانہ نزول:سورۃ عنکبوت سے پہلے نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)شرک کا بیکار ہونا اور توحید کا سچا ہونا بتلایا۔(۲)مشرک باپ دادا کی بات کو ماننے سے منع فرمایا۔ (۳)ایک اللہ کی طرف بلانا اور شرک سے منع کرنا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی جو لوگ عقل والے تھے انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہٰذا تمہارے ملک یعنی مکہ میں خود لقمان حکیم رہے ہیں جن کی باتوں کو تم لوگ خود ذکر کرتے ہو اب تم لوگ خود سمجھ لو کہ وہ کن تعلیمات کی طرف بلاتے تھے۔وضاحت: حکیم کا لفظ طبیب کے معنی میں نہیں بلکہ عقل مند دانش مند کو کہتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱:(۱) قرآن کو ہدایت اور رحمت کی کتاب بتلایا۔(۲) ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری سنائی۔
(۳) اللہ نے اپنی کائنات کے ذریعہ اپنی قدرت کو سمجھایا اور اپنی توحید کو سمجھایا۔
رکوع نمبر ۲: اس رکوع میں اللہ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت اور دانائی کو بیان فرمایا اور ان کی نصیحتوں کو بیان فرمایا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔
رکوع نمبر ۳:(۱) کفار کے حالات کو بتلایا کہ وہ اپنے باپ دادوں کی وجہ سے قرآن کی دعوت کو نہیں مانتے تھے۔(۲) اللہ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو بیان فرمایا۔
رکوع نمبر ۴:(۱) اللہ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا اور انسان کی عادت کو بیان فرمایا۔
(۲) اللہ نے قیامت اور آخرت کے حساب وکتاب کو بیان فرما کر اپنی صفات مخصوصہ کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ سجدہ (سورۃ ۳۲)

نام: آیت میں سجدہ کا ذکر آیا ہے اس لیے اس سورت کا نام سجدہ رکھ دیا۔
زمانہ نزول: مکہ کا درمیانہ دور ہے۔
مضامین:(۱) اس سورت میں توحید، آخرت اور آپ ﷺ کی رسالت کو بیان فرمایا اور لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا اور ان ہی تینوں حقیقتوں کی طرف دعوت دی۔
(۲) آخرت کی زندگی کو بیان فرمایا، ایمان لانے پر کیا ملے گا اور اگر ایمان لے کر نہیں آئے تو اس پر کیا سزا ملے گی۔
(۳) اللہ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم قوموں کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ان کو مہلت نہ دے دیں۔

(۱) وہ مانیں گے نہیں (۲) دوسرا انکار کرینگے (۳) تیسرا انبیا علیہ السلام کا مذاق اڑائینگے۔

(۴) چوتھا انبیا علیہ السلام کو قتل کرینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اس قوم کو ہلاک کرتے ہیں اس سے اللہ کی سنت سمجھ میں آئی اور دلوں کو اطمینان ہوا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ کو ذکر فرمایا۔

(۴) مکہ کے کفار سے کہا کہ جب تم تباہ شدہ قوموں کی بستیوں پر سے گذرو تو ان کا انجام دیکھ لیا کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ احزاب (سورۃ ۳۳)

نام:

زمانہ نزول: اس سورت میں تین اہم واقعات ہیں: غزوئہ احزاب ۵ھ، غزوئہ بنی قریظہ، اور تیسرے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ﷺ کا نکاح جو اسی ماہ میں ہوا۔

مضامین: (۱) مُتبنّٰی (گود لیا ہوا بچہ) کے بارے میں جاہلیت کے تصورات اور شک و شبہات کو آپ ﷺ نے ختم فرمایا۔ (۲) رکوع نمبر ۲ اور ۳ میں غزوئہ احزاب اور غزوئہ بنی قریظہ کو ذکر فرمایا۔

(۳) ازواج نبی ﷺ دنیا کی زندگی نہایت تنگی کے ساتھ بسر کر رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اور اس کی زیب زینت کو اور خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کی زندگی کو ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ کسی ایک کو اختیار کر لو، ازواج مطہرات نے فوراً خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کو قبول فرمالیا۔ (۴) عورتوں کے گھر میں رہنے اور غیر مردوں سے بات کرنے سے منع فرمایا۔ (۵) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کے نکاح کے سلسلہ میں مخالفین کو جواب دیا۔ (۶) طلاق کے قانون کو بیان فرمایا۔

(۷) حضور ﷺ کے لیے نکاح کا خاص ضابطہ بیان فرمایا۔(۸) ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کے لیے بمنزلہ ماں کے ہیں حضور ﷺ کے بعد ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۹) عورتوں کے لیے پردہ کا حکم دیا۔(۱۰) حضور ﷺ کے گھر پر غیر مردوں کے آنے پر پابندی اور حضور ﷺ سے ملاقات اور دعوت کا طریقہ ارشاد فرمایا۔(۱۱) منافقین کی افواہیں پھیلانے کے جرم پر سخت پکڑ فرمائی۔(۱۲) حضور ﷺ کی زندگی کے اتباع کا حکم دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ سبا (سورۃ ۳۴)

نام:

زمانہ نزول: مکہ کا درمیانہ دور ہے۔

مضامین: (۱) قیامت کو ذکر فرمایا اور خدا کے فیصلوں کو جو کہ یقینی ہیں ان کو ذکر فرمایا اور بیان فرمایا کہ انسان بلا مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ جو کچھ دنیا میں کر رہا ہے اس کا حساب و کتاب آخرت میں دینا ہو گا۔

(۲) قوموں کی کامیابی اور ناکامی کا مدار مادی اسباب اور طاقت پر نہیں ہے بلکہ اچھے اخلاق بلندیوں پر لے جاتے ہیں اور مادی اسباب صرف ذریعہ ہیں۔ اس بات کے اوپر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت بنی اسرائیل کا کامیاب ہونا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے زوال کا ذکر فرمایا۔

(۳) قوم سبا کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے ان پر اپنی نعمتیں اتاریں انہوں نے اس کی ناشکری کی جس کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنا عذاب بھیجا۔

(۴)ایمان والوں کو کفار پر فتح حاصل ہو کر رہے گی اس کو ذکر فرمایا، پھر آگے مخالفین کے دو گروہ کا ذکر فرمایا، پھر آگے ذکر فرمایا کہ کثرت مال اور دنیوی آرزوئیں فخر کی چیزیں نہیں ہیں پچھلی قومیں بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فاطر (سورۃ ۳۵)

نام:

زمانہ نزول: سورۃ فرقان کے بعد اسکا نزول ہے۔

مضامین: انسان اس دنیا میں بلا مقصد بے فائدہ پیدا نہیں کیا گیا بلکہ یہ جو کچھ کر رہا ہے اسکا حساب و کتاب ہونا ہے، انسان سیدھے راستے پر چلے اور دنیا آخرت میں کامیاب ہو جائے اس کے لیے انبیا علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا اور آخر میں حضور ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا۔ اور جس طرح اور دوسری آسمانی کتابیں اتاریں اسی طرح قرآن کو بھی آخری کتاب بنا کر اتارا۔ آسمان و زمین کے ذریعہ اللہ نے اپنی توحید کو سمجھایا۔ اللہ نے سمجھایا کہ پچھلے انبیا علیہ السلام کی قوموں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو اللہ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا، لیکن پہلے اللہ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم قوموں کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ان کو مہلت نہ دے دیں اس کے بعد ان کو ہلاک کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یٰسین (سورۃ ۳۶)

نام:

زمانہ نزول: مکی دور کا درمیانہ زمانہ۔

مضامین :(۱) حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت پر قرآن شریف کو شہادت کے طور پر پیش کیا۔

(۲) قرآن سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے کون سی صفات ہونا ضروری ہے۔

(۳) اصحاب قریہ (گاؤں والوں کا قصہ ذکر فرمایا) تا کہ ایمان والوں کو تسلی ہو اور استقامت حاصل ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر فرمایا۔

(۵) پھر ایک مثال بیان فرمائی کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اس طرح آپ ﷺ کی رسالت سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔

(۶) پھر آپ ﷺ کا اتباع کرنے پر آخرت میں انعامات کو ذکر فرمایا اور اتباع نہ کرنے پر آخرت کی سزا کو ذکر فرمایا۔

(۷) یہ سورت پچھلی سورت فاطر کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ صافآت (سورۃ ۳۷)

نام: سورت کی ابتداء میں آیۃ والصافات صفاً ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ الانعام کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) توحید کی دعوت کا دینا۔

(۲) جنہوں نے ایک اللہ کی مانی وہ کامیاب ہیں اور جنہوں نے شرک کیا وہ ناکام ہوئے۔

(۳) پچھلی قوموں کا ذکر کہ انہوں نے اپنے انبیاعلیہ السلام کو جھٹلایا۔

(۴) آگے ایمان والوں کی صفات کو بیان فرمایا کہ حق پر صبر اور استقامت کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ سے مدد چاہے گا وہی کامیاب ہو گا۔

(۵) گزشتہ انبیاعلیہ السلام کا ذکر فرمایا تسلی کے لیے، حضرت ابراہیم واسماعیل کی قربانی کا ذکر فرمایا۔

(۶) آخر میں یہ بتلایا کہ جو حضور ﷺ کی دعوت کو قبول کر کے حضور ﷺ کا اتباع کرینگے وہی کامیاب ہونگے اور اللہ تعالیٰ ان کو منکرین پر غالب فرمادینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ص (سورۃ ۳۸)

نام: حروف مقطعات سے شروع ہونے والی دوسری سورتوں کی طرح یہ سورت (ص) سے شروع ہوئی اس لیے علامت کے طور پر ہی نام رکھ دیا گیا۔

زمانہ نزول:

مضامین: (۱) قرآن کو نصیحت والی کتاب کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ اس سے فائدہ نہیں حاصل کر رہے اور اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں تو آخرت میں اس کا برا مزہ چھکیں گے۔

(۲) پچھلی قوموں کا ذکر فرمایا عبرت کے طور پر۔

(۳) پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبردست حکومت کا ذکر کیا اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر اور استقامت کا ذکر فرمایا ان تذکروں سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے:

(۱) منکرین قرآن کو سمجھایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے سامنے تمہاری کیا حیثیت ہے، لیکن اتنی بڑی بادشاہت کے باوجود حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کی ذات عالی سے غافل نہیں ہوئے ہمیشہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہے۔

(۲) جو لوگ دعوت کی راہ میں آزمایشوں اور قربانیاں پر جم جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر انعام فرماتے ہیں۔

(۳) اسلام کے دنیا میں پھیلنے کو ذکر فرمایا اور سچے پکے ایمان والوں کو صبر اور استقامت کی ترغیب دی۔

(۴) بادشاہت ہو یا آزمایش ہو دونوں حالتوں پر صابر و شاکر رہنے کی ترغیب دی۔

(۵) حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور ابلیس کی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہمیشہ کی دشمنی کو ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ زمر (سورۃ ۳۹)

نام: آیت میں (زمر) کا لفظ آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت سبا کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: توحید کی دعوت کو بیان فرمایا اور اس پر عمل کرنے پر انعامات کو ذکر فرمایا، اور شرک کی برائی کو بیان فرمایا اور اس کے نتیجے میں ملنے والی سزاؤں کو بیان فرمایا۔

(۱) توحید اقرار کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کے درمیان فرق بیان فرمایا۔

(۲)اقرار اور انکار کرنے والوں کے یقینی نتیجہ کا ذکر فرمایا۔

(۳)رحمتِ الٰہی کو بیان فرمایا۔

(۴) آخرت میں حساب و کتاب کے ہونے کو ذکر فرمایا کہ وہ یقینی ہے۔

(۵) قیامت میں ایمان والوں اور کفار کے ساتھ جو سلوک ہو گا اس کو ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مومن(سورۃ ۴۰)

نام: آیت میں (و قال رجل مومن من آل فرعون۔۔۔۔۔)مومن کا لفظ آیا علامت کے طور پر نام رکھ دیا۔

مضامین:اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ایمان والے جب دعوت کی راہ میں صبر اور استقامت کے ساتھ آتے ہیں اور محنت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہیں، مخالفین چاہے کتنے بھی زبردست طاقت والے ،اکثریتی ہوں اللہ تعالیٰ انہیں ناکام فرماتے ہیں۔اس کے علاوہ چند مضامین ذکر فرمائے۔

(۱)اللہ کی قدرت اس کے علم اور اسکے فضل اور اس کی پکڑ کا بیان اور پچھلی قوموں کا ذکر عبرت کے طور پر۔

(۲)ایمان پر جمے رہنے پر اللہ کے انعامات کا ذکر۔

(۳)حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس طرح حفاظت فرمائی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر تین چیزیں تھیں: (۱) سیاسی اقتدار(بادشاہت) ،(۲) دوسرا مال و دولت،

(۳) تیسرا باطل دین کو پھیلانے کی محنت۔ سیاسی قتدار و بادشاہت فرعون کے پاس تھی، مال و دولت قارون کے پاس تھا، اور باطل دین کو پھیلانے والا ہامان تھا لیکن یہ سب ناکام ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کامیاب ہوئے۔

(۴) اللہ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم مدد ہمیشہ انبیاعلیہ السلام اور ایمان والوں کی ہی کرتے ہیں۔

(۵) اللہ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔

(۶) آخرت میں حساب و کتاب کو بیان فرمایا۔

(۷) اللہ تعالیٰ قوموں کو ہلاک نہیں فرماتے جب تک مہلت نہ دے دیں، جب مہلت پوری ہو جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ پکڑ فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حم السجدئہ (سورۃ ۴۱)

نام: حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے اس لیے علامت کے طور پر نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت مومن کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے:

(۱) قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔ (۲) دعوت الی اللہ کو بیان فرمایا۔

(۳) شرک کی برائی کو بیان فرمایا

(۴)شرک کے نتائج دنیا میں عذاب کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور قیامت میں سخت سزا کی صورت میں ظاہر ہونگے۔

(۵)گذشتہ قوموں کا ذکر عبرت کے طور پر کیا۔

(٦) قرآن دلوں پر اثر ڈالتا ہے منکرینِ قرآن اسکا اقرار کرتے تھے اس لیے اس کو روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

(۷)توحید کا اقرار اور اس پر استقامت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں، ایسے لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب ہونگے۔

(۸)اسلام سارے عالم میں پھیل کر رہے گا۔(۹) دین الٰہی ہمیشہ سے ہی اسلام رہا ہے۔

(۱۰)منکرین قرآن کو اللہ تعالیٰ اس لیے نہیں پکڑ رہے کہ اللہ کی سنت مہلت دینے کی ہے، جب مہلت کا وقت پورا ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑ فرماوینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ شوریٰ (سورۃ ۴۲)

نام: آیت میں (شوریٰ) کا لفظ آیا ہے اس لیے نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت حم السجدہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں امت مسلمہ کے اصل مقصد کو بیان فرمایا ہے۔

مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیے جن کے اجزاء یہ ہیں:

(۱) قرآن کریم یہ پہلی آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتابیں اتاری ہیں اور حضور ﷺ کی رسالت کوئی نئی بات نہیں آپ ﷺ سے پہلے بھی انبیاعلیہ السلام اور رسول اس دنیامیں آئے ہیں۔

(۲) اور یہ اعتراضات بھی کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے بھی لوگوں نے اعتراضات کیے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد چھوڑا ہے تا کہ امتحان لیا جائے کہ سیدھی راہ پر کون چلتا ہے اور غلط راہ پر کون۔

(۴) انبیاعلیہ السلام کے داعی ہونے کو بیان فرمایا۔

(۵) گذشتہ انبیاعلیہ السلام کے قصوں کو بیان فرمایا اور ان کا مقصد بیان فرمایا کہ تمام انبیاعلیہ السلام داعی تھے اور حضور ﷺ داعی ہیں اور آپ ﷺ کی ختم نبوت کی وجہ سے یہ امت بھی داعی ہے۔

(۶) ایمان والوں کو تسلی دی۔

(۷) حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد کہ آپ علیہ السلام کے ذمہ تبلیغ ودعوت ہے اس کے بعد ہر شخص اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے۔

(۸) ایمان والوں کی صفات کو بیان فرمایا۔

(۹) امت مسلمہ کی ذمہ داری کو بیان فرمایا کہ سارے انسانوں کو دعوت کے ذریعہ خدا کی طرف بلانا۔

(۱۰) شرک کی برائی اور اس کے نتائج کو بیان فرمایا۔

نوٹ: یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان مادی اعتبار سے بہت کمزور تھے اور ظلم وزیادتی کا شکار تھے ایسے وقت میں ایمان والوں کی ذمہ داری کو بیان فرمایا کہ دین اسلام کو پھیلانا ایمان والوں کے ذمہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ زخرف (سورۃ ۴۳)

نام: تیسرے رکوع میں "زخرف" کا لفظ آیا ہے اس سے اس کا نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت شوریٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) شرک کی نفی بیان فرمائی اور اس کی برائی کو بیان فرمایا۔

(۲) اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں انسان کی ناشکری کو بیان فرمایا۔

(۳) دنیا کی بے رغبتی کو اور برائی کو بیان فرمایا اور اس کے غلط نتائج کو بیان فرمایا۔

(۴) گذشتہ انبیا علیہ السلام کے واقعات کو اور ان کی قوموں کے واقعات کو بیان فرمایا کہ انہوں نے بھی دنیا کی لالچ میں انبیا علیہ السلام کی بات کو نہیں مانا۔

(۵) ایمان والوں کی چند صفات کو بیان فرمایا اور آخرت میں ان کے انعامات کو ذکر فرمایا۔

(۶) مخالفین کے چند اعتراضات کا جواب دیا کہ مشرکین نبی کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔

(۷) نبی کا بشر ہونا بیان فرمایا اور انبیا علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا کہ وہ سب دعوت کے لیے بھیجے گئے تھے اور ہر نبی داعی تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ دخان (سورۃ ۴۴)

نام: آیت میں "دخان" کا لفظ آیا ہے اس لیے اس نام کو لے کر آئے۔

زمانہ نزول: سورتِ زخرف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) دعوت الی اللہ کو بیان فرمایا۔

(۲) وحی کے مقصد کو بیان فرمایا کہ اس کا مقصد ہدایت ہے۔

(۳) آخرت کے دن کو اور حساب وکتاب کو بیان فرمایا جس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آسمان کا دھویں سے بھر جانا ہے۔

(۴) پہلی قوموں کا ذکر کہ ناشکری پر اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو چھین لیتے ہیں۔

(۵) امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت کو بیان فرمایا۔

(۶) کفار ومشرکین کی سزاؤں کو بیان فرمایا اور ایمان والے متقیوں کی نعمتوں کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جاثیہ (سورۃ ۴۵)

نام: جاثیہ گھٹنوں کے بل بیٹھنے والی جماعت کو کہتے ہیں۔ آیت میں یہ لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت دخان کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے:

(۱) دعوت الی اللہ کو بیان فرمایا۔

(۲) قوم بنی اسرائیل کے انعامات کو بیان فرمایا کہ ناشکری پر اللہ اپنی نعمت کو چھین لیتے ہیں۔

(۳) قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔

(۴)ایمان کی دعوت کو بیان فرمایا اور اس سے انکار کی وجہ کو بیان فرمایا کہ سوائے دنیا کی خواہش کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۵) قیامت کے دن کو بیان فرمایا اور ہر امت کی جزاء انعام اور سزا کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ احقاف (سورۃ ۴٦)

نام: احقاف ریتیلے میدان کو کہتے ہیں، آیت میں یہ لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورتِ جاثیہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) قرآن کو اللہ کا کلام ہونے کو بیان فرمایا۔

(۲) شرک کی زبردست طریقے سے نفی فرمائی اور اس کی برائی کو بیان فرمایا۔

(۳)توحید کی دعوت کو بیان فرمایا والدین کے ساتھ اچھے سلوک کو بیان فرمایا اور چند احکام بیان فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ محمد ﷺ (سورۃ ۴۷)

نام: آیت میں لفظ (محمد) ﷺ آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: مدنی دور کے ابتدائی زمانہ کی سورتوں میں سے ہے۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱)مہاجرین کو تسلی دی اور ان کی ہجرت کی قبولیت کو بیان فرمایا۔

(۲)جہاد کی اجازت دی گئی۔

(۳)جہاد و قتال کے احکام بیان فرمائے۔

(۴)منافقین کی سازشیں بیان فرمائی۔

(۵)دنیا کی زندگی کی حقیقت کو بیان فرمایا۔

(٦)ایمان والوں کو آخرت کی خوشخبری اور کفار و مشرکین کو آخرت کی سزائیں بیان کی۔

(۷)مکہ کے فتح ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فتح(سورۃ۴۸)

نام: آیت میں فتح کا لفظ آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: صلح حدیبیہ ٦ھ کے بعد واپسی کی حالت میں نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے غم کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی اور صلح حدیبیہ کو کھلی فتح کی خوشخبری سنائی۔

(۲)ایمان والوں کے لیے جنت کی خوشخبری اور کفار و مشرکین کے لیے جہنم کی سزا کو بیان فرمایا۔

(۳)منافقین کی سازشوں کو بیان فرمایا۔

(۴)"بیعت رضوان" اور اس میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے راضی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

(۵) صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا غمگین و اداس ہونا بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حجرات (سورۃ ۴۹)

نام: پہلے رکوع کی آیت میں لفظ "حجرات" آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: یہ سورۃ ۹ھ میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ہیں:

(۱) حضور ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ تعلق کو بیان فرمایا اور حضور ﷺ کے آداب کو بیان فرمایا۔

(۲) افواہوں پر عمل کرنے کے نقصانات کو بیان فرمایا۔

(۳) مسلمانوں کی آپس کی صلح صفائی کو بیان فرمایا۔

(۴) معاشرت کو صحیح کرنے اور اچھی معاشرت کے چند احکام ذکر فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ق (سورۃ ۵۰)

نام: حرف 'ق' سے شروع ہوتی ہے جو مقطعات قرآنی میں سے ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ دور کا ابتدائی زمانہ

مضامین: (۱) توحید کی دعوت کو بیان فرمایا ہے۔

(۲) منکرین کے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں۔

(۳) آخرت کی زندگی کو بیان فرمایا ہے۔

(۴)انسان کی ذمہ داری کو بیان فرمایا ہے۔

(۵)توحید کی دعوت کو قبول نہ کرنے کے یقینی نقصانات کو بیان فرمایا اور انبیاعلیہ السلام کے جھٹلانے کی خوفناک سزا کو بیان فرمایا۔

(۶)خدا کی نافرمانی کرنے والوں کا قیامت میں حساب و کتاب ذکر فرمایا۔

(۷)ہر حال میں خدا کا ذکر کرنے کی تاکید فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الذاریات (سورۃ ۵۱)

نام:" الذاریات " (ذاریات اڑنے والی ہواؤں کو کہتے ہیں) آیت میں یہ لفظ آیا ہے اس سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول:مکہ کا ابتدائی دور ہے۔

مضامین:اس سورت میں چند مضامین ذکر فرماتے ہیں:

(۱)قیامت کے واقع ہونے کو ذکر فرمایا۔

(۲)قیامت کے دن سے بے فکری کی وجہ خواہش نفس ہے۔

(۳)مال و دولت کے بارے میں اسلام کا طریقہ اصول بیان فرمایا۔

(۴)کائنات کے ذریعہ توحید کی دعوت کو بیان کیا۔

(۵)پچھلی قوم کا حال اور برائی کے نتائج کو بیان فرمایا۔

(۶)گذشتہ قوموں کے واقعات بطور عبرت کے بیان کیے۔

(۷)امت محمدیہ ﷺ کو دعوت میں لگے رہنے کی ہدایت اور آزمائشوں اور تکالیف پر صبر کرنے کی ترغیب بیان فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الطور(سورۃ۵۲)

نام:سورت کی ابتدامیں لفظ" والطور" آیااس سے نام لیاہے۔

زمانہ نزول:سورت سجدہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)لفظ طور کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترنے والی وحی کاذکر فرمایااورنہ ماننے والوں کے انجام کوذکر فرماکر قرآن کے مخالفین کودنیاوآخرت کے انجام سے ڈرایا۔

(۲)قیامت کوبیان کیا،متقین کوآخرت کی خوشخبری سنائی اور حضور ﷺ کو تسلی دی،مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔

(۳)آخر میں خداکی عبادت کرنے کی تاکید کوبیان کیا خصوصیت سے رات کے اخیر حصے میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نجم(سورۃ۵۳)

نام:سورت کی ابتدامیں لفظ" والنجم" آیاہے اسی سے نام لیاہے۔

زمانہ نزول:مکی دورکاپانچواں سال واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:اس سورت میں چند مضامین ذکر فرماتے ہیں۔

(۱)حضور ﷺ کی نبوت کا اعلان۔

(۲)رسول ﷺ کے معصوم ہونے کو بیان فرمایا۔

(۳)معراج میں حضور ﷺ کے چند مشاہدات کا ذکر فرمایا۔

(۴)کفار و مشرکین کے غلط عقیدوں کو رد کیا۔

(۵)گذشتہ انبیاعلیہ السلام کا داعی ہونا اور تمام آسمانی کتابیں اپنی دین اسلام کی دعوت دیتی ہیں۔

(۶)انبیاعلیہ السلام کی بات کا نہ ماننا خدا کے عذاب کو لے آتا ہے جیسا کہ پچھلی قوموں کے ساتھ ہوا پچھلی قوموں کا ذکر فرمایا۔

(۷)خدا کے راستے میں خوشی کے ساتھ خرچ کرنے کی ترغیب دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قمر (سورۃ ۵۴)

نام:سورت کی ابتدا میں " قمر" کا لفظ آیا ہے اس سے نام لیا ہے۔

مضامین:(۱)چاند کے پھٹ جانے کے واقعہ کو ذکر فرمایا اور منکرین کے رویہ کی مذمت برائی کو بیان فرمایا اور کفار کی ہٹ دھرمی کو بیان کیا کہ یہ کھلا معجزہ دیکھنے کے باوجود ایمان لے کر نہیں آئے تھے۔

(۲)قرآن کو کھلا ہوا معجزہ بتلایا اور قرآن کو ہدایت کی کتاب قرار دیا۔

(۳)کھلا معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان نہ لے کر آئے کوئی بات نہیں، پچھلی قوموں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پچھلی قوموں کے چند واقعات کو ذکر فرمایا اور نہ ماننے پر ان کی ہلاکت کو ذکر کیا۔ عبرت کے طور پر یہ واقعات ذکر فرمائے۔

(۴)مشرکین و کفار کو قیامت کے سخت عذاب سے ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ رحمن (سورۃ ۵۵)

نام: سورت کے شروع میں "رحمن" کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ کا ابتدائی دور ہے۔

مضامین: (۱) توحید کی دعوت کو بیان فرمایا۔

(۲) بندوں پر خدا کے انعام واحسانات کو بیان فرمایا۔

(۳) انسان کا اشرف المخلوقات ہونا اور اس کی جسمانی اور روحانی تربیت کے لیے جو سامان کیا اس کو بیان کیا۔

(۴) کائنات پر غور و فکر کر کے خدا کی قدرت کو پہچاننا اور خدا پر ایمان لے کر آنا۔

(۵) خدا کی نعمتوں کی ناشکری پر نعمت کے چھن جانے کو بیان فرمایا۔

(٦) ایمان والوں کو جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سنائی اور مجرم گناہ گار کے قیامت والے دن حسرت و افسوس کو بیان کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ واقعہ (سورۃ ۵٦)

نام: اس سورت کے شروع میں " واقعہ " کا لفظ آیا اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: پوری سورت میں قیامت کے ہونے اور اس کے احوال کا ذکر فرمایا اور خدا کے ذکر کی ترغیب دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حدید (سورۃ ۵۷)

نام: آیت میں " حدید " کا لفظ آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: صُلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانہ زمانے میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ہیں:

(۱) اللہ نے اپنے علم کو بیان فرمایا۔

(۲) خدا کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب۔

(۳) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کا اعلان۔

(۴) فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کی فضیلت۔

(۵) منافقین کی برائی کو بیان کیا۔

(٦) دنیوی زندگی اور خود دنیا کی بے ثباتی کو بیان فرمایا۔

(۷) نیکیوں کی طرف بڑھنے کی ترغیب دی۔

(۸) خدا نے اپنی نعمت کا ذکر فرمایا اور ضرورت کے وقت انبیاء علیہ السلام کا تلوار اٹھانا ذکر فرمایا۔

(۹)انسان کی روحانی تربیت کے لیے انبیاعلیہ السلام کا دنیامیں آنا اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے کر آنا، تقویٰ اختیار کرنانے کو بیان فرمایا۔

(۱۰)آخرت کے انعامات ذکر فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مجادلہ (سورۃ ۵۸)

نام: مجادلہ جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں اس سورت میں بھی مجادلہ کا ذکر ہے اس لیے یہ نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: یہ سورت ۴ھ کے قریب کا ہے۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرماتے ہیں:

(۱)گھر کی زندگی سے متعلق طلاق و ظہار کے احکام بیان کیے۔

(۲)منافقین کی سازشیں بیان کی۔

(۳)آپس کے مشورہ کے احکام۔

(۴)مجلس کے آداب خصوصاً حضور ﷺ کی مجلس کے آداب ذکر فرماتے۔

(۵)خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور نماز و زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب اور اس کا حکم۔

(۶)آپس کے تعلقات کو بیان کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حشر (سورۃ ۵۹)

نام: آیت میں " حشر" کا لفظ آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول:

مضامین: (۱) قبیلہ بنو نضیر کے وطن چھوڑنے کا ذکر ہے۔

(۲) مال فئی کا حکم ذکر فرمایا۔

(۳) منافقین کی سازشوں کو ذکر فرمایا۔

(۴) دنیا اور مال کی محبت کی برائی کو ذکر کیا اور مسلمانوں کو اس سے روکا۔

(۵) اللہ کی صفات کی طرف دعوت کو بیان کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ممتحنہ (سورۃ ٦٠)

نام: دوسرے رکوع میں نو مسلم عورتوں سے امتحان لینے سے متعلق چند ہدایات دی گئی ہیں، اسی وجہ سے اس کا نام ممتحنہ رکھا ہے۔

زمانہ نزول: صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کا درمیانہ دور ہے۔

مضامین: (۱) مسلمان اور کفار کے آپس کے تعلقات کے احکام بیان فرمائے۔

(۲) نئی مسلمان عورتوں کے متعلق احکام بیان فرمائے۔

(۳) کافر عورتوں سے نکاح کا حرام ہونے کا حکم دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ صف (سورۃ ٦١)

نام: آیۃ میں صف کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مدنی دور کا ابتدائی زمانہ

مضامین: (١) پوری سورت میں انبیاعلیہ السلام کی دعوت کو بیان کیا۔

(٢) انبیاعلیہ السلام کے آنے کے مقصد کو بیان کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جمعہ (سورۃ ٦٢)

نام: آیت میں "جمعہ" کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورۃ جمعہ رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورۃ صف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (١) اللہ نے اپنے احسانات کو ذکر فرمایا، سب سے بڑا احسان حضور ﷺ کو نبی بنا کر حضور ﷺ کی امت میں سے بنایا۔

(٢) تزکیہ نفس کو بیان فرمایا۔

(٣) امت محمدیہ ﷺ کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نعمت کی ناشکری پر نعمت کو چھین لیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ المنافقون (سورۃ ٦٣)

نام: آیت میں منافقون کا لفظ آیا ہے اسی سے نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت حج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (ا) منافقین کا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہونا اور ان کی سازشوں کو بیان کیا اور ان کی بری عادتوں کو بیان فرما کر مسلمانوں کو

اس سے روکا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تغابن (سورۃ ٦٤)

نام: پہلے رکوع میں " تغابن" کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام " تغابن" رکھ دیا۔

زمانہ نزول:

مضامین: (ا) خدا کے حکموں کو توڑ کر زندگی گزارنے کے برے نتائج بیان فرمائے۔

(٢) اللہ نے اپنی طاقت اور قدرت کو بیان فرمایا۔

(٣) سمجھانے کے لیے پچھلی قوموں کے حالات کو بیان فرمایا۔

(٤) نیک اعمال کرنے کی ترغیب دی۔

(٥) نیک اعمال کی دعوت کو بیان فرمایا۔

(٦) مسلمانوں کو خدا کی ذات پر بھروسہ اور مال خرچ کرنے کی ترغیب دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طلاق(سورۃ٦٥)

نام: طلاق سے متعلق چند احکام ذکر ہوئے اس لیے اس کا نام سورت طلاق رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت بقرہ کے بعد ٦ھ کے قریب کا زمانہ۔

مضامین: (١) طلاق کے احکام بیان فرمائے۔

(٢) خدا کی نافرمانی کے برے نتائج بیان فرمائے۔

(٣) عبرت کے لیے پچھلی قوموں کے واقعات بیان فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تحریم(سورۃ٦٦)

نام: حضور ﷺ کے شہر چھوڑنے کے واقعہ کی وجہ سے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت حجرات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (١) حضور ﷺ کے شہر چھوڑنے کو ذکر فرمایا۔

(٢) حضور ﷺ کے شہر چھوڑنے کی وجہ سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جاتے اس کو بیان فرمایا۔

(٣) ازواج مطہرات کو چند نصیحتیں کیں۔

(٤) گھر کی زندگی سے متعلق احکام بیان فرمائے۔

(٥) گذشتہ انبیاعلیہ السلام اور ان کی بیویوں کے حالات کو ذکر فرمایا اور ان بیویوں کے انبیاعلیہ السلام کی بات نہ ماننے پر ان کے انجام کو ذکر کیا۔

(٦) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر فرعون کی بیوی کا واقعہ ذکر فرمایا۔

(۷)حضرت مریم کی پاک دامنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے کو ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ملک(سورۃ٦٧)

نام: آیت میں ”ملک ‘ ‘ کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورت ملک رکھ دیا۔

زمانہ نزول:سورت طور کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)اللہ نے اپنی طاقت اور قدرت کو بیان فرما کر ایمان اور نیک اعمال کی دعوت کو ذکر فرمایا ہے۔

(۲)پچھلی قوموں کے برے اعمال کے برے نتائج کو بیان فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قلم(سورۃ٦٨)

نام: آیت میں ” قلم“ کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین:اس سورت میں چند مضامین ذکر فرماتے ہیں:

(۱)حضور ﷺ پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات۔

(۲)برے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی ترغیب۔

(۳)ہر حال میں خدا کے ذکر کی ترغیب پر ایک واقعہ۔

(۴)حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ ہر حال میں خدا کی طرف رجوع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حاقۃ(سورۃ ۶۹)

نام: آیت میں الحاقۃ کا لفظ ہے اسی وجہ سے نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: نبوت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)برے اعمال کے برے نتائج کو ذکر کیا۔

(۲)عبرت کے لیے پچھلی قوموں کے حالات کو ذکر کیا۔

(۳)قیامت کے حالات کو ذکر کیا۔

(۴)مخالفین کے قرآن پر اعتراضات کے جوابات دیے۔

(۵)پوری سورت آخرت کی طرف دعوت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ معارج(سورۃ ۷۰)

نام: آیت میں معارج کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورت معارج رکھ دیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت الحاقۃ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)فرشتوں کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا۔(۲)قیامت کے دن کی کیفیت۔

(۳) قیامت والے دن مجرمین کا حال۔

(۴) قیامت کے دن کی سزا سے بچنے کے لیے صفات حاصل کرنے کی ترغیب جس سے ایمان والے اپنے تزکیہ نفس کرتے ہیں۔

(۵) حضور پاک ﷺ کی مجلس سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نوح (سورۃ ۷۱)

نام: آیت " نوح" کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورئہ نمل کے بعد نازل ہوئی ہے۔

مضامین: پوری سورت حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت ہے۔

(۱) رسول علیہ السلام کی ذمہ داری دعوت کا پہنچانا ہے۔

(۲) داعی کو تسلی اور خوشخبری سنائی۔

(۳) دعوت کے بعد نتائج کا ظاہر ہونا۔

(۴) اللہ نے اصول بیان فرمایا کہ ہمارے یہاں اعتبار اکثریت اور اقلیت کا نہیں ہے۔

(۵) اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

(۶) اللہ نے اپنی طاقت کو بیان فرمایا۔

(۷) متقین کا انجام بیان فرمایا۔

(۸) حق سے انکار کی وجہ بیان فرمائی۔

(۹)داعی کی صفات کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جنّ(سورۃ ۷۲)

نام: آیت میں جنّ کا لفظ آیا اس وجہ سے سورت جن نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت اعراف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱)اہل مکہ کو سمجھایا۔

(۲)مسجد حرام میں عبادت سے روکنے کو منع فرمایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس مقصد کے لیے خانہ کعبہ کو بنایا اسکو بیان فرمایا۔

(۳)داعی کا فریضہ دعوت کو بیان فرمایا۔

(۴)اللہ نے اپنے علم کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مزمل(سورۃ ۷۳)

نام: آیت میں مزمل کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت مزمل رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت قلم کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حضور ﷺ کو تسلی دی اور عبادت میں جو مشقت اٹھارہے تھے اس میں کمی کرنے کو ارشاد فرمایا اور دعوت کے کام میں لگے رہنے کی ہدایت دی۔

(۲) ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ارشاد فرمایا کہ رات کو عبادت کے لیے تقسیم کرلیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مدثر (سورۃ ۷۴)

نام: آیت میں مدثر کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت مدثر رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت مزمل کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) دعوت کی راہ میں صبر اور استقامت۔

(۲) طہارت اور پاکیزگی۔

(۳) مخالفین قرآن کے برے نتائج۔

(۴) قیامت کے دن جو لوگ ذلت اور نامراد ہونگے ان کے حالات اور جو لوگ اللہ کے حقوق اور خبروں کے حقوق ادا نہیں کرتے ان کے حالات بیان ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قیامۃ (سورۃ ۷۵)

نام: آیت میں " قیامۃ "کا لفظ آیا ہے اس سے اس کا نام لیا ہے۔

مضامین: پوری سورت قیامت کے قائم ہونے پر بیان فرمائی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ دہر (سورۃ۷٦)

نام: آیت میں " دہر " کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورۃ دہر رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورۃ رحمن کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) اپنی ذات میں غور و فکر کر کے ہدایت حاصل کرنا (یعنی ہدایت کے اسباب بیان فرمائے)۔

(۲) صفات ایمانیہ کو بیان فرمایا۔

(۳) مسلمانوں کو ہدایت دی کہ سیدھی راہ پر جمے رہیں صبر اور استقامت کے ساتھ اور خدا کا ذکر کرتے رہیں اور رات کی عبادت میں رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مرسلات (سورۃ۷۷)

نام: آیت میں " مرسلات " کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورۃ مرسلات رکھ دیا۔

زمانہ نزول:

مضامین: (۱) ہواؤں کے ذریعہ قیامت کے دن کو سمجھایا۔

(۲) انبیاعلیہ السلام کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا تا کہ انسانوں پر حجت پوری ہو جائے۔

(۳) قیامت کے دن سے انکار کرنے والوں کو ڈرایا اور متقین کو انعامات کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو قیامت کے دن سے ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نبا (سورۃ ۷۸)

نام: سورت کی ابتدائی آیت میں " نبا" کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورت نبا رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت معارج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) قیامت کو ذکر فرمایا۔

(۲) لوگوں کے انکار اور شک کو دور کیا۔

(۳) اللہ نے اپنی طاقت اور قدرت کے ذریعہ قیامت کو ذکر فرمایا۔

(۴) متقین کے لیے انعامات کو ذکر فرمایا اور کفار و مشرکین کے لیے جہنم کے عذاب کو بیان فرمایا۔

(۵) فرشتوں کے فرائض کو بیان فرمایا۔

(۶) پچھلی قوم کے حال کو عبرت کے لیے ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نازعات (سورۃ ۷۹)

نام: نازعات کہتے ہیں کھینچ کر نکالنے والے کو مراد فرشتہ ہے۔ سورت کی ابتدا میں نازعات کا لفظ آیا اس وجہ سے سورت کا نام نازعات رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورۃ نبا کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حالت نزاع کی کیفیت کو بیان فرمایا کہ ایمان والوں کی روح سہولت سے قبض کی جاتی ہے اور کفار کی روح سختی سے۔ (۲) فرعون کی سرکشی اور اس کے دعوائے ربوبیت کا رد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکیمانہ دعوت کو ذکر کیا۔

(۳) اس سورت میں بھی کائنات کے ذریعہ قیامت کو ذکر فرمایا۔

(۴) متقین کو جنت کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ عبس (سورۃ ۸۰)

نام: عبس منہ بنانے اور تیوری چڑھانے کو کہتے ہیں۔ آیت میں عبس کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے سورت عبس نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت نجم کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تکویر (سورۃ ۸۱)

نام: تکویر لپیٹ دینے کو کہتے ہیں، آیت میں "کورت" کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت تکویر رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکی دور کا ابتدائی زمانہ ہے۔

مضامین: (۱) قیامت کے دن اور حشر کے دن کو بیان فرمایا۔

(۲) قرآن اور نبوت کی سچائی کا اعلان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انفطار (سورۃ ۸۲)

نام: انفطار پھٹ جانے کو کہتے ہیں۔ آیت میں " انفطرت" کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت انفطار رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت نازعات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) قیامت کے دن کو بیان فرمایا۔

(۲) انسان کے زندہ کیے جانے اور حساب و کتاب کو ذکر فرمایا۔

(۳) انسان پر جو انعامات اور احسانات اللہ نے فرمائے ہیں ان کو ذکر فرمایا تا کہ انسان اللہ کی ناشکری نہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مطفّفین (سورۃ ۸۳)

نام: ناپ تول میں کمی کرنے کو تطفیف کہتے ہیں۔ سورت کی ابتدا میں ویل للمطففین کا لفظ آیا اس وجہ سے اس کا نام سورت تطفیف رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت عنکبوت کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی سزا اور اس کی برائی کو بیان فرمایا۔

(۲) لوگوں کے حقوق ضائع کرنے والوں کو ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انشقاق (سورۃ ۸۴)

نام: انشقاق کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔ سورت کی ابتدا میں اذا السماء انشقت کا لفظ آیا اس وجہ سے اس کا نام سورت

انشقاق رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت انفطار کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس میں بھی قیامت کا ذکر فرمایا اور ایمان والوں کو خوش خبری سنائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بروج (سورۃ ۸۵)

نام: آیت میں " بروج" کا لفظ آیا اس وجہ سے سورت بروج نام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین: پچھلی قوموں کے واقعات کو عبرت کے طور پر ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طارق (سورۃ ۸۶)

نام: طارق رات کو آنے والے کو کہتے ہیں مراد چمکنے والا ستارہ ہے۔ آیت میں " طارق" کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورت طارق رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ کا ابتدائی دور ہے۔

مضامین: (۱) کائنات کے نظام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دعوت کو بیان فرمایا۔

(۲) قرآن کو ہدایت کی کتاب ارشاد فرمایا اور حضور ﷺ کی زندگی کو۔

(۳) اللہ نے اپنی سنت کو سمجھایا کہ ہم قوموں کو مہلت دیتے ہیں پھر ان کو ہلاک کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ اعلیٰ (سورۃ ۸۷)

نام: اعلیٰ یعنی بہت بلند، آیت میں اعلیٰ کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت اعلیٰ رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت تکویر کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)پوری سورت میں کامل دعوت کو بیان فرمایا۔

(۲)کائنات کے ذریعہ اپنی ربوبیت کو سمجھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ غاشیہ (سورۃ۸۸)

نام:ڈھانک لینے والی کو کہتے ہیں مراد قیامت ہے۔ آیت میں " غاشیہ " کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت غاشیہ رکھ دیا۔

زمانہ نزول:سورت زاریات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) قیامت کے مناظر کو بیان فرمایا ہے۔

(۲) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت کو بیان فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فجر (سورۃ۸۹)

نام: آیت میں " والفجر " کا لفظ آیا اس وجہ سے اس کا نام سورۃ فجر رکھ دیا۔

زمانہ نزول:مکہ کا ابتدائی دور ہے۔

مضامین:(۱)مال کی محبت کی برائی اور نفس کی خواہشات سے روکا۔

(۲)پچھلی قوموں کے واقعات کو عبرت کے طور پر بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بلد (سورۃ ۹۰)

نام: بلد شہر کو کہتے ہیں یہاں البلد سے مراد مکہ ہے۔ آیت میں " البلد" کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت بلد رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت ق کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) انسان کی کامیابی اور دل کا اطمینان خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی ماننے میں ہے۔

(۲) اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری کرنا۔

(۳) آخر میں امت کا داعی ہونا بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ شمس (سورۃ ۹۱)

نام: شمس سورج کو کہتے ہیں۔ آیت میں " والشمس" کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورۃ شمس رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ کا ابتدائی دور ہے۔

مضامین: کائنات کے نظام کے ذریعہ اللہ نے اپنی توحید کو سمجھایا، یعنی توحید کی دعوت دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ لیل (سورۃ ۹۲)

نام: لیل رات کو کہتے ہیں۔ آیت میں والیل کا لفظ آیا اس وجہ سے اس کا نام سورت لیل رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت اعلیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: خدا کی راہ میں نکلنے والوں کی افضلیت کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ضحیٰ (سورۃ ۹۳)

نام: الضحیٰ دن کی روشنی کو کہتے ہیں۔ آیت میں " والضحیٰ " کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورۃ ضحیٰ رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت فجر کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: حضور ﷺ کی مبارک زندگی کو بیان فرمایا امت کی ہدایت کے لیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انشراح (سورۃ ۹۴)

نام: انشراح کھولنے کو کہتے ہیں۔ آیت میں " الم نشرح " کا لفظ آیا اس وجہ سے اس کا نام سورت انشراح رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورۃ ضحیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) آپ ﷺ کی روحانی زندگی کو بیان فرمایا۔
(۲) آپ ﷺ کی ذمہ داری یعنی دعوت کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نساء (سورۃ ۴)

نام: نساء کے معنی ہیں عورتیں، چوں کہ اس سورت میں عورتوں کے احکام ہیں اس لیے اس سورت کا نام سورت نساء رکھ دیا۔

زمانہ نزول: اس سورت میں مختلف خطبے ذکر فرمائے ہیں جو غالباً ۳ھ کے آخر سے لے کر ۴ھ کے آخر تک یا ۵ھ کے شروع تک مختلف اوقات میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورۃ میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو بیان فرمایا۔
(۲) گھر کی زندگی گزارنے کے اصول بیان فرمائے۔
(۳) مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق کو بیان فرمائے۔
(۴) جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کے احکام بیان فرمائے۔
(۵) منافقین کے طرز عمل کی برائی کو بیان فرمایا۔
(۶) یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکین کے غلط عقیدوں کو بیان فرمایا۔
(۷) آخر میں توحید کی دعوت کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مائدہ (سورۃ ۵)

نام: پندرہویں رکوع میں "مائدہ" (خوان) کا لفظ آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر اس سورت کا نام "سورت مائدہ" رکھ دیا۔

زمانہ نزول: صلح حدیبیہ کے بعد ٦ھ کے آخر یا ٧ھ کے شروع میں نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں تین بڑے مضامین ذکر فرمائے:

(۱) مسلمانوں کے مذہبی، تمدنی، سیاسی زندگی کے متعلق احکام ذکر فرمائے۔

(۲) مسلمانوں کو نصیحت فرمائی اور آیندہ آنے والی آزمایشوں سے نکلنے کا طریقہ بتلایا۔

(۳) توحید کی دعوت کو ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انعام (سورۃ ٦)

نام: سورت میں "انعام" (مویشیوں) کا لفظ آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت انعام رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکی دور کے آخر میں پوری سورت ایک ساتھ نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) شرک کی برائی اور توحید کی دعوت کو ذکر فرمایا۔

(۲) آخرت کے عقیدہ کو بیان فرمایا۔

(۳) جہالت کے ان وہموں کی برائی بیان فرمائی جن میں لوگ مبتلا تھے۔

(۴)اسلامی معاشرہ کے اصول کو بیان فرمایا۔

(۵)حضور ﷺ کی دعوت کو بیان فرمایا اور اعتراض کرنے والوں کے جوابات دیے۔

(۶)رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو تسلی دی۔

(۷)منکرین اور مخالفین کو سمجھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ أعراف (سورۃ ۷)

نام: پانچویں رکوع میں اعراف والوں کا ذکر آیا ہے اس مناسبت سے اس کا نام "سورت اعراف" رکھ دیا۔(اعراف کہتے ہیں جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام کا نام ہے)

زمانہ نزول: اس سورت کا زمانہ نزول وہی ہے جو سورت انعام کا ہے۔

مضامین: (۱)حضور ﷺ کی دعوت کو ذکر فرمایا۔(۲)دعوت کے اصول کو بیان فرمایا اور دعوت کا طریقہ بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انفال (سورۃ ۸)

نام: سورت کی پہلی آیت میں انفال (غنیمت) کا لفظ آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام سورت انفال رکھ دیا۔

زمانہ نزول: غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)اس سورت میں غزوہ بدر کو ذکر فرمایا۔

(۲)اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت کو ذکر فرمایا تاکہ ایمان والوں کی نگاہ صرف خدا کی ذات عالی پر رہے۔

(۳)جنگ کے قیدیوں اور مشرکین اور یہود کو سمجھایا۔(۴)مال غنیمت کے احکام ذکر فرمائے۔

(۵)جنگ اور صلح کے اصول بیان فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ توبہ (سورۃ۹)

نام: یہ سورت دو ناموں سے مشہور ہے:(۱) "توبہ" دوسرے" براۃ" توبہ اس وجہ سے کہ اس میں ایک جگہ بعض اہل ایمان کے قصوروں کی صفائی کا ذکر ہے۔اور براۃ اس وجہ سے کہ اس میں ابتدا میں مشرکین سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے۔اس سورت کی ابتدا میں بسم اللہ نہیں لکھی جاتی اس لیے کہ ان سورتوں اور آیتوں کی ترتیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حضور ﷺ نے خود اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھوائی۔

زمانہ نزول:(۱)ابتداء سے پانچویں رکوع تک اس کا زمانہ نزول ذیقعد ۹ھ کے قریب ہے۔

(۲)رکوع ٦ کی ابتدا سے رکوع ۹ تک اس کا زمانہ نزول رجب ۹ کے قریب ہے۔

(۳)رکوع نمبر ۱۰ کی ابتدا سے سورت کے ختم تک غزوہ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی۔

مضامین:(۱)مشرکانہ رسوم کو بالکل ختم کر دیا گیا۔

(۲)خانہ کعبہ کا نظام مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا گیا۔

(۳)عرب سے باہر جماعتیں بنا کر بھیجنے کی طرف رہنمائی۔

(۴) منافقین کے ساتھ اب نرمی نہ کرنے کی ہدایت۔

(۵) ایمان والوں کو تسلی دی تاکہ ان کا ایمان اور بڑھ جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یونس (سورۃ ۱۰)

نام: دسویں رکوع میں اشارۃً حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اس لیے اس مناسبت سے اس کا نام سورت یونس رکھ دیا۔ زمانہ نزول: مکی دور کا آخر اس کا زمانہ نزول ہے۔

مضامین: اس سورت میں چند مضامین ذکر فرمائے ہیں:

(۱) توحید اور آخرت کے دلائل دیے اور اس کے متعلق جو لوگوں کا غلط عقیدہ تھا اسے دور کیا۔

(۲) قیامت اور اس کی سختی کو بیان فرمایا تاکہ انسان اپنے اعمال کو درست کرلے۔

(۳) دنیوی زندگی کے متعلق بتلایا کہ یہ امتحان کی جگہ ہے موت تک۔

(۴) کفار کی گمراہی اور برائی کو ذکر فرما کر اس سے ان کو روکا۔

(۵) حضور ﷺ کی رسالت پر جو اعتراضات کیے ان کے جوابات دیئے اس سلسلہ میں پچھلے انبیاء علیہ السلام کے قصوں کو ذکر کیا تسلی کیلئے اور ان کی قوم کے قصہ کو ذکر کیا اور ان کے انجام کو تاکہ عبرت حاصل ہو، اور آپ کی دعوت کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ہود (سورۃ ۱۱)

نام: اس سورت میں قوم عاد اور حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت ہود رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورت یونس کے دور میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین: اس سورت کے مضامین وہی ہیں جو سورت یونس کے مضامین ہیں۔ اس سورت میں وعظ نصیحت اور ڈرانا زیادہ ہے۔

(۱) دعوت کو ذکر فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی بات کو مانو۔ (۲) شرک سے روکا۔

(۳) پچھلی قوموں کے حالات کو ذکر فرمایا کہ انہوں نے اپنے رسولوں کی بات کو مانا اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دی پھر اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ (مہلت چار طرح کی ہوتی ہے) (۱) مانیں گے نہیں (۲) انکار کرینگے (۳) انبیاعلیہ السلام کا مذاق اڑائینگے (۴) انبیاعلیہ السلام کو قتل کرینگے پھر اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دیتے تھے)

(۴) قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔

(۵) آخر میں توحید کی دعوت دی اور اللہ سے مغفرت مانگنے کی تعلیم دی۔

(٦) اللہ نے اپنے عالم الغیب ہونے کو بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یوسف (سورۃ ۱۲)

نام:

زمانہ نزول: مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

مضامین: پوری سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو ذکر فرمایا دو مقصد کیلیے:

(۱) حضور ﷺ کی رسالت نبوت کا ثبوت دیا جو مشرکین نے مانگا۔

(۲) قریش کے سرداروں اور حضور ﷺ کے درمیان جو معاملہ چل رہا تھا اس پر حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصے کو چسپاں کرتے ہوئے قریش والوں کو بتایا کہ آج تم اپنے بھائی کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

(۳) نیز اس پورے قصے سے یہ بات سمجھائی کہ پچھلے انبیا علیہ السلام کا اصل دین وہی تھا جو حضرت محمد ﷺ کا ہے اور اس دین کی طرف انبیا علیہ السلام نے دعوت دی تھی جس کی طرف آج حضرت محمد ﷺ دعوت دے رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ رعد (سورۃ ۱۳)

نام: دوسرے رکوع میں " الرعد " (گرج) کا لفظ آیا اس لیے اس کا نام سورت رعد رکھ دیا۔

زمانہ نزول: مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حضور ﷺ کی دعوت کو بیان فرمایا کہ یہی حق ہے۔

(۲) توحید اور آخرت اور آپ علیہ السلام کی رسالت کو بیان فرمایا۔

(۳) ایمان لانے کے فائدے بتلائے۔

(۴)ایمان والوں کو جو برسوں کی طویل اور سخت محنت سے تھکے ہوئے تھے اور اللہ کی غیبی مدد کے انتظار میں تھے ان کو تسلی دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ابراہیم (سورۃ ۱۴)

نام: چھٹے رکوع کی آیت واذ قال ابراہیم رب اجعل۔۔۔الآیۃ سے اس سورت کا نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت رعد کے قریب زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: جو لوگ حضور ﷺ کی دعوت سے انکار کر رہے تھے اور آپ علیہ السلام کی دعوت کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہے تھے ان کو سمجھایا اور ڈرایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حجر (سورۃ ۱۵)

نام: چھٹے رکوع کی آیۃ ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین۔۔۔الآیۃ سے اس کا نام لیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت ابراہیم کے زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) کفار و مشرکین کو ڈرایا۔(۲) آپ ﷺ کو تسلی دی اور ہمت دلائی دعوت کے کام پر ۔(۳)توحید کے دلائل دیئے۔(۴)حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے قصہ کو نصیحت کے طور پر ذکر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نحل (سورۃ ۱۶)

نام: آیت میں " نحل " (شہد کی مکھی) کا ذکر آیا ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت نحل رکھ دیا۔

زمانہ نزول: حبشہ کی ہجرت کے بعد مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) اللہ نے اپنی کائنات کی نشانیوں کے ذریعہ توحید کو سمجھایا اور شرک کی برائی کو بیان فرمایا۔

(۲) منکرین کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔

(۳) اسلام کے روحانی اور جسمانی فوائد بیان فرمائے۔

(۴) حضور ﷺ اور صحابہ کرام کو تسلی دی اور ہمت بڑھائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بنی اسرآئیل (سورۃ ۱۷)

نام: پہلے رکوع میں " بنی اسرائیل " کا لفظ آیا ہے اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام سورت بنی اسرائیل رکھ دیا۔

زمانہ نزول: ہجرت سے ایک سال پہلے معراج کے موقع پر نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) کفار کو تنبیہ ہے کہ بنی اسرائیل سے عبرت حاصل کرو اور بنی اسرائیل کو موقع دیا جارہا ہے کہ جو سزائیں مل چکی ہیں ان سے عبرت حاصل کرو۔

(۲) قرآن کے حق ہونے کی واضح دلیل دی گئی ہے۔

(۳)واضح طور پر بتادیا کہ جس معاشرہ کو آپ ﷺ بنانا چاہتے ہیں اس کا خاکہ یہ ہے۔
(۴) آپ ﷺ پورے صبر اور استقامت کے ساتھ دعوت کے کام میں لگے رہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کرائی تاکہ آپ پورے یقین کے ساتھ دعوت دیں، اور اس معراج میں نماز ملی تاکہ اصلاحِ نفس ہوسکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ کہف (سورۃ ۱۸)

نام: پہلے رکوع میں ”کہف“ (غار) کا لفظ آیا اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام سورت کہف رکھ دیا۔
زمانہ نزول: حبشہ کی ہجرت سے پہلے مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔
مضامین: (۱) یہ سورت مشرکین مکہ کے تین سوالات کے جواب میں نازل ہوئی۔
(۲) اس قصہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعہ توحید کی دعوت دی۔ (۳) اس قصہ سے مسلمانوں کو تسلی دی۔
(۴) ذوالقرنین کے قصہ کے ذریعہ سرداران مشرکین کو سمجھایا کہ تم اپنے سردار ہونے پر اکڑتے ہو جبکہ ذوالقرنین اتنا بڑا بادشاہ تھا پھر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزاری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مریم (سورۃ ۱۹)

نام:اس سورت میں " واذکر فی الکتاب مریم "کا لفظ آیا ہے اس لیے اس کا نام سورت مریم رکھ دیا۔

زمانہ نزول: حبشہ کی ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) کفار و مشرکین کے ظلم و ستم کی وجہ سے مسلمانوں نے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

(۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو ذکر فرمایا اور تمام مسلمانوں کو سمجھایا کہ دین پر جمے رہیں اور ذرہ برابر کسی کی پرواہ نہ کریں۔

(۳) دین کی دعوت کا فریضہ اس کو بھی ادا کرتے رہیں۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کو ذکر فرمایا کہ مسلمانوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات بھی ایسے ہی تھے وہ بھی اپنے باپ دادا خاندان اور اپنے ملک والوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طٰہٰ (سورۃ ۲۰)

نام:اس سورت کی ابتداء لفظ " طٰہٰ " سے ہوئی ہے اس لیے علامت کے طور پر اس کا نام طٰہٰ رکھ دیا۔

زمانہ نزول: سورۃ مریم کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو ذکر فرمایا اور کفار کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے نبوت عطا فرما دیتے ہیں اور اس کے لیے اعلان یا شور شرابہ نہیں کیا جاتا بلکہ خاموشی سے نبوت دے دیتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی۔

(۲) پھر کفار کو بتلایا کہ حضرت محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ﷺ اور نبی ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔

(۳) جو دین حضور ﷺ پیش کر رہے ہیں وہی دین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ سجدہ (سورۃ ۳۲)

نام: پندرہویں آیت میں سجدہ کا مضمون آیا ہے اسی کو سورت کا عنوان قرار دے دیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: مکہ کے متوسط دور کا ابتدائی زمانہ اس سورت کا زمانۂ نزول معلوم ہوتا ہے۔

مضامین: اس سورت میں توحید، آخرت اور رسالت کے متعلق لوگوں کے شبہات کو دور کر کے ان تینوں حقیقتوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں آثار کائنات کی شہادتیں بھی پیش کی گئی ہیں اور عقلی دلائل بھی دیئے گئے۔ ساتھ ہی عالم آخرت کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے اور ایمان کے اثرات اور کفر کے نتائج بیان کر کے ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ بُرا انجام سامنے آنے سے پہلے کفر و شرک کو چھوڑ دیں اور قرآنی تعلیم کو قبول کر لیں جس میں ان ہی کا بھلا ہے۔ پھر اللہ کی رحمت کا تذکرہ ہے کہ وہ یکایک اور فیصلہ کن عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ہوشیار کرنے کے لیے پہلے چھوٹی چھوٹی آفتیں بھیجتا رہتا ہے، تاکہ تنبیہ ہو اور لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ ساتھ ہی یہ بتانے کے لیے کہ اللہ کی جانب سے کتاب کا نازل کیا جانا یہ پہلا اور انوکھا واقعہ ہی نہیں، اس سے پیشتر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی تو کتاب نازل ہوئی تھی جسے منکرین قرآن جانتے ہیں، پھر قرآن اور اس کے نزول پر اس طرح کیوں کان کھڑے کر رہے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ حق اور فرعون کے انکار اور انجام کی سرگذشت کا اجمالی تذکرہ ہے۔

اسی ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کے ساتھ بھی اگر منکرین نے وہی رویہ رکھا جو فرعون اور اس کے متبعین کا رسالتِ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا تو وہی کچھ ہو گا جو موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہو چکا ہے۔ نیز یہ کہ اب امامت و پیشوائی ان ہی کو نصیب ہو گی جو قرآن کو مان کر اس کے مطابق زندگی سنواریں گے، اس کو رد کر دینے والوں کے لیے ناکامی مقدر ہو چکی ہے۔ پھر کفار مکہ سے کہا گیا ہے کہ اپنے تجارتی سفر کے دوران تم جن گذشتہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں پر سے گزرتے ہو، ان کا انجام دیکھ لو کیا یہی انجام تم اپنے لئے پسند کرتے ہو؟

رکوع ۱: اس رکوع میں پہلے تو بتایا ہے کہ یہ قرآن بلاشبہ اللہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کا گھڑا ہوا ہے وہ جھوٹ ہے۔ پھر بتایا ہے کہ یہ قرآن کس اللہ کا نازل کیا ہوا ہے اس اللہ کا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، جس کے علاوہ انسانوں کا کوئی کارساز نہیں، آسمان سے لے کر زمین تک کی تدبیر و انتظام کرتا ہے، جس نے انسان کو مٹی سے بنایا اسے اچھی شکل وصورت عطا فرمائی، اسے حواس ظاہری و باطنی سے نوازا، اس کے باوجود لوگ ان ہی کانوں، آنکھوں اور دلوں سے خدا کی نافرمانی کی خدمتیں لیتے ہیں، اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مٹی میں مل جانے کے بعد بھلا دوبارہ کس طرح زندہ اُٹھائے جائیں گے؟ جواب دیا گیا کہ گھبراؤ نہیں موت آئے گی اور پھر دیکھ لو گے کہ کس طرح اللہ کے حضور پیش کئے جاتے ہو۔

رکوع ۲: اس رکوع میں پہلے تو بتایا ہے کہ قیامت کے دن جب مجرمین سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے کہ پروردگار! ہم نے دیکھ لیا، اور سن لیا ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ ہم عمل صالح کریں، اب ہم کو قیامت کا یقین آگیا، لیکن ان کو جواب ملے گا کہ اب اس کا کیا موقع؟ (ایمان اسی وقت تک معتبر تھا جب تک غیب تھا اب تو فیصلہ کا وقت ہے لہٰذا) اب اس دن کو بھولے بیٹھنے کا مزہ چکھو۔ اس کے بعد بتایا ہے کہ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ جب ان میں

آیات الٰہی کے ذریعہ تذکیر کی جاتی ہے تو وہ سجدوں میں گر پڑتے ہیں اور اللہ کی تسبیح وحمد کرتے ہیں تکبر نہیں کرتے (یہاں پر سجدۂ تلاوت ہے) رات کے وقت جن کے پہلو بستر سے آشنا نہیں ہوتے، یعنی تہجد اور ذکر الٰہی میں رات بسر کرتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں اللہ کا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں۔ پھر اہل جنت اور اہل جہنم کا مقابلہ کیا ہے کہ قیامت کے دن دونوں کے ساتھ کیسے کچھ معاملے پیش آئیں گے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جس ہستی نے تورات نازل کی تھی اُسی نے قرآن نازل کیا ہے جس کو ہماری نشانیاں دکھائی گئیں اور اس نے اعراض کیا اُس سے بڑا ظالم کون ہے؟ ہم اس سے انتقام لیں گے۔ اس میں شک وشبہ نہ رہنا چاہیے، پھر بتایا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ دین کے پیشوا ہوئے، جو لوگوں کو ہدایت کرتے اور لوگوں کی سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ پھر کہا ہے کہ سارے اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جائے گا، اور جو منکرین پوچھتے ہیں کہ فیصلوں کا وہ دن کب آئے گا تو اے رسول ﷺ! اُن سے کہدیجئے کہ جب آئے گا تو پھر اُس وقت کافروں کا ایمان ان کے کسی کام نہ آئے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ احزاب (سورۃ ۳۳)

نام: آیت ۲۰ وَاِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: اس سورت کے مضامین تین اہم واقعات سے بحث کرتے ہیں: غزوۂ احزاب (شوال ۵ھ) غزوۂ بنی قریظہ (ذی القعدہ ۵ھ) اور تیسرے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کا نکاح جو اسی ماہ (ذی القعدہ ۵ءھ) میں ہوا، ان تاریخی واقعات سے اس سورت کا زمانہ نزول ٹھیک متعین ہو جاتا

ہے۔ **مضامین**: جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ اس سورت میں تین واقعات پر بحث کی گئی ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں یہ امور بتائے گئے ہیں۔

(۱) متبنّٰی کے بارے میں جاہلیت کے تصورات اور اوہام، اگر یہ آخری نبی نہ توڑیں تو پھر سلسلہ نبوت کے بند ہو جانے اور تکمیل دین کے بعد کون سا نبی آئے گا جو ان تصورات و اوہام کو توڑ دیں۔

(۲) رکوع ۲، ۳ میں غزوۂ احزاب اور غزوۂ بنی قریظہ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۳) ازواج نبی ﷺ نہایت تنگی اور عسرت کی زندگی بسر کر رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا ہے کہ دنیا اور اس کی زینت اور خدا اور سول ﷺ اور آخرت میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں اور تاریخ گواہ ہے کہ ازواج مطہرات نے فوراً خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کو منتخب کر لیا۔

(۴) ازواج مطہرات کے توسط سے مسلمان عورتوں کو جاہلیت کی بے حیائیوں سے پرہیز کرنے کا سبق دیا گیا ہے، وقار کے ساتھ گھر میں بیٹھنے اور غیر مردوں سے بات چیت کرنے میں سخت احتیاط ملحوظ رکھنے کی تعلیم ہے۔

(۵) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کے نکاح کے سلسلہ میں مخالفین کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

(۶) طلاق کے قانون کی ایک دفعہ بیان ہوئی ہے۔

(۷) حضور ﷺ کے لیے نکاح کا خاص ضابطہ بیان ہوا ہے جس میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ حضور ﷺ ان متعدد پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو ازدواجی زندگی کے معاملہ میں عام لوگوں پر عائد کی گئی ہیں۔

(۸) حضور ﷺ پر یہ پابندی کہ اب آپ ﷺ مزید کوئی نکاح نہیں کرسکتے اور نہ موجودہ ازواج مطہرات میں سے کسی کو چھوڑ کر ان کے عوض دوسرا نکاح کرسکتے ہیں۔ اس دفعہ میں آپ ﷺ کے حق میں ۹ ازواج کے مشروع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(۹) ازواج مطہرات مسلمانوں کے لیے بمنزلہ ماؤں کے ہیں، حضور ﷺ کے بعد ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

(۱۰) مسلمان عورتوں کے لیے باہر نکلنے کے وقت پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱۱) حضور ﷺ کے گھروں میں غیر مردوں کی آمدورفت پر پابندی اور حضور ﷺ سے ملاقات اور دعوت کا ضابطہ۔

(۱۲) اُن افواہ بازی کی اُس مہم پر سخت زجر و توبیخ کی گئی ہے جو منافقین نے برپا کررکھی تھی۔

(۱۳) اتباع رسول ﷺ اور اُسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کا سبق۔

نوٹ: احزاب # حزب # کی جمع ہے، حزب جماعت کو کہتے ہیں۔ اسلام کی مخالفت میں متعدد جماعتوں نے متحدہ محاذ بنا کر مدینہ پر چڑھائی کی تھی اس لئے اس غزوہ کو غزوہ احزاب کہتے ہیں اور اس غزوہ کے موقع پر حفاظت کے خیال سے مدینہ کے اُن اطراف میں خندق کھودی گئی تھی جدھر سے دشمنوں کے آنے کا راستہ تھا، اس بناء پر اُس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔

رکوع ۱: اس رکوع میں پہلے تو حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے توسط سے تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے، اور یہ کہ کفار و مشرکین کی باتوں میں نہ آنا چاہیے بلکہ قرآن کی اتباع اور اللہ ہی پر توکّل کرنا چاہیے۔ پھر بتایا ہے کہ جس طرح انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے اسی طرح ایک شخص کی دو سگی مائیں یا دو سگے باپ نہیں ہوسکتے، لہٰذا جس لڑکے یا لڑکی کو متبنّٰی (لے پالک) کہا جاتا ہے وہ حقیقی بیٹا یا بیٹی نہیں بن جاتے، کیوں کہ اس کی سگی ماں اور سگا باپ تو موجود ہے، پھر دوسری سگی ماں یا سگا باپ کس طرح ہوسکتا ہے؟ (یہ

تمہید تو آگے ایک واقعہ سے متعلق ہے لیکن یہاں ایک لطیف اشارہ بھی ہے وہ یہ کہ ایک خالق اور رازق کے ساتھ ساتھ دوسرا خالق ورازق کیسے ہو سکتا ہے، یعنی دو خدا نہیں ہو سکتے) جس طرح دو سگی ماں یا دو سگے باپ نہیں ہو سکتے پھر بتایا ہے کہ حضور ﷺ کی حیثیت مسلمانوں کے لیے ان کے باپ ماں اور خود مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ مقدم ہے اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور ماؤں کی طرح محرمات میں سے ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ قیامت کے دن ہر نبی اپنی امت کے لیے سچی گواہی دینے کے لیے پیش ہو گا یہ عہد ہر نبی سے لیا گیا ہے۔ اے رسول ﷺ! آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ سے بھی۔

رکوع ۲: اس رکوع میں غزوۂ خندق (یا جنگ احزاب) کا ذکر ہے کہ مکہ کے کافر، اور مدینے سے نکالے ہوئے یہود اور ان کے حمایتی سب کے سب مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ بزدل منافق موت سے ڈر ڈر کر ہر طرح کی باتیں بنا رہے تھے، انہیں بتایا گیا کہ لڑائی میں موت سے ڈر کر بھاگنا فائدہ مند نہیں موت ہر جگہ آسکتی ہے، اور زندہ بھی ہے تو یہی چند سال۔ اور اللہ تعالیٰ اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کون بچا سکتا ہے، اس طرح منافقین کی دلی کیفیت اور ان کی چالبازیوں کو آشکارا کیا گیا ہے اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا جو کردار رہا ہے وہ اگلے رکوع میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس رکوع میں اس جنگ کے موقع پر اللہ کی اس مدد اور کارسازی کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے کہ اللہ کی اس رحمت کو یاد کرو جب کافروں نے متحدہ محاذ بنایا تھا اور اللہ نے سخت اور تیز ہوا بھیج دی تھی (سخت سردیوں کے دن تھے، بیس دن تک یہ متحدہ محاذ مدینہ کا محاصرہ کئے جمارہا تھا، درمیان میں چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہی تھیں کہ اچانک ایک رات نہایت سخت ٹھنڈی ہوا چلی، دشمنوں کے خیمے اُکھڑ گئے، برف میں بجھی ہوئی ان ہواؤں سے کپکپاتے ہوئے سارے دشمن بھاگ کھڑے ہوئے)۔

رکوع ۳: اس رکوع میں سب سے پہلے تو اُسوۂ رسول ﷺ کو پیروی کا سبق دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی آخرت بنانا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ رسول ﷺ کے اسوہ و سنت کی بے چون وچرا پیروی کریں۔ پھر بتایا ہے کہ دشمنوں کے اُس متحدہ محاذ کو دیکھ کر مومنین (جو جہاد کے ارمان رکھتے ہیں) بولے کہ یہ ہے وہ وقت جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ کیا تھا، اور ان مومنوں کے ایمان تر و تازہ ہو گئے، اللہ کے سامنے تسلیم ورضا کا جذبہ بڑھ گیا۔ (یہودیوں کے دو مشہور قبیلے بنو نضیر اور بنو قریظہ نے بھی مشرکوں کی امداد کی تھی اس لیے ان کی سرکوبی کے لیے حضور ﷺ اسی حالت میں چل پڑے اور لوگوں کو نماز بھی محلہ بنو قریظہ میں پڑھنے کا حکم دیا، یہودی قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے، آخر صلح کے خواہاں ہوئے، اور اہل کتاب کی اپنی ہی طے شدہ بات کی رو سے ان کو جلاوطن کیا گیا، اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس رکوع میں کہا گیا ہے کہ جن لوگوں نے مشرکین کی مدد کی تھی ان کو مسلمانوں نے اللہ کی مدد سے قلعوں سے نیچے اتارا اور اللہ نے ان کے گھر بار کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

رکوع ۴: رکوع کے اس حصہ میں ازواج مطہرات کے متعلق کہا گیا ہے کہ دنیاوی جاہ وجلال تو چند روزہ چیزیں ہیں، اب اگر ان فانی چیزوں کی وہ طالب ہیں تو اے رسول ﷺ! ان سے کہو کہ آؤ تمہیں کچھ مال اسباب دے دلا کر بحسن وخوبی رخصت کر دیا جائے۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور آخرت کی دلدادہ ہوں تو تمہارا اجر عند اللہ محفوظ ہے) (ہر ایک کو مال غنیمت ملتا اور لوگ مالدار ہو رہے تھے آپ ﷺ کی ازواج کو بھی کچھ احساس ہونے لگا تھا اور انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ مطالبات کئے تو رسول ﷺ کی زبانی اُن سے کہا گیا: قُلْ لِاَ زواجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاوَ زِیْنَتَھاَ فَتَعَالَیْنَ اُمَتّعکُنَّ وَ اُسَرِ حْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلاً (یہ سن کر ساری ازواج مطہرات بلا استثنا فوراً پکار اٹھی تھیں کہ ہمیں دنیوی مال و دولت اور آرائشیں نہیں چاہیئے ہم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طالب ہیں) اس رکوع میں ازواجِ مطہرات کو اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر

وں میں رہا کریں، جاہلیت کے زمانے کی طرح فضول مٹر گشتی نہ کیا کریں، نماز اور زکوٰۃ پر کاربند رہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گذار رہیں۔ گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور رسول ﷺ کے ارشادات سنتی رہیں انہیں یاد رکھیں اور ان کی تلاوت کرتی رہیں۔

رکوع ۵: اس رکوع میں پہلے تو ان مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ کی مغفرت اور قیامت میں بڑے اجر کی بشارت دی گئی ہے جن میں یہ خوبیاں ہیں: جو مرد یا عورت اللہ پر پختہ ایمان رکھے اور اللہ کے اطاعت گذار ہوں۔ جو مرد یا عورت قول میں سچے ہوں۔ راہِ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں کو صبر و ثابت قدمی سے جو مرد یا عورت برداشت کریں جو مرد اور عورت اللہ سے ڈرنے والے ہوں جو مرد اور عورت صدقہ خیرات کرتے

رہتے ہوں۔ # جو مرد اور عورت روزہ کے پابند ہوں۔ # جو مرد اور عورت زنا سے دور رہیں۔ # اور جو ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں۔ # پھر اس رکوع میں یہ تعلیم دی ہے کہ کسی مومن مرد یا کسی مومن عورت کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مل جانے کے بعد پھر اسکے کرنے یا نہ کرنے میں اپنا اختیار سمجھے۔ اس کے بعد اس رکوع میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ نے جاہلیت کی ایک رسم کو پسند نہیں کیا، اور اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ اس کا قلع قمع کیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے متبنیٰ تھے، آپ ﷺ نے ان سے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا تھا۔ دونوں کے مزاج مختلف تھے اس لیے شکر رنجی رہا کرتی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق دینی چاہی، حضور ﷺ نے انہیں روکا، وہ رک گئے اور نباہ کے لیے مزید کوششیں شروع کیں، لیکن جب پھر بھی نباہ نہ ہو سکا تو انہوں نے طلاق دیدی۔ دوسری طرف جاہلیت کے زمانے سے یہ بات چلی آرہی تھی کہ لے پالک کی بیوی سگی بہو تصور کی جاتی اس لیے حضور ﷺ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے سے جھجھک محسوس کر رہے تھے کہ

لوگ طعنے دیں گے کہ بہو سے نکاح کر لیا، چنانچہ اللہ نے اعلان کیا کہ حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ رسول ہیں جن پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور لے پالک کے متعلق پہلے رکوع میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ آدمی لے پالک کا سگا باپ نہیں بن جاتا۔ اس طرح حضور ﷺ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے باپ نہیں ہیں کہ ان کی وہ بیوی جن کو انہوں نے طلاق دے دی ہے بہو ہو تیں، اس لیے اللہ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں اور جاہل بت کی رسم توڑ کر اسلام کی تعلیم عملی طور پر بتا دیں ورنہ اب نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے ۔ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی تو آنے والا ہے نہیں جس کے ذریعہ اس جاہل رسم کو مٹایا جائے گا۔

رکوع ۶: اس رکوع میں پہلے تو مسلمانوں کو ذکر الٰہی اور صبح و شام تسبیح الٰہی کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیکی کرنے والوں کو خوش خبری دینے اور بدکاروں کو بُرے انجام سے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے ہیں، اور قیامت میں وہ لوگوں پر گواہی دیں گے اس کے بعد طلاق سے متعلق چند خصوصیتیں بیان کی گئی ہیں مثلاً کوئی مومن عورت جو بغیر مہر کے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں دیدے تو وہ آپ ﷺ کے لیے مباح ہے، لیکن امت کے لیے نکاح بغیر مہر کے ناجائز ہے۔ پھر حضور ﷺ کو مزید نکاح سے روکا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی کہ کسی بیوی کو چھوڑ کر اس کی جگہ دوسرا نکاح نہ فرمائیں۔

رکوع ۷: اس رکوع میں مسلمانوں کو ایسی باتوں سے روکا گیا ہے جس سے حضور ﷺ کو زحمت یا تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً کھانے پر بلائے جائیں تو آپ ﷺ کی گفتگو کے شوق میں دیر تک بیٹھے نہ رہیں کیونکہ آپ ﷺ کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور لوگ بیٹھے رہتے تھے، پھر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح کرنا مسلمانوں کے لیے قطعی حرام ہے۔ پھر ازواج مطہرات کو پردہ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے کہ باپوں، بھتیجوں، بھانجوں وغیرہ ذی محرم کے سوا کسی

اور کے سامنے نہ آئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو حضور ﷺ پر درود بھیجنے کی ہدایت ہے۔ رکوع ۸: اس رکوع میں پہلے تو مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم ہے پھر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور سرکشی کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی گئی ہے کہ وہ قیامت کے دن جب اوندھے منہ گرائے جائیں گے تو کہیں گے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی۔ پھر ایسے لوگ یہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا جس کے نتیجے میں انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا اور اب انہیں دوگنا عذاب دے۔

رکوع ۹: اس رکوع میں بھی مسلمانوں کو ایسی باتوں سے روکا گیا ہے جس سے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے، پھر مسلمانوں کو سیدھی اور حق بات کہنے کی تعلیم دی گئی ہے، پھر ایمان اور عمل صالح کے بدلے میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، پھر اُس کے بعد امانت الٰہی (یعنی خلافت) کا تذکرہ ہے جسے انسان نے اٹھانے کی ذمہ داری لی اور جس کا بوجھ اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑ تھرا گئے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ سَبا (سورۃ ۳۴)

نام: دوسرے رکوع کی آیت لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ (قوم سبا کے لیے ان کی سکونت کی جگہ میں ایک نشانی تھی) سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: یہ سورت بھی مکی دور کے تقریباً درمیانی زمانے کی ہے سورت لقمان کے بعد اس کا نزول ہوا۔

مضامین: اس میں قیامت اور خدائی فیصلوں کے اٹل ہونے کو مختلف انداز سے سمجھایا ہے۔ چنانچہ پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ انسان بلا مقصد نہیں پیدا کیا گیا ہے، وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے اور یہ جواب دہی قیامت میں ہوگی، عالم الغیب کے علم سے بھاگ کر یہ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جس کا بدلہ اس کے سامنے نہ آئے،

نیز یہ کہ قوموں کے عروج وزوال میں مادی اسباب اور طاقت کی فیصلہ کن حیثیت نہیں ہوتی، بلکہ اخلاقی بلندیاں عروج کی ضامن ہوتی ہیں، مادی وسائل صرف ذریعہ ہیں عروج کی علت نہیں۔ پھر اس کے ثبوت کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت بنی اسرائیل کے غلبہ کا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے زوال کا ذکر کیا ہے۔ نیز قوم سبا کا تذکرہ ہے کہ اللہ نے اس پر انعامات کئے تھے لیکن اس قوم نے ناشکری کی، نتیجہ میں ان سے وہ سب انعامات سلب کر لئے گئے۔ پھر بتایا ہے کہ مومنوں کو بہر حال منکرین حق پر فتح حاصل ہو کر رہے گی، اس سلسلہ میں بتایا ہے کہ مخالفینِ حق دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جن کی سرداری پر حق سے ضرب پڑتی ہے وہ مخالفت کرتے ہیں، اور دوسروں کو اکساتے ہیں اور دوسرے بے سوچے سمجھے ان کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ پھر بتایا ہے کہ کثرت مال اور دنیوی آرزوئیں قابلِ فخر چیزیں نہیں یہ خدا سے غافل بناتی ہیں گذشتہ قوموں کو یہ نعمتیں ملیں، مگر انھوں نے قدر اور شکر گزاری نہ کی جبکہ یہ قریش ان کے مقابلہ میں مال و دولت اور دنیوی ساز و سامان کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے جب ان کا یہ حال ہوا تو ان کا شمار کیا ہے؟ پھر اخیر میں بتایا ہے کہ حق کا آنا بے فائدہ نہیں، یہ غالب آ کر رہے گا۔ ساتھ ہی اس رکوع میں منکرین کے شبہات کو جابجا دور کیا گیا ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کے خالق، مالک اور عالم الغیب ہونے کا ذکر ہے، اس کے بعد قیامت کے واقع ہونے کا بیان ہے، پھر منکرین قیامت کے خیالات کی تردید کی گئی ہے اور انکار کرنے والوں کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو کمالات اور محاسن عطا فرمائے گئے تھے ان کا ذکر ہے اور قوم سبا کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی نعمتوں اور خوشحالی سے نوازا، مگر انھوں نے نافرمانی کی اور شکر گذاری کرنے کے بجائے خدا سے بغاوت کرنے لگے تو پہلے اللہ

تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی پھر جب وہ نہ مانے تو ایک زبردست سیلاب آیا اور ان کے تمام باغات اور کھیتوں کو بہا کر لے گیا اور بدبو دار درخت رہ گئے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں شرک کی برائیاں بیان کی گئی ہیں کہ مشرکین جن کو پوجتے ہیں ان کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی ذرہ برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ وہ مشرکین کے درمیان اعلان کر دیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اکھٹا کرے گا پھر صحیح فیصلہ کر کے بتادے گا مجرم کون ہے؟

رکوع ۴: اس رکوع میں بھی قیامت کا ایک منظر بیان کیا گیا ہے کہ جب کافروں کے سردار اور ان کے ماتحت میدان میں جمع ہونگے تو ماتحت سرداروں سے کہیں گے۔ ''اگر تم نہ ہوتے تو آج ہم مومن ہوتے، تمہیں نے ہمیں گمراہ کیا تھا''۔ ادھر سردار جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں سیدھی راہ سے زبردستی روکا تھا۔ جب تمہیں ہدایت آگئی تھی تو تم اس حق کو اختیار کر سکتے تھے، دراصل ہم مجرم نہیں تم ہی مجرم ہو۔ وہ سرداروں کو جواب دیں گے کہ شب وروز تمہاری فریب دہی ہمیں مجبور کرتی تھی کہ ہم کفر کریں اور اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔ اس تذکرہ کے بعد ایک بار پھر گذشتہ قوموں کے انکار و سرکشی اور انجام کار ان کی تباہی وہلاکت کا مجملاً تذکرہ ہے۔

رکوع ۵: اس رکوع میں پہلے تو قیامت میں دنیاوی ساز و سامان کے کچھ کام نہ آنے اور ایمان و عمل صالح کے کام آنے کا بیان ہے۔ پھر شرک کی برائیوں کا بیان اور مشرکوں کے اس وہم کی تردید ہے کہ تمہارے یہ شرکانہ خدا کے یہاں تمہاری سفارش کے کام آئیں گے اور نہ تمہیں کوئی نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر ہیں ۔ پھر قرآن اور رسولِ کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ منکرین جیسی کچھ باتیں کر کے تکذیب کر رہے ہیں، پہلے کی قوموں نے بھی اپنے رسول اور اللہ کی آیتوں کی اسی طرح تکذیب کی تھی اور

منکرین قرآن کو تو گذشتہ ان قوموں کا دسواں حصہ بھی دنیاوی مال واسباب کا نہیں ملا ہے، اور جب وہ تباہ کردی گئیں تو یہ کس شمار میں ہیں؟

رکوع ٦: کفار و مشرکین • رسول اللہ ﷺ کو دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ نعوذ باللہ! دیوانہ بھی کہتے تھے، اس رکوع میں ایسے احمقوں سے کہا گیا ہے کہ ایک ایک دو دو کرکے آؤ اور آپس میں بیٹھ کر خود ہی فیصلہ کرلو کہ جو شخص ایسی اچھی باتیں بتائے پچھلے لوگوں کے حالات تمہیں سنا کر ان سے عبرت و نصیحت دلائے اور آیندہ والے عذاب سے تمہیں آگاہ کرکے تمہیں اس سے بچانے کے لیے سر توڑ کوشش کرے اور تمہارے مذاق اُڑانے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کے باوجود اپنی تبلیغ و نصیحت نہ چھوڑے کیا وہ دیوانہ ہوسکتا ہے؟ پھر کافروں کی اس حالت کا نقشہ کھینچا ہے کہ جب حشر کے دن سب لوگ بدحواس پھر رہے ہوں گے، تو کافر کہیں گے۔" اب ہم ایمان لائے" مگر اس دن کا ایمان کیا قدر و قیمت رکھے گا؟ وہ جہنم کے حوالہ کئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فاطر (سورۃ ٣٥)

نام: سورۃ فاطر کی ابتدا ہی ہوتی ہے اس فقرہ سے "الحمدُ اللہ فاطر السموات والارض"۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے آسمان و زمین بنائے (ساری تعریفیں اُس اللہ ہی کے لیے زیبا ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے) اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ فرقان کے بعد اس کا نزول ہوا۔

مضامین: اس سورت میں اس کائنات کے ساتھ انسان کے تعلق کی نوعیت سمجھاتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انسان بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے اور نہ ایسا ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں میں بالکل آزاد ہے اُس سے کبھی کوئی باز پرس نہ ہوگی بلکہ خلافت ارضی وہ غرض ہے جس کی خاطر انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔ اس خلافتِ ارضی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے سامان بھی فراہم کئے جاتے، جس طرح اُس کی جسمانی پرورش اور تربیت کے لیے دنیا میں بیشمار سامان پیدا کئے گئے ہیں، اسی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے نبوت ورسالت کا سلسلہ قائم کیا گیا، اور کتابیں نازل کی گئیں۔ اسی سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی رسالت محمدیہ ﷺ ہے اور قرآن ان ہی آسمانی کتابوں میں سے ہے، عقل وبصیرت والے زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے بیشمار آثار سے توحید کا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ نعمتیں جو اللہ نے دے رکھی ہیں ان کی ناشکری کر کے کفر و سرکشی انسان کا شیوہ نہ ہونا چاہیے، مزید برآں انسانوں کو یہ قرآن اور رسالتِ محمدی ﷺ کی یہ عظیم نعمتیں ملیں۔ پھر بھی انسان اعراض و سرکشی کرتا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں، پہلے بھی انبیاء علیہ السلام کی تکذیب ہوتی رہی ہے اور اتمامِ حجت کے بعد بہر حال حق غالب آیا ہے، اب بھی یہی ہوگا، یہ سنّت اللہ ہے کہ سرکشی پر فوراً گرفت نہیں ہوتی، مہلت ملتی ہے، مہلت سے فائدہ اٹھایا تو پھر نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

رکوع ۱: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان کو پیدا کرنے اور فرشتوں کے بنانے کے تذکرہ کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر رحمت کے دروازے کھولنا چاہے اُسے اس ارادہ سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا، اور جس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دے تو کوئی بھی اس کے بعد اُس پر رحم نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ نے اپنی شان بیان کی ہے کہ میں ہوں جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق دیتا ہوں، پھر تم کہاں کہاں بہک رہے ہو کہ میرے انعامات کی ناشکری کرتے ہو۔ پھر اخیر میں شیطان کی چال بازیوں سے اپنے آپ

کو بچائے رکھنے کا سبق دیا گیا ہے، کیونکہ وہ انسان کا دشمن ہے، اور دشمن سے انسان کو محتاط و ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ اور اخیر میں ایمان و عمل صالح کے صلہ میں اللہ کی مغفرت اور انعامات ملنے کی بشارت ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں پہلے تو یہ سمجھایا گیا ہے کہ بُرے کاموں کو خوشنما سمجھنے سے حقیقت میں وہ بہتر اور خوشنما نہیں ہو جاتے، پھر یہ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کتنے شفیق و مہربان ہیں کہ لوگوں کی گمراہیوں پر آپ ﷺ کو اس قدر دکھ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کہیں اپنی جان نہ دے دیں، پھر اللہ تعالیٰ کی چند قدرتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مشرکین کے گھڑے ہوئے شرکا کی بے بسی کا حال بتایا ہے، اور یہ سب اس لئے کہ انسان دنیا میں اپنی حیثیت پہچانے اور توحید کا یقین پیدا کرے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ سارا عالم خدا کا محتاج ہے، اور اللہ بے نیاز ہے اسے کسی کی پروا نہیں، وہ اگر چاہے تو لوگوں کی ناشکری پر ان کو دنیا سے نیست و نابود کر دے اور ان کی جگہ دوسری مخلوق لا بسائے جو ان کی طرح ناشکر گذار اور نافرمان نہ ہو، مگر وہ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان و رحیم ہے، اس لئے وہ بار بار تنبیہ فرماتا ہے اور عذاب سے ڈراتا ہے اور پہلے لوگوں کی سرگذشت کو بطور عبرت کے بیان کرتا ہے تاکہ لوگ نافرمانیوں سے بچیں۔ پھر عیسائیت کے عقیدہ کفریہ کی تردید کی خاطر یہ بتایا گیا ہے کہ گناہوں کا بوجھ وہی اٹھائے گا جس نے گناہ کیا ہے، اور اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کوئی کسی کو بلائے گا تو اس پر اس کا ذرہ بھر بوجھ نہ ڈالا جائے گا اگرچہ وہ اس کا قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ روشنی اور تاریکی، بینائی اور نابینائی برابر نہیں ہو سکتے تو پھر ایمان جو نور ہے اور کفر جو تاریکی ہے۔ مومن جو بینا ہے اور منکر جو نابینا ہے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

رکوع ۴: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کارسازیاں بیان کرتے ہوئے خدا کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتے رہنے والوں کو بڑے انعامات کا وعدہ فرمایا ہے، اور ان کی خیرات کی مثال ایسی تجارت سے دی ہے جس میں کسی طرح کے نقصان کا کبھی خطرہ ہی نہیں۔ پھر اہل جنت کا ذکر ہے اور جنت میں ان کے

لباس اور ان کو ملنے والی نعمتوں کا بیان ہے، پھر اس کے بر خلاف عبرت پزیری کے لیے دوزخیوں کا بھی بیان ہے کہ ان کو کیسی سزائیں ملیں گی اور وہاں لاکھ چیخ وپکار کریں گے کچھ شنوائی نہ ہو گی۔

رکوع ۵: اس رکوع میں دنیامیں انسان کے منصب خلافتِ ارضی کی یاد دہانی کرائی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے، لہٰذا جیسا کچھ عمل اور جیسی کچھ نیت ہو گی اس کے مطابق پورا پورا انصاف ہو گا۔ اور اگر انسان اپنے منصب کو بھول کر کفر کرے گا تو پھر اس کے وبال سے وہ بچ نہیں سکتا۔ پھر کفار و مشرکین کا ذکر ہے کہ وہ نزول قرآن سے پہلے یہ دعامانگا کرتے تھے کہ خدایا! اہلِ کتاب کی طرح ہم پر بھی کوئی کتاب اپنے کسی رسول کے ذریعہ بھیج، چنانچہ نبی اور کتاب آئی تو بجائے اس کے کہ اپنے وعدے کے مطابق راہِ ہدایت پر سب سے آگے ہونے لگتے تکبر کرنے اور رسول و کتاب الٰہی کی مخالفت کرنے لگے۔ پھر کہا گیا ہے کہ اس سر کشی کا وہی انجام ہو گا جو پہلوں کا ہوا۔ پھر اللہ کی مہربانی اور رحم و کرم کا بیان ہے کہ اگر خدا لوگوں کے جرموں پر فوراً گرفت کر لیا کرتا تو آج روئے زمین پر ایک تنفس بھی نہ بچتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یٰسین (سورۃ ۳۶)

نام: لفظ یٰسین سے سورت کی ابتدا ہوتی ہے اس بنا پر نام کے لیے اس کو بطور علامت قرار دیا گیا۔ اکثر علما کا کہنا ہے کہ یسین بھی الٓمٓ وغیرہ کی طرح حروف مقطعات میں سے ہے، اور بعض دوسرے علما کا کہنا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، چنانچہ اس لفظ کے بعد فوراً ہی آپ ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ زمانہ نزول: مکی دور کا درمیانی زمانہ۔

مضامین: اس سورت میں سب سے پہلے تو حضور اکرم ﷺ کی رسالت وصداقت پر قرآن کو بطور شہادت پیش کیا ہے پھر بتایا ہے کہ اس قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان میں کون سی صفتیں ہونی چاہیے۔ پھر اصحاب قریہ (گاؤں والوں) کا تذکرہ مومنین کو حق پر استقامت کے لیے سبق کے طور پر کیا گیا ہے، پھر اللہ کے چند انعامات کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ شکر گذاری کا جذبہ پیدا ہو، اور انسان اگر عقل و بصیرت والا ہے تو اس سے حق کی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ نیز اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح مردہ زمین کو بارش زندہ کرتا ہے اسی طرح رسالت محمدی ﷺ مردہ دلوں کو زندہ کردے گی، پھر اتباع رسول ﷺ کے صلہ میں بہترین انعامات اور روگردانی کے نتیجہ میں سزا کی خبر دی گئی ہے اور قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے۔ اس طرح یہ سورت پچھلی سورت (فاطر) کے ساتھ ایک گہرا ربط رکھتی ہے، کیونکہ سورت فاطر میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جسمانی تربیت کے سامان بھی فراہم کئے اور نبوت کا سلسلہ جاری کر کے روحانی تربیت کے آخری اور مکمل اور ہمیشہ رہنے والے سامان تربیت کا بیان کیا گیا یعنی وہ رسالت محمدی ﷺ اور قرآن حکیم ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں حضور ﷺ کے سچے رسول ہونے اور صراط مستقیم پر آپ ﷺ کے قائم رہنے پر قرآن کی قسم کھائی گئی ہے یعنی قرآن کو اس کے لیے بطور شہادت کے پیش کیا گیا ہے، پھر حضور ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ وہ کافروں کو اُن کے بُرے اعمال کے بُرے نتائج سے خبردار کریں۔ پھر اللہ سے ڈرنے والے مومنوں کو مغفرت اور بڑے اجر کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں اصحاب قریہ (گاؤں والوں) کا واقعہ مذکور ہے کہ گذشتہ زمانے میں ایک بستی کے کافروں پر ان کی ہدایت کے لیے اللہ نے دو انبیاء علیہ السلام بھیجے، انہوں نے ان کو جھٹلایا، پھر ایک تیسرے رسول کا اضافہ کر دیا گیا، اور وہ تینوں مل کر ایک جماعت ہو گئے۔ اب یہ تینوں رسول پیغام الٰہی

پہچاننے لگے، مگر بستی والوں نے نہ مانا اور ان کا مذاق اُڑایا کہ تم بھی آدمی اور ہم بھی آدمی، پھر وہ کون سی عجیب بات ہے کہ تم پیغمبر بنادیئے گئے؟ انہوں نے فرمایا کہ خدا اس کا شاہد ہے کہ ہم جھوٹے نہیں، لیکن بستی والے ایمان نہ لائے، بلکہ اُلٹا ان رسولوں کو مارڈالنے کی دھمکی دی۔ بستی کے آخری کنارہ پر ایک نیک مرد رہتا تھا، اس نے جب سنا کہ بستی والے خدا کے رسولوں کو جھٹلا رہے ہیں اور طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے ہیں تو عجلت کے ساتھ وہاں آپہنچا جہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی، اور کہنے لگا۔ ''اے قوم! خدا کے رسولوں کی اتباع کرو، اور ان مقدس لوگوں کی پیروی سے منہ نہ موڑو جو اس خدمتِ حق کا کوئی معاوضہ تک طلب نہیں کرتے''۔ قوم نے اپنی تکذیب اور مقدس رسولوں کی تصدیق میں اُس نیک مرد کی ہدایت سے بھری ہوئی گفتگو سنی تو غیظ وغضب میں آگئی اور اس کو شہید کر دیا۔ اس حد تک ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے حق کے لیے اس جرأت آمیز رویہ کی جزا میں اُس نیک مرد کو جو کچھ دیا اور اس نے اپنا پاکیزہ مقام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو کہنے لگا۔ ''کاش! میری قوم کے لوگ یہ جان سکتے کہ میرے رب نے مجھ کو کس درجہ اعزاز و آرام سے نوازا ہے''۔ پھر ارشاد الٰہی ہوا ہے کہ اس قوم کی بدکرداری پر اُسے ہلاک کرنے کے لیے ہمیں آسمان سے کسی لشکر بھیجنے کی ضرورت نہ تھی، فقط ایک ہولناک چیخ نے ان سب کا کام تمام کر دیا اور وہ جہاں کے تہاں بجھ کر رہ گئے۔ یہ بستی کون سی تھی، اور وہ تین رسول کون تھے؟ قرآن نے ان کا ذکر نہیں کیا اور عبرت و نصیحت کی حد تک اتنا بہت کافی تھا جو ارشاد ہوا، لیکن اسرائیلی روایات میں اس بستی کا نام انطاکیہ بتایا گیا ہے اور واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا کہا گیا ہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں پہلے تو اس کائنات میں پھیلی ہوئی بہت سی چیزوں کو پیش کر کے توحید پر دلیل قائم کی ہے کہ انسان بچشم خود دیکھتا ہے کہ سورج چاند کس طرح ایک مقررہ ضابطے کے ماتحت کام کر رہے ہیں، بال برابر بھی فرق نہیں پڑتا اور نہ ان کو اختیار رہے کہ کبھی اس حکم سے سرتابی کر جائیں تو پھر

آخر وہ کون سی ہستی ہے جو اس قدر حکمت و تدبر کے ساتھ ان چیزوں کو چلا رہی ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے (پھر کافروں کے انکار کو بتایا گیا ہے، ان
کی معاشی وغیرہ سرگرمیوں کو بتا کر ان کے اعراض و سرکشی کو دکھایا گیا ہے)۔

رکوع ۴: اس رکوع میں قیامت کے قائم ہونے کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز کافر گھبرائے بھاگے پھریں گے، اس کے بعد اہل جنت کے اطمینان اور ان کو جو انعامات ملیں گے ان کا تذکرہ ہے، پھر اس دن کے حساب کتاب کو بتایا گیا ہے کہ اُس دن منہ پر تو مہر لگا دی جائے گی اور ہاتھ اور پیر وغیرہ بولیں گے اور ان تمام جرائم کی شہادت دیں گے جو انسان اپنے ان کارندوں کے ذریعہ کرتا رہا ہے۔ ہاتھ اور پیر وغیرہ کے بولنے اور بات کرنے پر تعجب کیوں؟ آخر زبان بھی تو گوشت ہی ہے، انسانی جسم کا ایک عضو ہے جس خدا نے اس گوشت میں بات کرنے کی قوت دیدی ہے کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کل جسم کے دوسرے حصوں میں بات کرنے کی قوت دے دے؟

رکوع ۵: اس رکوع میں کافروں کو اندھا کر دینے یا ان کی شکل بدل ڈالنے کے متعلق دلیل کے طور پر دکھایا گیا ہے کہ تم ہر روز دیکھتے ہو، دیکھتے دیکھتے ایک بچہ جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا ہو جاتا ہے، جوانی میں جہاں اُسے ہر طرح کی طاقت حاصل تھی، بڑھاپے میں ویسے ہی اس کو کمزوری اور ناتوانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہاں تک کہ اس کے بال جھڑ جاتے ہیں، دانت ٹوٹ کر نکل جاتے ہیں، آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں تک ہلنے سے رہ جاتے ہیں، یہ شکل کا تبدیل ہونا نہیں تو اور کیا ہے، لیکن اس پر تعجب نہیں ہوتا۔ پھر بتایا ہے کہ قرآن شعر و شاعری نہیں کہ اس سے خوش طبعی کا کام لیا جائے وہ عبرت و نصیحت کی کتاب ہے، پھر قیامت کے برپا ہونے کے متعلق دلیلیں دی گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ صافّات (سورۃ ۳۷)

نام: سورت کی ابتدا ہی ہوئی ہے وَالصّافّاتِ صفًا سے، اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ الانعام کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اصل موضوع تو اس سورت کا توحید پر دلیلیں پیش کر کے اس کی تعلیم دینی ہے، اسی سلسلہ میں اس کا اظہار کیا گیا ہے کہ انجام کار بہر حال توحید اور اس کے تقاضوں سے اپنی زندگی سنوارنے والوں کی کامیابی ہے، اس کے بر خلاف مشرکین کو جس انجام سے دوچار ہونا پڑے گا اس کا تذکرہ ہے، لیکن کامیابی کے لیے جدوجہد اور ابتلا کے دور سے گزرنا ضروری ہے، پہلے بھی یہی ہوا کہ انبیاء اور رسولوں کی تکذیب کی گئی، اب بھی یہی ہو رہا ہے اور حق پر صبر و استقامت کے ساتھ جمے رہنے اور اللہ پر توکل رکھنے اور اللہ سے مدد چاہنے والوں کو ہمیشہ اللہ نے مدد دی ہے اور انہیں کامیاب فرما کر ہادی بنایا اور آنے والی نسلوں میں ان کا ذکر جمیل باقی رکھا۔ پھر اس مناسبت سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر ہے، نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام اور دوسرے متعدد انبیاء اور رسولوں کے تذکرے ہیں، اور اخیر میں نہایت صفائی سے یہ پیشن گوئی بھی کر دی گئی ہے کہ رسول ﷺ آخر کار کامیاب ہونگے، اور آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنے والے منکرین پر غالب آئیں گے۔

رکوع ۱: پہلے تو اس رکوع میں ان فرشتوں کی قسم کھا کر توحید کا سبق دیا گیا ہے جو صف باندھے کھڑے اللہ کی حمد و تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ قسم شہادت ہوتی ہے، مطلب یہ کہ توحید کے لیے ان فرشتوں کو شہادت میں پیش کیا گیا ہے۔ پھر اللہ کی قدرت و ربوبیت کا تذکرہ ہے کہ اس نے کیسی کیسی چیزیں کائنات میں پیدا کی ہیں اور وہ انسان کی پرورش اور تربیت کے کام آتی ہیں۔ پھر قیامت اور بعث بعد الموت پر

دلیلیں دی گئی ہیں قیامت کے دن ایک ڈانٹ پڑے گی اور سب اللہ کے روبرو کھڑے ہونگے، کافر کہیں گے۔" ہائے! یہ جزا کا دن ہے"۔ آواز آئے گی۔" ہاں! یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کی تکذیب تم دنیا میں کرتے تھے"۔

رکوع ۲: اس رکوع میں مشرکین اور ان کے معبودوں اور شرک پر اکسانے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ قیامت میں وہ کس طرح بے بس ہونگے، اور کس طرح ایک دوسرے پر لعن طعن کریں گے پھر ان سب پر عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد تھوڑا سا حال متقی مومنوں کا بیان ہوا کہ وہ جنت میں کن کن نعمتوں سے بہرہ ور ہونگے۔ اس کے بعد دوزخ کے کچھ ہولناک مناظر کا بیان ہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں پہلے تو حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر اللہ کی رحمت اور ان کے مخالفین پر عذاب طوفان کا مجمل بیان ہے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید کا تذکرہ ہے، اور یہ کہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کس کس طرح نصیحتیں کیں، اور کیسے کیسے دلائل سے ان کو سمجھایا۔ پھر مندر میں بتوں کو پاش پاش کر دینے والے واقعہ کا اجمالی بیان ہے، نیز آگ میں پھینک دیئے جانے اور اللہ کے حکم سے بچالئے جانے کا بیان ہے۔ اس کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک خواب کی بناء پر قربانی کے لیے زمین پر لٹا دینے اور گردن پر چھُری رکھ دینے کے مشہور واقعہ کا تذکرہ ہے، اور یہ کہ عین اُسی وقت اللہ نے آواز دی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ (وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ (104) قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیشوا بنائے جانے اور ان کے نام کا غلغلہ بلند ہوتے رہنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ آج تک قرآن میں اور نماز کے اندر درودوں میں ان کے نام کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔

رکوع ۴: اس رکوع میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسانات کا تذکرہ ہے کہ کس طرح فرعون کے مقابلہ میں ان کی اللہ نے مدد کی ہے، پھر حضرت الیاس علیہ السلام کا

ذکر ہے، ان کی قوم کا ایک بہت بڑا بُت تھا جسے وہ لوگ بعل کہتے، حضرت الیاس علیہ السلام نے اس بت کی پوجا سے لوگوں کو منع کیا اور توحید کی تعلیم دیتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت کرنے کی نصیحت کی، پھر حضرت لوط علیہ السلام پر فضل الٰہی کا ذکر ہے اور ان کی قوم کے بدکرداروں پر عذاب کا تذکرہ ہے۔

رکوع ۵: اس رکوع میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ایک بحری سفر کے موقع پر طوفان آیا، یہ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ کسی مجرم اور گناہگار کی کشتی میں موجودگی کے سبب طوفان آتا ہے، کشتی والوں نے قرعہ نکالا، حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا ان کو دریا میں پھینک دیا گیا، ایک مچھلی نے نگل لیا، لیکن اللہ نے ان کو مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رکھا۔ مچھلی نے کنارہ پر آکر انہیں اُگل دیا، نہایت لاغر اور جلد تقریباً اُدھڑی ہوئی، ان حالات میں اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ پھر صحت کے بعد انہوں نے قوم کو تبلیغ کی تو قوم نے ان کی دعوت کو قبول کی اور ایک لاک سے اوپر لوگ مسلمان ہوئے۔ چونکہ اس سے قبل وہ عذاب کا مشاہدہ کر چکے تھے، صرف خالص توبہ کی وجہ سے محفوظ رہے۔ یہ اللہ کی سنت ﷺ ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد کا ایمان معتبر نہیں، مگر یہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے ساتھ خاص اللہ کی رعایت ہوئی کہ عذاب ٹال دیا گیا اور وہ لوگ ایک عرصہ تک زندگی کی برکتوں سے فیضیاب رہے۔ پھر مشرکین کے فاسد خیالات کی تردید کی گئی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کو تبلیغ کئے جانے کی ہدایت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ص (سورۃ ۳۸)

نام: حروف مقطعات سے شروع ہونے والی دوسری سورتوں کی طرح یہ سورت ص سے شروع ہوئی ہے اس لیے بطور علامت کے اسی کو نام قرار دے دیا گیا ہے۔

مضامین: قرآن کے نصیحت والی کتاب ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جو لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں اور کفر و انکار پر اصرار کر رہے ہیں اس کا انجام خود ان کے حق میں بُرا ہو گا، کیونکہ جب فیصلہ کا وقت آ جاتا ہے تو پھر نجات کی راہ باقی نہیں رہتی اور اس کے ثبوت کے طور پر اجمالی طور سے قوم نوح، عاد اور ثمود وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبردست حکومت کا ذکر کیا گیا اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کی صبر و استقامت کا تذکرہ ہے ان تذکروں سے یہ تعلیمات حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔ منکرینِ قرآن اپنی جاہ و دولت اور دنیوی شان و شوکت کے لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان کے اقتدار کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں مگر اتنے زبردست اقتدار اور شان و شوکت کے باوجود حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہر وقت اور ہر قدم پر اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے، خدا کے شکر گذار بندے تھے، دنیاوی جاہ و حشمت نے ان کو اللہ سے غافل نہیں بنایا۔

۲۔ جو لوگ اللہ کی بندگی اور حق کا کلمہ بلند کرنے کے لیے آزمایشوں کی شدتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں (جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام رہے) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و انعام سے نوازتا ہے، اور حکومت و فرماں روائی کا عطا کرنا خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ اُس نے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی یہ نعمتیں عطا فرمائیں اسی طرح وہ آج بھی اس پر قادر ہے کہ حق پر ثابت قدم رہنے والوں اور مخالفتوں کے ہجوم میں استقلال کے ساتھ اسلام کو سربلند کرنے میں لگے رہنے والوں کو اقتدار عطا فرمائے۔

۳۔ انجام کار اسلام کے بول بالا ہونے کی جانب اشارہ بھی کر دیا گیا، اور مخلص مسلمانوں کو صبر و ثبات کی تلقین کرتے ہوئے آخر کار ان کے لیے فضلِ الٰہی کے مقدر ہونے کو بھی بتایا۔

۴۔ دو کردار سامنے رکھے ہیں: (الف) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان کا (ب) حضرت ایوب علیہ السلام کا اور بتایا کہ تختِ حکومت ہو یا آزمائشوں کی بھٹی، ایمان اور اسلام پر مخلصانہ عمل کی روش، ہر حال میں خدا کی بندگی، خدا کی طرف رجوع اور تعلق باللہ کی ہوتی ہے نہ یہ کہ مصائب کے وقت تو خدا یاد آئے اور خوشحالیوں کے وقت غفلت و اعراض کی راہ اختیار کر لی جائے۔

۵۔ آخر میں قصۂ آدم کا تذکرہ ہے، یہ بتانے کے لیے کہ ابلیس اور آدم کے درمیان ازلی عداوت ہے۔ لہٰذا جو لوگ حق سے کفر و انکار کی سرگرمیاں کر رہے ہیں، وہ دراصل ابلیس کے ہاتھوں کھیل رہے ہیں۔ اور ابلیس جس طرح مردود بارگاہ ہوا اسی طرح ایسے لوگ اپنے حق میں مردود بارگاہ ہونے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اس کے برخلاف جو لوگ قرآن کو اپنا رہنما بنا رہے ہیں وہ آدمیت کی راہ ہے گویا قرآن کی مخالفت سے انسان آدمیت سے نکل کر ابلیسیت کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں رسول کی نبوتِ صادقہ پر قرآن سے شہادت پیش کی گئی ہے۔ پھر کفار کی روش کا تذکرہ ہے کہ وہ کس طرح رسالت محمدیہ ﷺ پر تعجب کا اظہار کر رہے ہیں اور قرآن کو جادو وغیرہ کہتے ہیں۔ پھر منکرین حق اور سرکشوں کو ذلت و نامرادی سے خبردار کیا گیا ہے جو انکار کے لازمی نتائج ہیں۔

رکوع ۲: اس رکوع میں حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ نے اقتدار و حکومت وغیرہ کے جو انعامات فرمائے تھے ان کا تذکرہ ہے، پھر ان کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک رات دو فریق مقدمہ میں آئے، انہوں نے اپنے اپنے دعوے حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے رکھ کر فیصلہ چاہا، انہوں نے ایک فیصلہ دیدیا، لیکن اس فیصلہ میں بعض گوشے نظروں سے اوجھل رہ گئے، جس کا احساس انہیں بعد میں ہوا تو انہوں نے فوراً خدا سے مغفرت چاہی اسی موقع پر سجدہ تلاوت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی بھول پر اللہ تعالیٰ کے

سامنے روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے تھے لہٰذا سننے والوں اور پڑھنے والوں پر سجدہ واجب کر دیا گیا۔ اس طرح تعلیم دی ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اگر کوئی بھی لغزش ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے یہی آدمیت ہے اور تکبر ابلیسیت ہے، لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کے اس واقعہ کو اسرائیلی خرافات نے نہایت گھناؤنے انداز میں پیش کیا ہے کہ دراصل وہ دونوں فرشتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک کام پر تنبیہ کرنے آئے تھے کہ انہوں نے بہت سی بیویوں کے باوجود اپنے ایک سپہ سالار کی بیوی کو اپنی زوجیت میں لینے کے لیے اس سپہ سالار کو جنگ کے محاذ پر بھیج دیا جہاں وہ کام آگیا اور اس طرح راستہ صاف ہو گیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بیوی کو اپنی بیویوں میں شامل کر لیا۔ یہ سب بہتان ہے اور اسرائیلی روایات کی من گھڑت باتیں۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا ہے کہ دنیا میں کوئی چیز عبث نہیں پیدا کی گئی ہے، سب کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ لہٰذا انسان بھی بے مقصد نہیں پیدا کیا گیا ہے، اور اسی مقصد کے لیے رہنمائی کی خاطر یہ قرآن نازل ہوا ہے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی حکومت کا تذکرہ ہے کہ ان کے لیے اللہ نے ہوا وغیرہ کو مسخر کر دیا تھا اور وہ ان سے کام لیتے تھے، مقصد یہ کہ جو لوگ اپنی تخلیق کا مقصد پہچان کر قرآن پر عمل کریں گے اللہ ان کو اپنی زمین پر اقتدار عطا فرمائے گا۔

رکوع ۴: اس رکوع میں حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ انہیں دشمنوں نے بڑی اذیتیں دی، انہوں نے اللہ سے مدد طلب کی۔ اللہ نے انہیں ہجرت کا حکم دیا، پھر ان کے اہل وعیال کو بھی دشمنوں کے قبضہ سے بحفاظت نکال کر ان کے پاس پہنچا دیا گیا، یہ صلہ ہوتا ہے اللہ کے حکم پر عمل کرنے اور مشکلات پر صبر کا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے تذکرے کئے ہیں۔ پھر حضرت اسماعیل، حضرت ذوالکفل علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے ذکر ہیں، اس کے

بعد بتایا ہے کہ ان کے لیے قیامت کے دن کیسے کچھ انعامات ہونگے، اور سرکشوں کے لیے کیسی دردناکیاں ہوگی۔

رکوع ۵: اس رکوع میں حضور ﷺ سے خطاب کرکے کہا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو توحید کا سبق دیں، پھر بتایا ہے کہ قیامت کے آنے کا وقت کسی کو معلوم نہیں، اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار کا واقعہ مذکور ہے، پھر یہ سبق دیا گیا ہے کہ اگرچہ ابلیس لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر اللہ کے نیک بندوں پر اس کا زور نہیں چلتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ زمر (سورۃ ۳۹)

نام: نویں رکوع کی ابتدائی آیت میں زمر کا لفظ آیا ہے اسی کو علامتی نام بنا دیا گیا ہے۔ زمر گروہ کو کہتے ہیں، نویں رکوع میں کافر اور مومن دو گروہوں کے ساتھ قیامت میں ہونے والے معاملہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ سبا کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: پوری سورت توحید کے دلائل، اس کی تعلیم اور اس کے تقاضوں اور ان پر عمل کے نتیجے میں ملنے والے انعامات اور اس کے مقابلے میں کفر و شرک کے رد، اس کی برائیوں اور ان کے نتیجے میں ملنے والی سزاؤں کے بیان پر مشتمل ہے، اس طرح اس میں پھیلے ہوئے مضامین کے حصے یہ ہیں:

۱۔ توحید کی تعلیم اور اس پر آثار کائنات سے دلائل۔

۲۔ توحید کا اقرار کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کے درمیان موازنہ۔

۳۔ اقرار و انکار کے لازمی نتائج کا تذکرہ۔

۴۔ رحمتِ الٰہی کی وسعتوں کا بیان۔ ۵۔ اعمال کی جواب دہی اور حساب کتاب کے یقینی ہونے کا بیان۔
۶۔ قیامت میں مومن اور کافر گروہوں کے ساتھ جیسا کچھ اور جس طرح معاملہ ہو گا اس کا بہترین انداز میں بیان۔

رکوع ۱: اس رکوع میں نزول قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ کی مخلصانہ عبادت کی طرف دعوت دی گئی ہے اسکے بعد بتایا کہ مشرکین کی بھی یہ مجال نہیں کہ اس زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزوں کا خالق اللہ کے سوا کسی اور کو کہیں، وہ جن کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اس کا سبب یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں خدا کے تقرب کا ذریعہ ہیں، اور یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں، حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ اللہ کی خدائی میں کوئی کسی حیثیت سے شریک نہیں سب اس کے روبرو بے بس ہیں۔ پھر خدا کی قدرتوں اور کائنات میں پھیلی ہوئی اس کی نشانیاں بیان کی ہیں تاکہ عبرت کی نگاہ اور عقل توحید کو تسلیم کر سکے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں ایمان اور تقویٰ کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور مومنین متقین کے مدارج بتائے گئے ہیں، قیامت میں ملنے والے ان کے اجر کا ذکر ہے، پھر نافرمانوں اور سرکشوں کے انجام کا بیان ہے، عذاب دوزخ کے کچھ حالات ذکر کئے تاکہ دل میں تقویٰ اور خشیت پیدا ہو۔

رکوع ۳: اس رکوع میں یہ بتایا ہے کہ جن کے سینے اسلام کے لیے کھل گئے ان کے عمل کے قدم اللہ کی روشنی میں اٹھتے ہیں، اور جو کفر و شرک کی دوش پر چلتے ہیں وہ تاریکی میں بھٹکتے ہیں کہ کبھی کسی کھڈے میں گرے اور کبھی کسی دَلدَل میں پھنسے۔ پھر ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کا بیان ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں آیات الٰہی سن کر اور قیامت کے ہولناک مناظر کا تصور کر کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ کانپنے لگتے ہیں۔ پھر یہ بتایا ہے کہ قرآن میں تبلیغ و نصیحت کے لیے ہر پیرایہ بیان اختیار کیا گیا ہے دلائل بھی تاریخی شواہد بھی، اور مثالیں بھی تاکہ ہر درجہ کا ذہن متاثر ہو سکے۔

رکوع ۴: اس رکوع میں اُس شخص کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے جس کے پاس اللہ کی صداقت آئی اور اس نے صداقت کا بھی انکار کیا اور یہ کہہ کر یہ من جانب اللہ نہیں ہے، اللہ پر جھوٹ باندھا۔ پھر بتایا گیا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ سچ کو مانا جائے اور اپنے عمل سے اپنے تسلیم و اعتراف کو ثابت بھی کیا جائے ۔اس کے بعد بتایا ہے کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کی حفاظت کے لیے اللہ کافی ہے، انہیں ہر گز کسی سے خوف نہ کھانا چاہیے، اللہ ہی پر توکل اور اعتماد رکھنا چاہیے کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت اس قادر مطلق کے آڑے نہیں آسکتی۔

رکوع ۵: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ موت و حیات اللہ کے قبضہ میں ہے اور جس کے قبضہ میں موت و حیات ہو وہی عبادت کے لائق ہے، نہ کہ وہ جس میں اپنے آپ کی حفاظت کی بھی طاقت نہ ہو۔ پھر بتایا ہے کہ اللہ قادر ہے، عالم الغیب ہے، انسان کے ایک ایک عمل اور نیت تک سے واقف ہے، قیامت کے دن سب کے ساتھ پورا پورا انصاف ہو گا، اور جس کا جیسا عمل ہو گا اس کے مطابق اس کی جزا و سزا ہو گی۔ پھر بتایا ہے کہ قیامت کے دن نافرمان اور سرکش تمام دنیا کی دولت بلکہ اس سے دوگنا دے کر بھی چاہیں گے کہ وہ سزا سے بچ جائیں تو نہیں بچ سکتے۔ پھر انسان کی اس ذہنیت کا ذکر ہے جب اللہ اُسے کسی نعمت سے سرفراز کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ میرے علم و ہنر کی وجہ سے ملی، حالانکہ نہیں سوچتا کہ یہ علم و ہنر اس کو کہاں سے ملے؟ یہ بھی تو اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے؟ ایسی بات اور ایسا سوچنا اللہ کو ہرگز پسند نہیں، اللہ شکر گذار بندوں کو پسند کرتا ہے۔

رکوع ٦: اس رکوع میں بتایا ہے کہ انسان کو اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے، جب بھی کوئی غلطی سرزد ہو جائے ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اور فرماں برداری کا عزم کرنا چاہیے۔ پھر بتایا ہے کہ وقت نکلنے کے بعد ندامت اور اعترافِ گناہ بیکار ہے، اس لیے قبل اس کے کہ

مہلت کی گھڑی ختم ہو انسان کو توبہ استغفار کر لینا چاہیے، یہ نافرمانوں اور سرکشوں کا کام ہے کہ عیش و عشرت میں مگن رہتے ہیں اور جب عذاب دیکھتے ہیں تو انہیں خدا یاد آتا ہے۔

رکوع ۷: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ مشرکوں نے اللہ کی قدرت کا صحیح اندازہ ہی نہیں لگایا ہے جو اوروں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں، پھر اللہ نے اپنی قدرت کا کچھ تذکرہ فرمایا ہے تاکہ مشرک شرک سے باز آجائے، پھر قیامت کے دن کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کس طرح عدالت ہو گی، کس طرح انبیاء اپنی اپنی اُمتوں پر گواہ کی حیثیت سے پیش ہونگے، کس طرح وہ سارے گواہان پیش کئے جائیں گے جو انسان کی بد عملیوں پر گواہی دیں گے۔ یہ گواہان انسان کے ہاتھ، پیر بھی ہونگے، یہ زمین بھی ہو گی جس پر وہ گناہ کرتا رہا ہو گا، یہ آسمان بھی ہو گا جس کی چھت کے نیچے گناہ کے بازار گرم رہے ہوں گے وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا۔

رکوع ۸: یہ وہ رکوع ہے جس میں قیامت کے دن کے مومن گروہ اور کافر گروہ کے پورے حالات بیان کئے گئے ہیں کہ کفار کا گروہ جہنم کی طرف ہنکایا جارہا ہو گا یہاں تک کہ وہ جہنم کے دروازوں کے پاس پہنچے گا اور دروازہ کھلے گا تو دوزخ کے نگہبان اس سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس ہادی اور رسول نہ آئے تھے جو اللہ کی آیتیں سناتے اور اس دن کے آنے سے ڈراتے؟ وہ گروہ جواب دے گا۔" بیشک ایسا ہوا لیکن ہم نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری اور تکذیب کی " پھر وہ گروہ جہنم کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اہل جنت کا گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گا تو اس کے نگہبان اُسے مبارک باد دیں گے، اس پر سلامتی بھیجیں گے اور کہیں گے کہ آرام و آسائش کے ساتھ یہاں ہمیشہ رہو۔ یہ گروہ جنت میں اللہ کی حمد کرتا ہوا داخل ہو گا اور کہے گا کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا کہ ہمیں اس نے جنت کا وارث بنایا۔ تیسری طرف فرشتوں کے پرے ہونگے جو عرش الٰہی کو چاروں طرف سے گھیرے کھڑے ہونگے اور اللہ کی حمد و ثنا کر رہے ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مومن (سورۃ ۴۰)

نام: چوتھے رکوع کی آیت " وقال رجل مومن من اٰل فرعون۔۔۔۔(فرعون کے لوگوں میں سے ایک مرد مومن نے کہا) سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: (____________________)

مضامین: اس سورت کا مرکزی مضمون تو یہ ہے کہ رسول تو رسول مومنوں کو بھی جب وہ حمایت حق کے لیے کھڑے ہو جائیں اور صبر و ثبات کے ساتھ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے سعی کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے۔ اور مخالفت حق کتنی ہی زبردست ہو، یہ سنت اللہ ہے کہ آخر کار اُسے ناکامی ہوتی ہے۔ اس مدعا کو ذہن نشین کرانے کے لیے اس سورت کی تعلیمات کے یہ گوشے ہیں۔

۱۔ اللہ کی قدرت، اس کے علم اور اس کے فضل اور اس کی زبردست گرفت کا بیان اس سلسلہ میں بطور شہادت قومِ نوح وغیرہ کے واقعات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔

۲۔ خدا کی رحمتِ بے پایاں، وہ حق پر جمے رہنے والے مومنین کی حفاظت کرتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ایمان کے تقاضوں کے ٹھیک ٹھیک مطابق زندگی استوار کی جائے۔

۳۔ اس خدائی حفاظت کے بیشمار طریقوں میں سے ایک انوکھا طریقہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے خود فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور حفاظت کے سامان پیدا کر دیئے، اس طرح جب تذکرہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون آگیا تو اس کے بعض دومہ سے گوشے مناسب موقع کے مزید ذکر کر دیئے گئے۔

۴۔ حق کی مخالفت تین بڑی بڑی چیزیں کیا کرتی ہیں: (الف) سیاسی اقتدار (ب) مال و دولت (سرمایہ کاری) کازور (ج) دین باطل کی پیشوائیت۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں تینوں جمع تھے: سیاسی اقتدار کی نمائندگی فرعون کر رہا تھا، سرمایہ داری کی قارون، اور دین باطل کی پیشوائیت ہامان کے سپرد تھی۔ ان تینوں نے متحدہ محاذ بنایا اپنا سارازور صرف کر دیا لیکن انجام کار حق کی فتح ہی ہوا۔

۵۔ خدا کی یہی سنت ہمیشہ سے ہے، رسول اور مومنین صادقین کے ساتھ بھی خدا کی مدد رہے گی اور دنیا و آخرت میں بہر حال کامیابی ان ہی کو ملے گی۔

۶۔ اس کی مزید تاکید کے طور پر پھر اللہ کی قدرتوں کا بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ عمل کی جزاوسزا کا قانون ہمیشہ سے ہے یہ کبھی معطل نہیں ہوا۔

۸۔ مہلت کا زمانہ جب ختم ہو جاتا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت فیصلۂ خداوندی کو ٹال نہیں سکتا۔

رکوع ۱: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی چند صفتیں بیان کرنے کے بعد توحید کا سبق دیا گیا ہے، پھر بتایا گیا ہے کہ کفار کی ظاہری شان و شوکت سے دھوکے میں نہ آنا چاہیے کہ شاید یہ عذاب سے بچ جائیں گے، اگر یہ دنیا میں بچ بھی رہے تو آخرت میں نہیں چھوٹ سکتے۔ پھر فرشتوں کا ذکر ہے، اور اہل ایمان کی تعریف کی گئی ہے وہ ایسے ہوتے ہیں جن کی مغفرت کے لیے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں نہ صرف ان کے لیے بلکہ ان کے اہل و عیال اور والدین وغیرہ کے لیے بھی یہ فرشتے دعا کرتے ہیں۔

رکوع ۲: اس رکوع میں کافروں پر جو کچھ قیامت میں گزرے گی اس کا بیان ہے، اور یہ کہ اس دن مارے خوف کے ان کفار کے دل گلے میں اٹک رہے ہونگے، نہ مال و دولت کام آئیں گے، نہ کسی کی سفارش چلے گی۔ پھر اللہ کے عالم الغیب ہونے کا ذکر کرتے ہوئے سمجھایا ہے کہ اللہ انسان کے یہ عمل، ہر حرکت اور ہر نیت سے واقف ہے، اور قیامت کے دن سب کا پورا پورا بدلہ دیگا۔

رکوع ۳ : اس رکوع میں گزشتہ قوموں اور ان کی نافرمانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جب ان پر عذاب آئے تو کوئی ان عذابوں کو ٹال نہ سکا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ ان کا سابقہ تین سرکشوں، فرعون، ہامان اور قارون سے پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طرح طرح سے ان تینوں کو سمجھایا اور دعوت حق دی مگر ان میں سے کسی نے بھی ان کی باتوں پر کان نہ دھرا۔(نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون مع اپنے لاؤلشکر کے دریامیں غرق کر دیا گیا، ہامان پر راتوں رات بجلی گری اور وہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا، اور قارون کو مع اس کے خزانے کے زمین میں دھنسا دیا گیا)

رکوع ۴: اس رکوع میں بتایا ہے کہ قومِ فرعون میں سے ایک مومن تھا جو فرعونی حکومت کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتے ہوئے لوگوں کو حکمت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی ترغیب دیتا رہتا، کبھی اس طرح کہ وہ دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچتا اور کہتا کہ آج سلطنت ہے، کل اگر یہ ہاتھ سے جاتی رہے تو کیا ہو؟ کبھی گذشتہ قوموں کی نافرمانیوں کا ذکر کر کے لوگوں کو ایمان اور عمل صالح کی ترغیب دیتا، کبھی قیامت کے ہولناک مناظر یاد دلاتا کبھی حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتا کہ یہی تخت مصر تھا جس پر وہ متمکّن ہوئے، اور کس خوبی اور انسان کی کتنی خبر گیری کے ساتھ سلطنت کے کام انجام دیئے۔ یہ محض ان کے ایمان و عمل صالح کا کرشمہ تھا۔

رکوع ۵: اس رکوع میں پہلے تو یہ بتایا ہے کہ اُس مرد مومن نے آخر اپنے ایمان کا اعلان کر کے اپنی قوم سے برأت وبیزاری کا اظہار کر دیا، پھر فرعون اوراس کی پیروی کرنے والوں کے انجام (غرق دریا ہونے) کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب وہ سب عالم برزخ میں ہیں۔ انہیں صبح وشام جہنم کے سامنے لایا جاتا ہے کہ دیکھ لو یہ ہے تمہارا ٹھکانا اور جہاں قیامت کے دن تمہیں ڈالا جائے گا۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نافرمان وسرکش کو عذاب دیا جائے گا، چاہے اس کی حیثیت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ بڑے لوگ ہوں یا چھوٹے اور جو بھی ان کی پیروی کریں گے عذاب میں ان کے ساتھ شریک ہونگے۔

رکوع ٦: اس رکوع میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے رسولوں کی مدد فرمائی ہے، اور ایمان والوں کے لیے اُس کی مدد کا وعدہ ہے بشرطیکہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد اس دعوے میں سچے ہونے کا عملی ثبوت دیا جائے۔ پھر قیامت کا خوف دلایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس دن نافرمانوں کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ حق کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل پر اللہ نے انعام فرمایا۔ اس مجمل تذکرہ سے مسلمانوں کو سبق دیا گیا ہے کہ کہیں تم بھی بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جانا کہ اللہ کے انعامات کے بعد نافرمانیاں کرنے لگو اور پھر ان ہی کی طرح راندۂ درگاہ بن جاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ کو اور آپ ﷺ کے توسط سے مسلمانوں کو صبر و توکل کی تعلیم دی گئی ہے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے رہنے کی ہدایت ہے، پھر تعلیم دی گئی ہے کہ شیطانی خیالات سے خدا کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے اور ہمیشہ اُس کی جناب میں دعا کے لیے حاضر رہنا چاہیے۔

رکوع ٧: اس رکوع میں اللہ کی حمد و ثنا اس کی قدرت کے مظاہر اور اس کی قوت و آیات الٰہی کا بیان ہے اور انسانی شکل و صورت میں پیدا کئے جانے اور رزق وغیرہ دیئے جانے کے انعامات کا بیان ہے۔ ساتھ ہی انسان کی پیدائش اور اس کی غرض وغایت اور مقصد کا ذکر ہے کہ دنیا میں اللہ کی مرضی پوری کرنے کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اسلام کو اخلاص کے ساتھ قبول و اختیار کریں، اور خدا ہی کی عبادت کریں۔

رکوع ٨: اس رکوع میں ان لوگوں کا انجام بتایا ہے جو خدا کی آیتوں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور کتاب الٰہی اور رسالت کی تکذیب کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے ،انہیں کھولتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے گا، پھر آگ کے حوالے کر دیا جائے گا پھر ان سے پوچھا جائے گا کہاں ہیں تمہارے وہ شریک؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ اس طرح سمجھایا ہے کہ قیامت کے دن نہ کوئی

فدیہ کام دے گا نہ کسی کی سفارش کام آئے گی، سفارش کے کام آنے کا سوال کیا، کوئی سفارشی سرے سے ہو گا ہی نہیں۔

رکوع ۹: اس رکوع میں بتایا ہے کہ اللہ نے انسان کو جو بیشمار انعامات عطا فرمائے ہیں، ان میں حیوانات بھی ہیں تا کہ انسان ان سے سواری کے کام لے، ان کے گوشت سے اپنی غذا کا کام لے، ان کے پوست سے دوسری کار آمد چیزیں تیار کرے، اسی طرح انسان کے کام کی ایک چیز جہاز و کشتی ہے کہ اس سے سفر اور مالِ تجارت کے لانے لے جانے کا کام لیا جاتا ہے، مطلب یہ کہ اللہ کے اتنے احسانات ہیں کہ انسان اگر عقل و شعور سے کام لے تو محسوس کر لے گا کہ اس کا رواں رواں اللہ تعالیٰ کے احسانات سے جکڑا ہوا ہے، مگر انسان ہے کہ ناشکری کرتا ہے۔ پھر عبرت کے لیے گزشتہ قوموں کا تذکرہ ہے کہ وہ قرآن کے مخالفین سے کہیں زیادہ تہذیب و تمدن، قوت اور حکومت وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر تھے، مگر جب عذاب آیا تو وہ ہلاک ہو کر رہے، پھر یہ مخالفین کس طرح بچ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حم السجدہ (سورۃ ۴۱)

نام: حروف مقطعات سے شروع ہونے والی دوسری سورتوں کی طرح یہ سورت بھی حم سے شروع ہوئی، اس لیے اس کو علامتی نام دے دیا گیا ہے۔ اس سورت میں ایک جگہ سجدہ تلاوت آتا ہے اس لیے حم کے بعد "السجدہ" کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ المومن کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: یہ سورت مندرجہ ذیل اہم مضامین پر مشتمل ہے:

۱۔ قرآن وہ کتاب ہدایت ہے جس میں نصیحت کی باتیں کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں تا کہ عقل و بصیرت رکھنے
والے لوگ فائدے اٹھائیں۔

۲۔ آثار کائنات اور کائنات میں پیدا کئے ہوئے خدا کی عام ربوبیت کے ساز و سامان کے ذریعہ توحید کا ثبوت۔

۳۔ شرک کا رد اور یہ کہ مشرکین کی سرگرمیاں ماحول کے بگاڑ کا سبب بنتی ہیں، اور زمین پر فساد پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

۴۔ یہ نتائج دنیا میں عذاب الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور قیامت میں دردناک سزاؤں کی صورت میں ہونگے۔

۵۔ اس کے لیے گذشتہ قوموں کی تاریخ پکار پکار کر شہادت دے رہی ہے کہ زمین پر فساد پھیلانا اپنی شامت بلانا ہے، چنانچہ خدائی عذاب سے تباہ شدہ کھنڈر عبرت کے لیے موجود ہیں۔

۶۔ قرآن حکیم بہر حال دلوں پر اثر ڈالتا ہے۔ منکرین قرآن تک اس کے اعتراف پر مجبور ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ منصوبے بناتے ہیں کہ قرآن کی آواز کسی طرح لوگوں کے کانوں میں نہ پڑے چنانچہ اپنے ہمنواؤں کو سکھاتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شور مچاؤ۔

۷۔ جو لوگ آج دوسروں کو قرآن کی تعلیم سے محروم رکھ کر اپنی سرداری کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں کل قیامت کے دن ان کے پیروان ہی کے خلاف انتہائی غیظ و غضب کا اظہار کریں گے۔

۸۔ توحید کا اقرار اور اس پر استقامت کے سبب اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور جن لوگوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، دنیا اور آخرت میں ان کی سعادتوں کا کیا ٹھکانا۔

۹۔ایسے لوگ دنیا میں بھی کامیاب رہیں گے اور آخرت میں بھی خدا کے بہترین انعامات کے مستحق ہوں گے اور یہ انعامات کبھی فنا ہونیوالے نہ ہونگے۔

۱۰۔اسلام بہر حال سربلند ہو کر رہے گا نہ صرف عرب میں، بلکہ اس کی روشی دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے گی۔

۱۱۔دین الٰہی ہمیشہ سے یہی اسلام رہا ہے اختلافات لوگوں کے اپنے کھڑے کئے ہوئے ہیں۔قرآن سے اعراض اور اس کا انکار بھی کوئی نئی بات نہیں، تورات کے بارے میں بھی اسی طرح کے اختلافات کئے گئے۔

۱۲۔منکرین قرآن کا فیصلہ فوراًاس لیے نہیں ہو رہا ہے کہ سنت اللہ مہلت دینے کی ہے، اگر مہلت سے ان لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا تو پھر بہر حال خدائی کا فیصلہ ہو کر رہے گا، اور وہ فیصلہ اس سے مختلف نہ ہو گا جو ثمود اور فرعون وغیرہ کے معاملوں میں ہوا۔

رکوع ۱:اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کرنا نہایت آسان ہے، انسان اگر عقل وشعور سے کام لے تو قرآن کے ذریعہ اُسے راہ ہدایت معلوم کرنے میں دشواری نہ ہو گی لیکن مخالفین تو اس کے روادار ہی نہیں کہ اپنے دل ودماغ کو زحمت دیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل اس سے ناآشنا ہیں، ہمارے کان بند ہیں، ہمارے اور رسول ﷺ کے درمیان حجاب ہے پھر توحید کا سبق دیا گیا ہے اور توحید پر استقامت اور اللہ سے طلب مغفرت کی تعلیم ہے، زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو مشرکین کے زمرہ میں شامل کیا گیا ہے اور قیامت میں عذاب الٰہی کا مستحق ٹھرایا گیا۔

رکوع ۲: اس رکوع میں کائنات اور اس کے مظاہر کا تذکرہ کرتے ہوئے منکرین حق سے پوچھا گیا ہے کہ ان آیات الٰہی کو دیکھتے ہو پھر بھی ان کے خالق ومالک سے کفر کرتے ہو؟ پھر عاد اور ثمود کی ہلاکت کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، مقصد یہ کہ یہ دو قومیں اپنے وقت کی زبردست شان وشوکت رکھنے والی قومیں

تھیں، مگر کفر و شرک کے سبب ان کا انجام ہلاکت ہوا پھر منکرین قرآن کس شمار میں ہیں؟ پھر آخر میں اللہ پر ایمان رکھنے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کے لیے خوف و حزن کی ضرورت نہیں، اللہ انہیں عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن انسان کی بداعمالیوں کی گواہی میں خود اس کے کان ، آنکھ ، ہاتھ ، پاؤں ، یہاں تک کہ کھال بھی سب بولیں گے۔ انسان حیران ہو کر ان چیزوں سے کہے گا کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم اللہ کے حکم سے مجبور تھے کہ دنیا میں تمہاری تابعداری کرتے تم نے ہم سے جس طرح کام لیا، ہم نے وہ کیا آج اسی اللہ نے ہم میں بولنے کی قدرت پیدا کر دی، اور ہم نے سارے حالات سامنے رکھ دیئے۔ اس طرح سبق دیا گیا ہے انسان کو کان سے کسی ایسی آواز کو نہ سننا چاہیے جو حرام ہے، جیسے کسی کی چغلی کی باتیں، گانے وغیرہ۔ آنکھ کی برائیوں سے بچنا چاہیے، اسی طرح اپنے کسی عضو سے کوئی ایسا کام نہ لینا چاہیے جو اللہ کو پسند نہیں، ورنہ یہی چیزیں کل قیامت میں انسان کے خلاف گواہ بن کر پیش ہونگی۔

رکوع ۴: اس رکوع میں پہلے ان لوگوں کو سخت دھمکی دی گئی ہے جو قرآن کی آواز کو دباتے ہیں تا کہ کسی کے کانوں میں نہ پڑے، پھر بتایا ہے کہ جو لوگ باطل کے علم بردار ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے اللہ کے بندے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ قیامت میں جب وہ گمراہ لوگوں پر عذاب ہو گا تو یہ کہیں گے کہ پروردگار! ذرا ہمارے ان حق فروش لیڈروں اور رہنماؤں کو ہمیں دکھا دیجئے تا کہ ہم آپ اپنے پاؤں سے انہیں روندیں کہ آج انہی بدبخت باطل کے رہبروں کے سبب ہم پر عذاب ہو رہا ہے، پھر ایمان اور اس پر ثابت قدم رہ کر ایمان کے تقاضے پورے کرنے والوں کو کامرانی اور قیامت میں سرخروئی کی بشارت دی گئی ہے۔

رکوع ۵: اس رکوع میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو خود نیک عملی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور خدا کے بندوں کو راہِ حق کی دعوت و تبلیغ میں سرگرم رہتے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگ بڑے فضیلت والے

بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ یہ بڑے خوش نصیب ہیں، کیونکہ راہ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے حق کی دعوت دیتے ہیں، اور تکالیف برداشت کرتے ہیں پھر اللہ کی قدرتوں اور چند نشانیوں کا بیان ہے اور سورج چاند وغیرہ کے آگے جھکنے اور سجدہ کرنے کی مشرکانہ حرکت سے روکتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں، انہیں خدائی میں شریک نہ ٹھہرانا چاہیے پھر اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں اور منکرین حق کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ پھر قرآن کی حفاظت کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ باطل اس قرآن کے نہ سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ پھر وہ لوگ جو قرآن کی پیش کردہ راہ اختیار نہیں کرتے انہیں اندھے سے تشبیہ دی گئی ہے اور اندھا جس طرح ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتا ہے، سب کو معلوم ہے۔

رکوع ٦: اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ حق کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا، اور اگر خدا کی مصلحت نہ ہوتی تو ان کا قصہ اب تک پاک کیا جاچکا ہوتا ہے۔ اسکے بعد بتایا گیا ہے کہ جو نیک عملی کی زندگی گزارتا ہے وہ اپنے بھلے کے لیے ایسا کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے تو اس کی سزا وہ خود بھگتے گا۔ پھر خدا کے علم کا بیان ہے کہ وہ انسان کے ہر عمل اور ہر ارادے و نیت کو جانتا ہے، پھر یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا انجام قیامت میں کتنا رسوا کن ہوگا۔ اس کے بعد انسان کی ذہنیت بتائی ہے کہ مال و متاع کی دُعا کرتے ہوئے نہیں تھکتا، اور اگر ذرا سا نقصان پہنچ جاتا ہے تو وہ آس توڑ کر رحمت الٰہی سے ناامید ہو جاتا ہے، اور پھر جب اس کی مصیبت دور کرکے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے تو اکڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ اولا تو میرا گمان ہے کہ قیامت آئے گی ہی نہیں اور آئی بھی تو وہاں بھی ہمیں ایسی ہی خوشگواریاں حاصل ہونگی۔ غرض انسان جب اللہ کی نعمت پاتا ہے تو اللہ سے رخ پھیر لیتا ہے اور جب کسی مصیبت میں پھنستا ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے حالانکہ اس کا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھے، ہر اچھے اور برے وقت میں اللہ کی طرف رجوع رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ شوریٰ (سورۃ ۴۲)

نام: چوتھے رکوع کی آیت وامر ھم شوری بینھم (اور مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں) سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ حم السجدہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں امت مسلمہ کے برپا کئے جانے کی اصل غرض کی تعلیم دیتے ہوئے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ زمین پر جب اقتدار حاصل ہو تو مسلمان کو کون سی روش اختیار کرنی چاہیے۔ اس مرکزی مضمون کو سمجھانے نیز مخالفین کے اعتراضات کرنے کے لیے جو اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے، اس کے اجزا یہ ہیں:

۱۔ وحی قرآنی اور رسالت محمد ﷺ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے، بلکہ سلسلۂ وحی ورسالت قدیم سے چلا آرہا ہے۔

۲۔ اختلاف وانکار بھی کوئی نئی بات نہیں، ہمیشہ سے وحی الٰہی کا انکار اور رسالت کی تکذیب ہوتی رہی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ انسان کے اختیار اور آزادی عمل کو اگر معطل کر کے جبراً سب کو امتِ واحدہ بنانا چاہتا تو اس کے لیے کوئی دشوار نہ تھا، مگر انسان کو آزادی فکر و عمل دی ہی اس لیے گئی ہے تا کہ یہ امتحان لیا جائے کہ وہ عقل وبصیرت سے کام لے کر برضاورغبت اللہ کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں؟

۴۔ اسلام، اللہ کا وہ واحد دین ہے جس کی دعوت ہر زمانے کے نبی نے دی ہے اختلاف وسرکشی بعد والوں نے پیدا کئے۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام ہوں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام رسولوں کی بعثت کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس دین کو قائم کریں۔ یہی مقصد رسالتِ محمدیہ ﷺ کا ہے، اس بنا پر مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دین کو قائم کرنے کے لیے مصروف جد وجہد رہیں۔

۶۔ مسلمانوں کی مخلصانہ جد وجہد رائیگاں نہ جائے گی صبر وثبات اور اللہ پر توکل کے ساتھ اس فریضہ کے لیے جد وجہد ہو گی تو اللہ کی مدد اور رحمت ضرور نازل ہو گی۔

۷۔ رسول ﷺ کی ذمہ داری صرف تبلیغ ہے، بُرے اعمال کے خراب نتائج سے آگاہ کرنا ہے، کسی کو زبردستی ہدایت پر گامزن کر دینا نہیں ہے، تبلیغ وانذار کے بعد رسول کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، پھر ہر شخص کا عمل اس کے لیے اور ہر شخص اپنے عمل کا آپ جواب دہ ہے۔

۸۔ رضائے الٰہی اور آخرت کی زندگی کی کامرانیاں ایمان اور عمل صالح سے وابستہ ہیں اور ایسے لوگوں کے اندر جو صفتیں ہوتی ہیں وہ ہیں: توکل، گناہوں اور فحش باتوں سے اجتناب، عفو ودر گذر، اطاعتِ الٰہی، نماز قائم کرنا، آپس کے معاملات کو باہمی مشورہ سے حل کرنا، انفاق فی سبیل اللہ اور اللہ سے مدد طلب کرتے رہنا۔

۹۔ مسلمانوں کی ذمہ داری اپنی ذات ہی کی اصلاح نہیں ہے بلکہ اپنے اہل وعیال کی نیز معاشرے کی بھی ہے۔

۱۰۔ اس سورت میں جابجا مناسب جگہوں پر کفر وشرک اور انکار حق کے بُرے نتائج سے بھی خبر دار کیا گیا ہے، کہیں کہیں اعتراضات اور شکوک کو بھی دور کیا گیا ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ یہ سورت مکہ کے اس دور کی ہے جب کہ مادی حیثیت سے مسلمان بہت کمزور تھے، ظلم وزیادتی کے شکار بنے ہوئے تھے، ایسے وقت میں دین کے قائم کرنے کی ذمہ داری بتاتے ہوئے غلبہ و

اقتدار کے وقت جو رویہ ہونا چاہیے اس کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اس سے ایک طرح سے یہ پیشینگوئی ہو رہی ہے کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔ دوسرے یہ کہ اسلام کو سربلند کرنا، مسلمان کی زندگی کا واحد نصب العین ہونا چاہیے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قدر اعلیٰ شان و شوکت کا مالک ہے کہ کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، اور جس کی قدرت و ہیبت سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے، اسی لیے اس کے فرشتے ہر وقت اللہ کی حمد و تسبیح کرتے رہتے ہیں، زمین والوں کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ پھر یہ بات سمجھائی ہے کہ انسان کا اصل سرپرست اور رب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہے، کیونکہ زندگی اور موت اسی کے قبضۂ تصرف میں ہے، اس کے لیے شرک انتہائی نازیبا حرکت ہے۔ پھر رسول کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تبلیغ و دعوت کرتے رہیں ان کی ذمہ داری بس اتنی ہی ہے کہ وہ بُرے اعمال کے بُرے نتائج سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی ملت کا پیرو کر دیتا لیکن جب اس نے آزادی فکر و عمل دے رکھی ہے تو پھر جبر کے کوئی معنی نہیں، قیامت بہر حال آ کر رہے گی اور وہاں سب فیصلہ ہو جائے گا۔

رکوع ۲: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جس زمانے میں جو نبی بھی آیا اس نے اسی دینِ اسلام کی دعوت دی، یہ اختلافات لوگوں کے اپنے پیدا کئے ہوئے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اسی دین کو زمین پر جاری کریں، مسلمانوں کی زندگی کا مقصد یہی دین قائم کرنا ہے، نہ کہ اختلاف اور تفرقہ بازی۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ سب اللہ کے حضور جمع ہونگے، اور ہر شخص اپنے عمل کے نتیجے دیکھ لے گا۔ یہ قرآن راہِ حق کی رہنمائی کے لیے اُتارا گیا ہے۔ مومنین قیامت سے ڈرتے رہتے ہیں اور منکرین بے فکر ہیں، گمراہ ہیں یہ اللہ کا رحم و کرم ہے کہ وہ ناشکریوں اور نافرمانیوں کے باوجود انسانوں کی پرورش کے سامان مہیا کرتا ہے، لیکن اللہ کی قدرت و قوت نہیں بھولنی چاہیے۔

رکوع ۳:اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اپنے لیے زندگی بسر کرنے کی راہ خود ایجاد کرنی اور اپنے آپ زندگی کا ضابطہ بنانا سخت نادانی ہے، ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص دنیا ہی میں اپنی محنت کا پھل حاصل کرنا چاہے وہ اُسے مل جاتا ہے، لیکن پھر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا نیز یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کو معاف کرتا ہے جو اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان پر اللہ کا فضل زیادہ ہوتا ہے۔ پھر کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کی کچھ قدرتیں اور نشانیاں بتا کر توحید کی طرف توجہ دلائی ہے۔

رکوع ۴:اس رکوع میں پہلے یہ بتایا ہے کہ انسان پر جو مصیبتیں آتی ہیں وہ انسان کی خود کاشت ہوتی ہے، پھر اللہ کے رحم و کرم اور اس کی قدرت کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر اللہ بندوں پر رحم نہ کرے اور ان کے ہر بُرے کام کی فوراً سزا دیا کرے تو انسان کبھی مصیبت اور دردناکی سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ پھر صاحب ایمان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے اور ان کے لیے آخرت کے انعامات کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رکوع ۵:اس رکوع میں لوگوں کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اور نافرمانوں اور سرکشوں پر جیسے کچھ دردناک عذاب ہونگے ان کا تھوڑا سا حال ذکر کیا ہے، پھر قرآن کو نور کہا گیا ہے کیونکہ یہی وہ روشنی ہے جس سے راہِ راست نظر آتی ہے، حلال و حرام، سچ اور جھوٹ کے درمیان تمیز ہوتی ہے، یہی نور قبر اور آخرت میں روشنی کا باعث بنے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ زخرف (سورۃ ۴۳)

نام: تیسرے رکوع میں " زخرف " کا لفظ آیا ہے اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورت شوریٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں ان جراثیم کی نشاندہی کی گئی ہے جو کفر وشرک اور انکار حق کے امراض پیدا کرتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ

۱۔ شرک ایک ایسی برائی ہے کہ انسان ذرا بھی عقل وخرد سے کام لے تو سمجھ سکتا ہے کہ خود انسانی فطرت شرک کے خلاف شہادت دیتی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اگر مشرکین سے پوچھا جائے کہ یہ کائنات کس کی تخلیق کے کرشمے ہیں تو وہ یہ جواب دینے پر مجبور ہیں کہ ان سب کا خالق اللہ ہی ہے۔

۲۔ لیکن یہ کس قدر افسوسناک رویہ ہے کہ انسان آثار کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے اور دنیا میں انسان کے لیے خدا کے پیدا کئے ہوئے بیشمار انعامات کو دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے، اس کے باوجود خدا کی ناشکری کرتا ہے اور کفر وشرک اختیار کرتا ہے۔

۳۔ انکار حق کی علت دنیا پرستی اور سونے چاندی کی ہوس ہے، یہ ہوس انسان کو آخرت کی فکر سے بے پروا کر دیتی ہے، اور آخرت کے انکار اور آخرت فراموشی کے لازمی نتائج حق کا انکار ہے، اطاعت الٰہی سے سرکشی ہے، اور رسول کی تکذیب ہے۔ دنیا پرستی اور سیم وزر کی ہوس کا روگ ہی تھا جس نے گذشتہ قوموں کو آخرت کے انکار اور آخرت فراموشی میں مبتلا کیا، اور پھر انجام کار انہیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑا۔

۴۔ دنیا پرستی انسان کا ذہن اس طرح مسخ کر دیتی ہے کہ پھر دنیوی آرائشوں اور رونقوں کے پیمانے ہی سے انسان کی قدر وقیمت ناپی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ قرآن طائف یا مکہ کے کسی رئیس پر نازل کیوں نہ ہوا؟

۵۔ یہ ذہنیت بھی کوئی نئی نہیں بلکہ ہمیشہ سے اس ذہنیت کی اسی طرح کارستانیاں رہی ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت میں اسی ذہنیت کا ہاتھ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت فرعون نے اسی بناپر کی کہ وہ کہتا کہ بڑے بڑے شاندار محل، بن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، سب میری ملکیت ہیں، موسی ایک معمولی انسان۔ اگر واقعی یہ اللہ کے مقرب ہوتے تو فرشتے انکے آگے پیچھے ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے نظر آتے، خود ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہوتے، اور رئیسانہ ٹھاٹ باٹ سے رہتے۔

۶۔ یہ دنیاپرستی اور ہوس سیم وزر انسان کو خدا سے سرکشی کراتے ہوئے اس مقام پر لے آتی ہے، جہاں ہلاکت ہوتی ہے اور دنیا کی محبت ہلاکت کا ذریعہ بن تی ہے پھر اس کے غار میں دھکیل دیتی ہے گذشتہ نافرمان قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں۔

۷۔ دنیوی آرائشوں میں آزمائش کی حکمتیں کام کررہی ہیں، یہ چیز انسان کی قدر وقیمت جانچنے کی کسوٹی میں، انسانی شرافت وعظمت کی کسوٹی سیرت وکردار ہے۔ دنیوی ساز وسامان توچند روزہ ہیں، آخرت کی متاع پائیدار ولازوال بھی ہے اور عظیم بھی اور یہ متاع متقین کے لئے ہے۔

۹۔ قیامت میں متقین اور منکرین حق دونوں گروہوں کے جو حالات وکوائف ہونگے ان کا بھی اس سورت میں بیان ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں پہلے تو یہ بتایا ہے کہ چونکہ قرآن کے پہلے مخاطب عرب ہیں اس لیے وہ عربی میں نازل ہوا، ورنہ تو قرآن ساری دنیا کے لیے ہے۔ دنیا کی زبانیں بہت ہیں، بہر حال کسی نہ کسی زبان میں تو نازل ہوتا، عربی میں اس لیے نازل ہوا کہ سب سے پہلے خطاب عرب ہی کو ہے۔ اس کے بعد بتایا ہے کہ منکرین قرآن اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ اس آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا خالق اللہ ہی ہے، اس کے باوجود وہ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ سب خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ حالانکہ خدا کے سامنے کسی کے دم مارنے کی مجال نہیں پھر

اپنی چند قدرتوں اور نشانیوں اور انسانوں پر چند انعامات کا تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ انسان ان سے توحید کا قائل ہو نیز عقیدہ ابنیت (اللہ کے لیے اولاد کا عقیدہ) کی تردید کی گئی ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں کفار و مشرکین کے باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے، پھر بتایا ہے کہ پہلے لوگ اُن رسموں کو اس لیے ترک نہ کرتے تھے کہ انہیں آخرت کا اندیشہ نہ تھا جو وہ اپنے باپ دادا سے میراث میں پائے ہوئے تھے، اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ قوموں نے رسولوں کے پیغام حق کو جھٹلایا، اور ان نافرمانوں اور سرکشوں کو اکثر عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس تاریخی شہادت سے منکرین کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں پہلے حضرت کی دعوتِ حق کا تذکرہ ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنی قوم کو شرک سے باز رکھنے کے لیے کس کس طرح سمجھایا، لیکن سرکشوں پر تو دنیا کی آرائشوں اور رونقوں کا بھوت سوار تھا۔ یہی حال منکرین قرآن کا ہے کہ وہ بھی دنیوی ساز و سامان کے معیار سے انسانوں کو جانچتے ہیں اور اسی لیے کہتے ہیں کہ قرآن طائف یا مکہ کے کسی رئیس پر کیوں نہ نازل ہوا۔ پھر سونے چاندی اور دنیاوی آرائشوں کی حقیقت واضح ہے کہ یہ سب تو اللہ کی جانب سے تقسیم رزق کی مصلحتوں کی بنا پر ہے، اس میں آزمائش کی حکمتیں کام کر رہی ہیں، ورنہ یہ چیز انسان کی قدر و قیمت ناپنے کے لیے پیمانہ نہیں بن سکتی۔ انسان کی شرافت و عظمت کی کسوٹی اس کے اخلاق و کردار ہیں، دنیوی ساز و سامان تو محض چند روزہ ہیں، البتہ آخرت کی پونجی پائیدار اور نہ مٹنے والی ہے اور آخرت کی متاع متقین کے لیے ہے۔

رکوع ۴: اس رکوع میں بتایا گیا ہے جب شیطان انسان پر قابو پالیتا ہے تو وہ اُسے بہکا کر بری راہ پر لگا دیتا ہے اور خدا کی یاد سے دل کو غافل بنا دیتا ہے، لیکن قیامت کے دن یہی انسان شیطان کے متعلق کہنے لگا کہ یہ میرا کتنا برا ساتھی تھا، اس وقت انسان چاہے گا کہ شیطان کو سوں دور ہو جائے لیکن پھر کیا فائدہ؟ وہ دن

فیصلہ کا ہو گا ایسے شخص اور اس کے شیطان سب کو عذاب دیا جائے گا۔ لہذا صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنا چاہیے، اور یہ صراط مستقیم قرآن کی اتباع کا دوسرا نام ہے۔

رکوع ۵: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون اور اس کی قوم کو دعوت حق دی تو کس طرح فرعون نے سرکشی کی، اس کی یہ سرکشی اور حق سے بغاوت اس بنا پر تھی کہ وہ کہتا "سلطنت کا میں مالک بڑے بڑے محل اور ان کے نیچے بہتی ہوئی نہریں سب میری ملکیت اور موسیٰ علیہ السلام ایک معمولی انسان، اگر واقعی یہ اللہ کے مقرب ہوتے تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ فرشتے ان کے ساتھ پرا باندھے نظر آتے، اور خود ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہوتے، اور رئیسانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ نظر آتے" ۔ اس طرح فرعون دنیا پرستی اور دنیوی سامان آرائش میں غرق ہونے کی وجہ سے خدا کو بھول گیا تھا اور اس نے اپنی قوم کو بھی فسق و فجور میں مبتلا کر رکھا تھا لیکن آخر کار وہ دریا میں غرق ہو گیا۔

رکوع ۶: اس رکوع میں حضرت عیسی کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ جو لوگ ان کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں سراسر جھوٹ اور باطل ہے، وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں، وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق تھے، بشر تھے، سوائے اس کے کہ اللہ نے ان کو رسالت سے سرفراز فرمایا تھا، اور توحید اور راہِ ہدایت کی دعوت دیتے تھے۔

رکوع ۷: اس رکوع میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن آیاتِ الٰہی کی تصدیق کرنے والے مسلمانوں سے کہا جائے گا کہ آج کے دن تمہارے لیے نہ کوئی خوف کا مقام ہے اور نہ غم کا، جنت میں آرام و اطمینان کے ساتھ رہو۔ پھر جنت میں ملنے والی خدا کی ایسی ایسی نعمتوں کا تذکرہ ہے جس کا تصور بھی کیا جانا مشکل ہے۔ پھر بتایا ہے کہ مجرمین کے لیے ٹھکانہ جہنم ہے جہاں ان کے لیے عذاب میں کوئی کمی نہیں ہو گی، وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے۔ پھر عقیدۂ ابنیت کی تردید کی گئی ہے اس کے بعد کہا گیا ہے کہ یہ منکرین اپنی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر قیامت میں دنیا پرستی کے مزے چکھیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ دخان (سورۃ ۴۴)

نام: پہلے رکوع کی آیت فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (اس دن کا انتظار کرو کہ جب آسمان کھلا دھواں لائے) سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ زخرف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: مندرجہ ذیل **مضامین** پر یہ سورت مشتمل ہے:

۱۔ توحید کی تعلیم دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ سلسلہ رسالت کا قائم کرنا اللہ کی انتہائی رحمت ہے، اسی سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی رسالت محمدیہ ﷺ ہے۔ اور قرآن ایک نہایت بابرکت رات کو نازل کیا گیا تاکہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔

۲۔ منکرین حق آخرت کے معاملہ میں سخت مغالطہ میں مبتلا ہیں حالانکہ یہ آکر رہے گی، جس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آسمان کا دھویں سے بھر جانا ہے۔

۳۔ بنی اسرائیل پر اللہ نے بڑے احسانات و انعامات کئے، انہیں فرعون کے مظالم سے نجات دی، لیکن انہوں نے ناشکری کی، اور جب ناشکری کی تو اللہ نے انہیں فضیلت عطا فرمائی تھی وہ ان سے چھین لی گئی۔

۴۔ اب فضیلت اُس امت کے حق میں مقدر ہو چکی ہے جو قرآن کی حامل اور اس پر عامل ہو۔

۵۔ منکروں اور کافروں کو قیامت میں جو دردناک سزائیں ملیں گی ان کی کچھ تفصیلیں بیان ہوئی ہیں۔

۶۔ متقین کو قیامت میں جو نعمتیں ملیں گی اس کا بھی تھوڑا بیان ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں توحید کا سبق دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ منکرین حق آخرت کے معاملہ میں سخت مغالطہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے رسول ﷺ! اس دن کا انتظار کرو جب آسمان دھوؤں سے ڈھک جائے گا، پھر منکرین حق اُس عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے جس سے وہ غافل ہیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کو دہرایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے مشرکین جن محلوں میں رہتے اور جس زمین پر ان کا اقتدار تھا سب کا اللہ نے بنی اسرائیل کو وارث بنادیا۔

رکوع ۲: اس رکوع میں بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات کا تذکرہ ہے کہ کس طرح اللہ نے ان کو فرعون کے مظالم سے نجات دلائی۔ کس طرح ان کو دنیا میں فضیلت عطا کی۔ پھر کافروں کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آخرت کی زندگی کے منکرین ہیں، اور جب ان کی آنکھیں کھلیں گی تو پھر اس وقت کوئی بات قابلِ قبول نہ ہوگی۔

رکوع ۳: اس رکوع میں ذرا تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ گنہ گاروں اور اپنے گناہوں پر اصرار کرنے والوں کو قیامت کے دن کس قدر دردناک عذاب دیا جائے گا جس سے بھیجہ پلپلا ہو جائے گا اور کہا جائے گا۔ ”چکھو! اپنے کرتوت کا پھل، دنیا میں بڑے اکڑے پھرتے تھے“۔ اس کے بعد متقین کے لیے جو نعمتیں مہیا ہوں گی ان کی تھوڑی بہت تفصیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جاثیہ (سورۃ ۴۵)

نام: جاثیہ گھٹنوں کے بل بیٹھنے والی (جماعت) کو کہتے ہیں، تیسرے رکوع کی آیت میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے کہ میدان حشر میں۔ وتریٰ کل امۃ جاثیہ (اور تو ہر اُمت کو گھٹنوں کے بل دیکھے گا) اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ دخان کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: توحید کی تعلیم واثبات اور عقیدۂ دہریت کا ابطال اس سورت کا مرکزی مضمون ہے چنانچہ بتایا ہے کہ

ا۔ کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کی بیشمار نشانیوں کو دیکھتے رہنے اور اللہ کے بے شمار انعامات سے فائدے اٹھاتے رہنے کے باوجود توحید کا انکار قابلِ لعنت ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل پر سالہاسال اللہ نے انعامات واحسانات کئے لیکن اس بدبخت قوم نے اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی ماری۔ اب قرآن نازل ہوا ہے جو سراپا ہدایت ہے اور رحمت الٰہی ہے، بنی اسرائیل کے سنبھلنے کا یہ آخری موقع ہے، اگر اس رحمت وہدایت سے یہ فائدہ اٹھائیں تو ان کے حق میں اچھا ہوگا ورنہ ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہو کر رہیں گے۔

۳۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی اور دنیوی حیات ہی کو سب کچھ سمجھ لینا، وہ بس کی گانٹھ ہے جو حق سے غفلت اور آخرت کا انکار کراتی ہے، اور انسان دہریت میں مبتلا ہو کر سمجھتا ہے کہ بس جو کچھ ہے یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد ہم گل سڑ کر مٹی میں مل جائیں گے اور پھر کوئی زندگی نہیں۔

۴۔ حالانکہ یہ کائنات اوراس کے یہ آثار اور اس کائنات سے انسان کی تعلق کی نوعیت خود آخرت کے وقوع کی شہادت دیتے ہیں لیکن انسان نفس کا بندہ ہو کر سب کچھ بھلا بیٹھتا ہے۔

۵۔ قیامت کا جو نقشہ ہوگا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اُس دن ہر امت اللہ کے حضور گھٹنے ٹیکے حاضر ہوگی، اور ہر امت اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پکاری جائے گی اور ہر عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

رکوع ۱: اس رکوع میں اللہ کی قدرتوں اور نشانیوں کے تذکرہ کے بعد توحید کا سبق دیتے ہوئے بد کرداروں پر پھٹکار کی گئی ہے کیونکہ کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کی بیشمار نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود توحید کا

انکار کرنا اسی بات کا مستحق ہے کہ ایسی حرکت پر جس قدر لعنت سلامت کی جائے کم ہے اور ایسے منکرین کو عذاب الیم کی خبر دے دی جائے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں پہلے کائنات اور نظام کائنات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ عقل و ہوش والوں کے لیے اس میں توحید کا سبق ہے، پھر بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اللہ نے مسلسل سالہا سال ان پر انعامات کی بارشیں کیں حکومت، نبوت بہتر سے بہتر سامان رزق عطا فرمایا لیکن یہ بنی اسرائیل سخت ناشکرے ہیں کہ انہوں نے اختلافات اور تفرقہ میں پڑ کر حق سے غفلت اختیار کرلی۔ قیامت کے دن اللہ تمام باتوں کا فیصلہ فرمادے گا۔ پھر کہا گیا ہے کہ اب رسول اللہ ﷺ کو شریعت حقہ دے کر بھیجا گیا ہے، یہ قرآن لوگوں کے لیے عبرت و نصیحت کا مرقع ہے، ہدایت اور رحمتِ الٰہی ہے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں، ان کا اللہ دراصل ان کا نفس ہے، کیونکہ اللہ کا تسلیم کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا اگر اس کی فرماں برداری نہ کی جائے، اس لیے جس کی اطاعت ہوگی وہی اللہ بنے گا، اور جو جس کی اطاعت کرے گا وہ اس کا بندہ کہلائے گا۔ خواہشات نفس کے غلام لوگوں کے کان اور دل پر گویا مُہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں کہ قرآن کا نور ان کے سامنے ہے مگر وہ اسے دیکھتے نہیں، اس کی آواز حق سنتے نہیں، اس کا پیغام دل میں اتارتے نہیں اور یہ سب اس لیے کہ سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ لیا گیا ہے اور منکرین حق کہتے ہیں کہ جو کچھ دنیا کی زندگی ہے پھر اس زندگی کے بعد کچھ نہیں، ہماری موت کسی حی و قیوم کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ دہر (زمانہ) ہے جو ہمیں مارتا ہے، اور ہم مرنے کے بعد گل سڑ کر مٹی میں مل جائیں گے، یہ آخرت وغیرہ کچھ نہیں۔ حالانکہ زندگی و موت اللہ کے قبضے میں ہے، وہی پیدا کرتا ہے، وہی مارتا ہے اور وہی قیامت میں سب کو زندہ کرکے اٹھائے گا۔

رکوع ۴: اس رکوع میں قیامت کا نقشہ کھینچ کر بتایا گیا ہے کہ کس طرح ہر امت اللہ کے سامنے گھٹنے ٹیکے حاضر ہو گی اور ہر امت اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پکاری جائے گی اور اس کے ہر عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ کفر و شرک کی روش پر چلنے والے لوگ جو گھمنڈ میں گرفتار ہیں ان کا اس دن کیسا کچھ بُرا حال ہو گا۔ وہ اس دن بھلا دیئے جائیں گے جس طرح وہ قیامت کو بھولے بیٹھے ہیں اور دوزخ سے انہیں رہائی نہ ملے گی، اور صاحب ایمان جو عمل صالح پر کاربند رہیں گے اللہ کی رحمت انہیں اپنے سایہ میں لے گی، اور یہی زبردست کامیابی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ احقاف (سورۃ ۴۶)

نام: تیسرے رکوع کی آیت اذانذر قومہ بالاحقاف (جب حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا) سے ماخوذ ہے۔ احقاف ریتیلے میدان کو کہتے ہیں، اور ایک مقام کا نام بھی ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ جاثیہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا اعلان کرتے ہوئے شرک کا مختلف انداز سے نہایت ٹھوس بنیادوں پر رد کیا گیا ہے اس کی تردید میں عقلی دلیلیں بھی دی گئی ہیں اور تاریخ بھی، اور بتایا ہے کہ مشرکین خدا کے ساتھ جن مخلوقات کو شریک ٹھہراتے ہیں وہ نہایت بے بس ہیں، اور ان کی لاچاری و بے بسی کو خود مشرکین جانتے ہیں لیکن اپنے نفس کو فریب دے لیتے ہیں۔ عاد جیسی زبردست قوم پر جب عذاب آیا تو ان کے معبودان باطلہ کوئی کام نہ آسکے۔ توحید کی تعلیم اور شرک کی تردید کے علاوہ اس سورت میں بعض معاشرتی ہدایات بھی دی گئی ہیں مثلاً والدین کے ساتھ حسن سلوک، معروف میں ان کی

اطاعت، رضاعت (دودھ پلانے) کی مدت زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال ہے۔ ساتھ ہی ان لوگوں کے لیے دنیاوآخرت میں فوزوفلاح کی بشارت دی گئی ہے جو توحید کا اقرار کر کے اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

رکوع ۱: اس رکوع میں پہلے یہ سمجھایا گیا ہے کہ یہ قرآن حکیم اُس ہستی کا کلام ہے جو آسمانوں اور زمین کی خالق ہے۔ اس کے بعد پھر کفار و مشرکین سے رسول کے واسطے سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کو تم پکارتے ہو ذرا مجھے دکھاؤ کہ وہ کون صاحب ہیں جنہوں نے زمین اور اس زمینی مخلوقات میں سے کیا چیز پیدا کر کے تیر مارا ہے؟ یا یہ کہ انہوں نے آسمان کی بناوٹ میں خدا کا ہاتھ بٹایا ہے؟ اور اس بات کے ثبوت میں کسی پہلے کی کتاب یا کوئی علمی روایت پیش کریں۔ اس طرح کفر و شرک کی تردید کرتے ہوئے توحید کی دعوت دی گئی ہے اور منکرین کو قیامت کی دردناکیوں سے ڈرایا گیا ہے۔

رکوع ۲: اس رکوع میں کہا گیا ہے کہ منکرینِ قرآن کہتے ہیں کہ قرآن میں اچھی باتیں نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہوئی کتاب کو تم نے کب تسلیم کیا تھا جو قرآن سے پہلے کی آسمانی کتاب ہے۔ پھر بتایا گیا ہے کہ قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے سارے انبیاء پر ایمان کی طرف بلاتا ہے، پس اگر تورات میں خوبیاں تھیں تو قرآن بھی سچی کتاب ٹھہری۔ اس کے بعد ان لوگوں کو بشارت دی ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں، پھر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جو والدین کی اسلامی نصیحت پر کان نہیں دھرتے، اور اپنے ماں باپ کی معروف میں اطاعت نہیں کرتے انہیں قیامت میں ذلت و نامرادی سے دھمکایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ قیامت میں کیا معاملہ کیا جائے گا۔

رکوع ۳: اس رکوع میں قوم عاد کی نافرمانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ جب اس قوم نے اپنے رسول (حضرت ہود علیہ السلام) کی دعوتِ حق کی تکذیب کی اور انکار و سرکشی پر اڑی رہی تو ان پر عذاب کا خدائی فیصلہ ہوا۔ بادل اٹھے، اسے دیکھ کر اس قوم نے کہا۔ ”واہ واہ، کیا اچھے بادل ہیں، یہ پانی خوب

برسائیں گے"۔ حالانکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ وہی عذاب تھا جس کا یہ لوگ مذاق اُڑارہے تھے۔ وہ ایک زبردست آندھی تھی جس نے اس قوم کو تہس نہس کر کے رکھ دیا حالانکہ وہ منکرین قرآن سے زیادہ مادی طاقت رکھتے تھے۔ عاد کو تو اپنی قوت وحشمت پر ناز تھا کہا کرتے۔ من اشد منا قوۃ لیکن کان، آنکھ اور دل رکھنے کے باوجود انہوں نے جب ان سے کام نہ لیا اور اللہ کی آیات کا مذاق اُڑایا تو ان کی ساری قوت وحشمت دھری کی دھری رہ گئی، تو پھر بھلا یہ منکرین قرآن کس شمار میں ہیں؟

رکوع ۴: اس رکوع میں بتایا گیا کہ گزشتہ بت پرست اور مشرک بہت سی بستیاں ان کے انکار وسرکشی کی بنا پر ہلاک کر دی گئیں اور ان کے معبودان باطلہ ان کے کسی کام نہ آسکے، تو تمہارے کیسے کام آئیں گے؟ اس کے بعد ایک موقع پر جنّوں کا قرآن سن کر ایمان لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ وہ تو اسے سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرنے لگے، اور تم ہو کہ بار بار سمجھانے بجھانے کے باوجود انکار پر جمے بیٹھے ہو۔ پھر رسول ﷺ کو صبر وثبات کے ساتھ دعوت حق کی ہدایت کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جاثیہ (سورۃ ۴۵)

رکوع ۱: اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ذکر، توحید کا سبق، اور بدکرداروں پر لعنت کا تذکرہ ہے کیونکہ کائنات میں اللہ کی بہت نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود توحید کا انکار کرنے والے پر جتنی لعنت کی جائے کم ہے، اور ایسے منکرین کیلئے دردناک عذاب ہے۔

رکوع ۲: (۱) اس رکوع میں پہلے کائنات کے نظام کی طرف توجہ دلا کر عقلمندوں کو توحید کا سبق دیا گیا ہے
۔

(۲) پھر بنی اسرائیل کا ذکر ہے کہ اللہ نے ان پر نعمتوں کی مسلسل بارش کی، حکومت، نبوت اور بہترین رزق عطا کیا لیکن انہوں نے ناشکری کی اور اختلافات و تفرقہ میں پڑ کر حق سے غافل رہے، قیامت میں اللہ تمام باتوں کا فیصلہ کرے گا۔

(۳) پھر فرمایا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا گیا ہے یہ قرآن لوگوں کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔

رکوع ۳: (۱) اس رکوع میں خواہشاتِ نفسانی پر چلنے والوں کا الٰہ ان کے نفس کو بتایا گیا ہے کیونکہ وہ اللہ کی اطاعت کے بجائے اپنے نفس کی اطاعت کرتے ہیں انکے کانوں اور دلوں پر مہر اور آنکھوں پر پردے ہیں وہ قرآن کا نور نہیں دیکھتے، حق کی آواز نہیں سنتے، اس کا پیغام دل میں نہیں اتارتے کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو اصل سمجھ لیا ہے اور یہ منکرین حق کہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کے بعد کچھ نہیں ہماری موت کسی کے قبضہ میں نہیں بلکہ زمانہ (دہر) ہمیں مارتا ہے، ہم مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے آخرت کچھ نہیں حالانکہ زندگی و موت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے وہی قیامت میں زندہ کر کے اٹھائے گا۔

رکوع ۴: اس رکوع میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ہر امت اللہ کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے حاضر ہو گی اور اپنے نامہ اعمال کیساتھ پکاری جائیگی اور اس دن اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، کفر و شرک کرنیوالے متکبرین کا برا حال ہو گا جیسے انہوں نے قیامت کو بھلایا ایسے ہی انہیں بھلا دیا جائے گا انہیں دوزخ سے رہائی نہ ملے گی۔ ایمان اور نیک عمل کرنیوالے اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہونگے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ احقاف (سورۃ ۴۶)

نام: "احقاف" ریتیلا میدان یا ایک مقام کا نام بھی ہے اذ انذر قومہ بالاحقاف (جب حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ جاثیہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا اعلان اور شرک کی تردید میں عقلی اور تاریخی دلائل بیان کیے گئے ہیں، اور یہ بتایا ہے کہ مشرکین اپنے شریکوں کی بے بسی اور لاچاری کو خود جانتے ہیں لیکن اپنے نفس کو فریب دیتے ہیں عاد جیسی قوم پر جب عذاب آیا تو انکے باطل معبود انکے کام نہ آسکے۔ اس سورت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور رضاعت (دودھ پلانے) کی مدت زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال بتائی گئی ہے۔ توحید کا اقرار کر کے اس پر ثابت قدم رہنے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں کامیابی کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں سمجھایا گیا ہے کہ قرآن آسمان و زمین کے خالق کا کلام ہے، پھر کفار و مشرکین کو خطاب ہے کہ اللہ کے سوا تم جن جن کو پکارتے ہو دکھاؤ کہ انہوں نے کیا چیز پیدا کی ہے؟ اس طرح کفر و شرک کی تردید اور توحید کی دعوت دی گئی ہے اور منکرین کو قیامت کے احوال سے ڈرایا گیا ہے۔

رکوع ۲: (۱) اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ منکرینِ قرآن کہتے ہیں کہ قرآن میں اچھی باتیں نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن سے پہلے آسمانی کتاب تورات کو تم نے کب تسلیم کیا تھا؟ قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے اور تمام انبیاء علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے لہٰذا قرآن حق ہے۔

(۲) ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں کیلئے خوشخبری ہے۔

(۳)والدین کیساتھ حسن سلوک کی تاکید اور معروف میں انکی نافرمانی کرنے والوں کا قیامت میں ذلیل و نامراد ہونا بیان کیا گیا ہے۔

رکوع ۳:(۱)اس رکوع میں قومِ عاد کی نافرمانیوں کا ذکر ہے جب انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلایا اور سرکشی کی تو ان پر عذاب آیا وہ بادل دیکھ کر خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ پانی برسائیں گے حالانکہ یہ عذاب تھا جس سے وہ باخبر تھے اور اسکا مذاق اڑاتے تھے، ایک زبردست آندھی نے انہیں برباد کر دیا حالانکہ وہ منکرین ان مشرکین مکہ سے زیادہ طاقتور تھے لیکن انہوں نے اپنے حواس سے کام نہ لیا اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا انکی قوت و حشمت انکے کام نہ آئی تو پھر منکرین قرآن کس شمار میں ہیں۔

رکوع ۴:(۱)اس رکوع میں ان کفار و مشرکین کی ہلاکت کا ذکر ہے جنہیں پہلے کفر و شرک کیوجہ سے ہلاک کیا گیا تھا اور انکے باطل معبود انکے کسی کام نہ آسکے تھے تو تمہارے کیسے کام آئیں گے؟

(۲)جن کے قرآن سن کر ایمان لانے کا ذکر ہے کہ وہ ایمان لاکر اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کرنے لگے اور تم ہو کہ سمجھانے کے باوجود انکار پر جمے ہوئے ہو۔

(۳)پھر رسول اللہ ﷺ کو صبر و استقامت کے ساتھ دعوتِ حق کی ہدایت کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ محمد ﷺ(سورۃ ۴۷)

نام: وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ۔۔۔(اور وہ ایمان لائے اس پر جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا)سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: مدنی دور کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی۔

مضامین :(۱)مہاجرین کو تسلی اور انکے جذبہ ہجرت کی قبولیت کی بشارت۔

(۲)اسلام کے دشمنوں سے جہاد و قتال کی اجازت۔

(۳)جہاد کی اصولی ہدایات واحکام۔

(۴)منافقین اور انکی سازشوں کی نشاندہی۔

(۵)اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی تاکید۔

(۶)دنیوی زندگی کی حقیقت۔

(۷) بخل کی مذمت اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب۔

(۸) کفار و مشرکین کی دنیاو آخرت میں ناکامی اور مسلمانوں کی کامیابی کی بشارت اور اسی سلسلے میں فتح مکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

رکوع ۱:(۱)اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ کفر کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں انکے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے۔

(۲)لوگ اللہ اور اسکے کلام پر ایمان لا کر اسکے مطابق نیک عمل کرینگے انکے گناہ معاف ہو جائیں گے، انکی حالت بہتر کی جائے گی۔

(۳)اس کے بعد مسلمانوں کو جہاد کی تعلیم دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ شہادت کا کتنا بڑا اجر ہے۔

(۴)پھر صبر واستقامت اور توکّل کا سبق ہے۔

(۵)اس رکوع میں جنگی قیدیوں کے بعض احکام بھی ہیں۔

رکوع ۲:(۱)اس رکوع میں مومنوں کی اخروی کامیابی کا ذکر ہے۔

(۲) کفر کا طریقہ اختیار کرنے والوں کی بلا مقصد زندگی کو جانوروں کی زندگی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۳)پھر یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ اہل مکہ سے زیادہ طاقتور تھے جب انکا صفایا ہو گیا تو اہل مکہ پر فتح کیا بڑی بات ہے۔

(۴) پھر جنت کی نعمتوں کا بیان ہے۔

(۵) پھر یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ حق بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نہ نکال دینا چاہیے جیسا کہ بعض کفار کی عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر سب سنتے تھے لیکن باہر جا کر اہل علم سے پوچھتے تھے کہ ابھی محمد ﷺ نے کیا کہا تھا؟ یہ مرض خواہشات نفسانی کی پیروی سے پیدا ہوتا ہے ۔

رکوع ۳:(۱) اس رکوع میں ان لوگوں کی سخت مذمت ہے جن کی روح جہاد کے نام سے کانپتی ہے اور بتایا گیا ہے کہ

(۲) جب موت وحیات اللہ کے اختیار میں ہے تو پھر جہاد سے بچ کر موت سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔

(۳) ایسے لوگوں کے ساتھ موت کے وقت موت کے فرشتوں کی سختی کو بیان کیا گیا ہے۔

رکوع ۴:(۱) اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ منافقین اس دھوکہ میں ہیں کہ لوگوں کو انکے نفاق کا علم نہ ہو گا حالانکہ اللہ انکے نفاق کو ظاہر کر دے گا۔

(۲) پھر بتایا گیا ہے کہ منافقین اپنے طرز گفتگو سے پہچانے جا سکتے ہیں۔

(۳) پھر اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کا حکم اور انکی اطاعت سے غفلت کے نتیجہ میں اعمال کا برباد ہو جانا بتایا گیا ہے۔

(۴) پھر دنیوی زندگی کی حقیقت کا بیان ہے۔

(۵) پھر اسلام کو سربلند کرنے کیلئے جہاد میں مال خرچ کرنے کی خوب ترغیب دی گئی ہے۔

(۶) بتایا گیا ہے کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ کسی دوسری قوم کو مسلمانوں کی جگہ لے آئے گا جو مسلمانوں کی طرح نہ ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فتح (سورۃ۴۸)

مضامین :(۱) صلح حدیبیہ کو بجائے خود فتح قرار دینے کے ساتھ ہی مستقبل میں فتح و نصرت کی بشارت کے علاوہ اس سورت میں

مومنوں کیلئے جنت کی بشارت اور منافقین کیلئے اللہ کے غضب و لعنت کی خبر۔

(۲) منافقین کے کردار کی جھلک۔

(۳) بیعت رضوان اور اس میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رضائے الٰہی کی بشارت۔

(۴) صلح حدیبیہ کی ان حکمتوں کا ذکر جن کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان غمگین تھے اور جن کا علم اللہ ہی کو تھا یا جن تک نگاہِ رسالت ہی پہنچ سکتی تھی۔

(۵) رسول اللہ ﷺ کے ایک سچے خواب اور اسکی تعبیر کا ذکر اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چند عظمتوں کا بیان ہے۔

رکوع ۱:(۱) اس رکوع میں صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو فتح دی اور مومنوں کے قلوب پر تسکین نازل کی۔

(۲) درمیان میں بتایا گیا ہے کہ آسمان اور زمین کے لشکر اللہ ہی کیلئے ہیں۔

(۳) مومنوں کیلئے جنت کی بشارت اور منافقین کیلئے اللہ کے غضب و لعنت کی خبر دی گئی ہے۔

(۴) اخیر میں یہ بتایا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دستِ مبارک پر بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ کا ہاتھ تھا۔

رکوع ۲:(۱)اس رکوع میں جہاد سے پیچھے رہ جانے والے منافقین کو عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔
(۲) حقیقی معذورین کو مستثنٰی کرتے ہوئے معاف کیا گیا ہے۔
(۳) اللہ اور رسول ﷺ کی اخلاص کیساتھ اطاعت کی طرف دعوت اور اطاعت کرنیوالوں کیلئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔
رکوع ۳:(۱)اس رکوع میں بیعت رضوان کے تمام شرکاء کو رضائے الٰہی کی سند دی گئی ہے۔
(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ کیلئے اصرار کر رہے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے قریش سے صلح کرلی توبظاہر معلوم ہوتا تھا کہ یہ صلح دب کر کی گئی ہے، مگر اسکی حکمتوں اور فائدوں کا علم اللہ ورسول ﷺ کو تھا۔ ان حکمتوں میں سے ایک کا ذکر یہاں ہے کہ مکہ میں بہت سے مومن مرد وعورتیں ہیں جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے ہیں اب اگر جنگ ہو گی تو مسلمان مجاہدین لاعلمی میں ان مومن مردوں اور عورتوں کو قتل کرینگے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے ہیں۔ اس بات کو دلوں کا حال جاننے والا ہی جانتا ہے اس لیے اس نے جنگ سے روکا ورنہ اجازت دے دیتا۔
رکوع ۴:(۱)اس رکوع میں رسول اللہ ﷺ کے خواب کا ذکر ہے کہ مسلمان بے خوف وخطر مکہ میں داخل ہو کر حج وعمرہ ادا کر رہے ہیں۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خواب بالکل صحیح تھا چنانچہ اگلے سال مسلمان مکہ گئے اور عمرہ ادا کیا اسکے بعد فتحمکہ کے موقع پر مسلمان جس شان وشوکت کیساتھ داخل ہوئے سب کو معلوم ہے۔
(۳) اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور تورات وانجیل میں انکی جو صفات مذکور ہیں انکا بیان ہے، خاص طور پر انکی پہچان ہے کہ نمازوں اور سجدوں کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر نشانات ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حجرات (سورۃ ۴۹)

نام: إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ ۔۔۔(بے شک وہ لوگ جو آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: ۹ھ میں نازل ہوئی۔

مضامین : اس سورت میں

(۱) آداب رسالت کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۲) بلا تصدیق خبروں پر اعتبار کرنے کے مفاسد۔

(۳) مسلمانوں میں آپس میں کسی وجہ سے جنگ ہو جائے تو صلح صفائی کرانے کی ترغیب معاشرت سے متعلق چند اہم احکام بیان کیے گئے ہیں۔

رکوع ۱: اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ

(۱) رسول ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنا اور عام آدمیوں کی طرح انہیں پکارنا گستاخی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے عمل ضائع ہو جائے۔

(۲) ایسے لوگ جو آپ ﷺ کو حجرے کے باہر سے آواز دیا کرتے ہیں، بے عقل ہیں، انہیں صبر کرنا چاہیے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود باہر تشریف لے آئیں۔

(۳) پھر حکم دیا گیا ہے کہ بغیر تحقیق کے کسی خبر پر یقین کر لینا اور اسے پھیلانا نقصان و فساد کا سبب ہے۔

(۴) پھر آپس کے اتحاد و اتفاق کیساتھ معاملات انجام دینے کا حکم ہے۔

رکوع ۲:اس رکوع میں معاشرت سے متعلق مندرجہ ذیل احکام ہیں:

(۱) ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑانا چاہیے۔

(۲) طعنے نہ دینا چاہیے۔

(۳) برے نام سے نہ پکارنا چاہیے۔

(۴) بدگمانی نہ کرنی چاہیے۔

(۵) مسلمانوں کے عیب معلوم کرنے کیلئے ٹوہ نہ لگانا چاہیے۔

(٦) کسی کی غیبت کرنا انتہائی مہلک مرض ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ق (سورۃ ۵۰)

نام: حروف مقطّعات میں سے حرف ق سے شروع ہونیکی وجہ سے اسی حرف کو سورت علامتی نام بنادیا گیا۔

زمانہ نزول: مکّی دور کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین :(۱) اس سورت میں توحید کو ثابت کیا گیا ہے۔

(۲) منکرین کے شبہات کو رد کیا گیا ہے۔

(۳) آخرت کی زندگی پر مختلف دلائل دیئے گئے ہیں۔

(۴)انسان کے ذمہ دار مخلوق ہونے کی حیثیت کو ذہن نشین کرایا گیا ہے۔

(۵) ان تمام امور پر عقلی دلائل۔

(٦) توحید اور اسکے تقاضوں پر عمل نہ کرنے کے لازمی نتائج۔

(۷) رسولوں کی تکذیب اور اس پر اصرار کے خوفناک نتائج جن سے گذشتہ قومیں دوچار ہوئیں بیان کیے گئے ہیں۔

(۸) اخیر میں اللہ کی اطاعت اور اسکی سرکشی کرنیوالوں کیساتھ قیامت میں جو معاملات پیش آئیں گے انکا بیان۔

(۹) صبر استقامت اور اللہ کی تسبیح و تحمید کی تاکید ہے۔

رکوع ۱:(۱) اس رکوع میں حق کا انکار کرنے والوں کے تعجب کا ذکر ہے جو وہ کیا کرتے تھے کہ انسان رسول کیسے ہو گیا۔

(۲) پھر اس تعجب کا ذکر ہے جو وہ دوبارہ زندہ کیے جانے پر کرتے تھے۔

(۳) پھر ان دونوں کی تردید ہے اور جواب میں کائنات کے آثار بتائے گئے ہیں کہ اس عظیم کارخانے کے وجود پر تمہیں تعجب نہیں؟

(۴) پھر ایک مثال سے بتایا گیا ہے کہ مردہ زمین کو کون زندہ کرتا ہے؟ بارش کون برساتا ہے؟ ہوائیں کون چلاتا ہے؟ وہی قیامت کے دن لوگوں کو زمین سے اٹھائے گا۔

(۵) ساتھ ہی سرکش قوموں (قوم عاد، قوم نوح، قوم لوط و ثمود وغیرہ) کی اللہ اور رسولوں کی تکذیب کے سبب ہلاکت کا ذکر ہے۔

رکوع ۲:(۱) اللہ کے عالم الغیب ہونے اور شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کا ذکر ہے۔

(۲) پھر بتایا گیا ہے کہ انسان کی زبان سے جوں ہی کوئی لفظ نکلتا ہے اللہ کے فرشتے اسے محفوظ کر لیتے ہیں۔

(۳) پھر غافلوں کا ذکر اور قیامت میں انکے انجام کا بیان ہے۔

رکوع ۳:(۱) اس رکوع میں جہنم کا ذکر ہے کہ اس سے پوچھا جائیگا کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ جواب دیگی اور کچھ ہے؟

(۲) پھر متقیوں کیلیۓ جنت اور اسکی نعمتوں کا بیان ہے۔

(۳) حضور ﷺ کو صبر و استقامت کیساتھ تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔

(۴) طلوع شمس سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کو اور نمازوں کے بعد اللہ کی حمد کا حکم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ذاریات (سورۃ ۵۱)

نام: ذاریات: لڑنے والی ہوائیں۔ ”وَالذَّارِيَاتِ ذَرْواً (1)“ سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: مکی دور کا ابتدائی زمانہ۔

مضامین :(۱) اس سورت میں قیامت کے وقوع پر کائنات کے مختلف آثار سے شہادت۔

(۲) قیامت سے بے فکری کا سبب خواہش نفس کا اتباع۔

(۳) مال و دولت کے بارے میں اسلام کے اصولی نظریہ کی تعلیم۔

(۴) کائنات اور اسکے نظام کے ذریعہ توحید کا سبق۔

(۵) معاشرے میں بے حیائی کے خوفناک نتائج اور اس پر تاریخی شہادت کے طور پر فرعون، عاد، ثمود اور قوم نوح کا ذکر۔

(۷) رسول اللہ ﷺ اور انکے واسطہ سے مسلمانوں کو دین کی دعوت میں لگے رہنے کی ہدایت۔

(۸) انسان اور جنّات کی پیدائش کے اصل مقصد کا بیان ہے۔

رکوع ۱:(۱) قیامت کے یقینی وقوع اور جزاوسزا کا بیان ہے۔

(۲) پھر کہا گیا ہے کہ قیامت سے وہی بے فکر رہ سکتا ہے جو خواہشاتِ نفس کا غلام ہو۔

(۳) پھر تقویٰ کی فضیلت اور متقی کیلئے اللہ کے انعامات کا بیان ہے۔

(۴) پھر مال و دولت کے متعلق اللہ کا حکم یہ بتایا گیا ہے کہ مال میں سوال کرنیوالے اور مال سے محروم لوگوں کا حصہ ہے، لہٰذا جو مالدار مستحق کی مدد نہیں کرتا وہ دراصل حقوقِ انسانی کو غصب کرتا ہے جو مال اس کے پاس ہے وہ اللہ کی امانت ہے۔

(۵) ساتھ ہی کائنات کے نظام کے ذریعہ توحید کا سبق دیا گیا ہے۔

رکوع ۲:(۱)اس رکوع میں فرشتوں کی اس جماعت کا ذکر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے انہیں مہمان سمجھا اور کھانا پینا پیش کیا، جب حقیقت معلوم ہوئی تو آنے کا مقصد پوچھا، انہوں نے کہا۔ "ہم قوم لوط پر پتھروں کی بارش کرکے انہیں ہلاک کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں"۔

(۲) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر ہے۔

(۳) پھر عاد، ثمود اور قوم نوح علیہ السلام پر عذابوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

رکوع ۳:(۱)اس رکوع میں اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان پھر توحید کا سبق۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو حق کی تبلیغ کی ہدایت دیتے ہوئے تسلی دی گئی ہے کہ آپ کفار کی باتوں پر دلبرداشتہ نہ ہوں۔

(۳) پھر انسان اور جنات کی پیدائش کا مقصد عبادت بیان کیا گیا ہے اور عبادت محض نماز روزے کا نام نہیں بلکہ زندگی کے ہر قدم پر اللہ کی اطاعت کرنے کا نام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طور (سورۃ ۵۲)

نام: سورت کے ابتدائی لفظ" والطور" سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ سجدہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین :(ا) لفظ طور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس وحی کی طرف اشارہ ہے جسکا نزول طور پر ہوا تھا، اور اس بات پر شہادت ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی کی مخالفت کرنے والوں کا انجام ہلاکت ہوا اسی طرح قرآن کے مخالفین کا انجام بھی دنیا و آخرت میں ہلاکت ہو گا۔

(۲) پھر قیامت پر دلائل دیئے گئے ہیں۔

(۳) متقین کے لیے کامیابی کی بشارت ہے۔

(۴) ساتھ ہی حضور ﷺ کو تسلی دی گئی ہے، اور

(۵) اعتراض کرنیوالوں کے شکوک و شبہات کو رد کیا گیا ہے۔

(۶) آخر میں اللہ کی عبادت کی تاکید ہے خصوصاًرات کو اور شب کے پچھلے پہر۔

رکوع ۱: اس رکوع میں (ا) پہلے تو طور، خانہ کعبہ، آسمان اور دریا کو اس بات کی شہادت میں پیش کیا گیا ہے کہ قیامت میں کفار پر عذاب ہو کر رہے گا اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

(۲) پھر قیامت کے آنے پر آسمان اور پہاڑ کا حال بیان کیا گیا ہے۔

(۳) اس کے بعد متقین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

(۴) پھر یہ اصول بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا۔

رکوع ۲: اس رکوع میں (ا) حضور ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ کفار جو آپ کو دیوانہ کہتے ہیں یہ ان کی بکواس ہے آپ اس کی پروانہ کریں اور دین کی تبلیغ فرماتے رہیں۔

(۲) پھر کفار و مشرکین کو سمجھایا گیا ہے کہ جب وہ خود بخود نہیں بن گئے، نہ انہوں نے زمین و آسمان بنایا، نہ انہیں غیب کا حال معلوم ہے تو پھر ان کی بھلائی اس میں ہے کہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور توحید کا اقرار کر کے اس کے تقاضے پورے کریں اگر وہ انکار و سرکشی پر جمے رہے تو پھر قیامت میں انہیں درد ناک عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

(۳) پھر حضور ﷺ کو اور ان کے واسطے سے مسلمانوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے خصوصاً رات کو اور شب کے پچھلے پہر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نجم (سورۃ ۵۳)

نام: سورت کے ابتدائی لفظ "والنجم" سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: روایات سے مکی دور کا پانچواں سال اس کا زمانہ نزول معلوم ہوتا ہے، بہر حال یہ یقینی ہے کہ واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت میں

(۱) حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی صداقت کا اعلان۔

(۲) رسول ﷺ کے خطا و لغزش سے بری ہونے کا اعلان۔

(۳) حضور ﷺ کے معراج میں مشاہدات کا ذکر۔

(۴) کفار و مشرکین کے باطل عقائد کی تردید۔

(۵)اس بات کا بیان کہ پچھلے انبیاء علیہ السلام نے اسی دین کی دعوت دی تھی اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں اسی دین اسلام اور اس کے اصولوں کی تعلیم تھی۔

(٦)رسول کی تکذیب اور ان کی مخالفت پر اصرار اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حرکت میں لے آتا ہے جس کا ثبوت عاد، ثمود اور قوم نوح علیہ السلام کی تاریخ دے رہی ہے۔

(۷)اللہ کی راہ میں خوشی سے خرچ کرنے کی ترغیب و تاکید۔

(۸)اللہ کے غیر محدود علم کا ذکر اور

(۹)اس بات کا بیان کہ آخرت کا انکار ہر قسم کی گم راہی کا سرچشمہ ہے۔

رکوع ۱:اس رکوع میں

(۱) پہلے حضور ﷺ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ راہِ حق پر ٹھیک اس طرح گامزن ہیں جس طرح ستارہ اپنی مقررہ راہ پر چلتا ہے۔

(۲) آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو کچھ نکلتا ہے وہ وحی ہے۔

(۳)اس کے بعد شبِ معراج میں آپ ﷺ کا فرشتوں کو دیکھنا، اللہ کی سلطنت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا اور سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ کی سیر اور وہاں طرح طرح کے حقائق کا مشاہدہ کرنا بتایا گیا ہے۔

(۴) پھر لات و عزّیٰ (بتوں کے نام) کی بے بسی بتائی گئی ہے اور کہا ہے کہ بتوں کی پوجا محض تمہارا فریب ہے اللہ نے ہرگز اس کی اجازت نہیں دی، اور اب اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی اب کسی کے پاس کوئی عذر نہیں۔

رکوع ۲:اس رکوع میں

(۱) کفار و مشرکین کے باطل عقائد پر تنقید ہے اور بتایا ہے کہ یہ بت اللہ کے سامنے بے بس ہیں، تم ان کی شفاعت کے بھروسہ پر ہو حالانکہ اللہ کی بارگاہ میں تو ملائکہ کو بھی بولنے کی مجال نہیں۔

(۲) پھر زمین و آسمان میں اللہ ہی کی قدرت تامہ کا بیان ہے۔

(۳) پھر بتایا کہ متقی وہ لوگ ہیں جو گناہوں اور فحاشیوں کے قریب بھی نہیں جاتے، اور اگر غلطی ہو جائے تو اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

رکوع ۳: اس رکوع میں

(۱) ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہی نہیں کرتے یا کرتے تو ہیں مگر صرف الزام اتارنے کے لیے تھوڑا سا صدقہ و خیرات کر کے ہاتھ روک لیتے ہیں۔

(۳) پھر بتایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی بھی یہی تعلیم تھی کہ کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا ہر شخص اپنے عمل کا جواب دہ ہے اور اپنی کوشش کا بدلہ عنقریب دیکھ لے گا، سب کو اللہ کے حضور پہنچنا ہے۔

(۴) پھر بتایا ہے کہ موت و حیات، انسانوں کے جوڑے بنانا اور نطفہ سے انسان بنانا اللہ ہی کے کام ہیں وہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔

(۵) پھر قوم نوح علیہ السلام اور قوم عاد کا ذکر ہے کہ جب انہوں نے اللہ سے سرکشی کی تو ان کا انجام ہلاکت نکلا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قمر (سورۃ ۵۴)

نام: " اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانشَقَّ القَمَرُ (1) " (قیامت بہت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

مضامین :(۱) رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والے منکرین قرآن کسی واضح معجزہ کا مطالبہ کر رہے تھے، لیکن شقِ قمر (چاند کے پھٹنے) کا معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے وہ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے رویہ کی مذمت کی گئی ہے۔

(۲) صریح معجزات دیکھنے کے باوجود کفر پر اصرار کوئی نئی بات نہیں، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ایک زبردست معجزہ تھی لیکن قوم ثمود ایمان نہ لائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ید بیضا بھی معجزات تھے لیکن فرعون اور اسکے پیروکار ایمان نہ لائے۔ اسی طرح قومِ لوط بھی ہلاک کی گئی۔ یہ عبرت کے واقعات ہیں، کفر کے نتیجہ میں اللہ کے عذاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(۳) ساتھ ہی کفار و مشرکین کو قیامت اور اس کی ہولناک سزاؤں سے ڈرایا گیا ہے۔ نیز پیشینگوئی کی گئی ہے کہ کفار و مشرکین کا گروہ پریشان ہو کر رہے گا اور ان کی مخالفتیں مٹ جائیں گی۔

رکوع ۱: اس رکوع میں

(۱) قیامت کے قریب چاند کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔

(۲) اس کے بعد کہا ہے کہ منکرین حق اللہ کی نشانی دیکھنے کے بعد بھی منہ پھیر لیتے ہیں قرآن کو جادو وغیرہ کہتے ہیں اور اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرتے ہیں۔

(۳) منکرین کو قیامت سے ڈرایا گیا ہے۔

(۴) پھر بتایا ہے کہ قرآن کی اور رسول ﷺ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے قومِ نوح وغیرہ نے بھی یہی حرکتیں کی تھی اور انہیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

(۵) آخر میں بتایا ہے کہ قرآن نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان ہے بشرطیکہ عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ ہو۔

رکوع ۲: اس رکوع میں

(۱) پہلے قوم ثمود کی سرکشی اور حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کا ذکر ہے اور انکار سرکشی کے نتیجہ میں ان پر اچانک اللہ کے عذاب کا ذکر ہے۔

(۲) پھر قوم لوط پر بدکاریوں کی وجہ سے عذاب آنے کا ذکر ہے۔

(۳) پھر اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ قرآن نصیحت حاصل کرنے کے لیے بہت آسان ہے، پس ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے۔

رکوع ۳: اس رکوع میں (۱) فرعون اور اس کے پیروکاروں کی ہٹ دھرمی اور اللہ کی آیات کو جھٹلانے، رسول ﷺ کے معجزات اور رسالت کی تکذیب کرنے کے نتیجے میں ہلاک کیے جانے کا ذکر ہے۔

(۲) پھر کفار کے بارے میں پیشین گوئی ہے کہ ان کا گروہ پریشان ہو کر رہے گا اور ان کی تمام مخالفتیں مٹ جائیں گی، چنانچہ جنگ بدر میں کفار متفرق ہو گئے اور فتح مکہ کے بعد قریش وغیرہ کی مخالفت کا نام و نشان نہ رہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ رحمن (سورۃ ۵۵)

نام: الرحمن علم القرآن (رحمن نے قرآن سکھایا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: مکی دور کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی۔

مضامین: توحید اس سورت کا مرکزی مضمون ہے، اس کے لیے اسلوب یہ اختیار کیا ہے کہ

(۱) بندوں پر اللہ کی بے انتہا رحمت ہے کہ انسان کی تربیت کے لیے کائنات میں کیسے کیسے ساز و سامان پیدا کئے ہیں۔

(۲)انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی جسمانی، اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے بھی سامان کیا۔

(۳)کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کی شہادت کے لیے کافی ہے۔ کائنات کے آثار میں سے انسان کس چیز کا انکار کر سکتا ہے۔

(۴)انسان اور جنات سمیت کائنات کی ہر مخلوق فانی ہے اللہ کی زبردست قوت کے سامنے بے بس اور لاچار ہے۔

(۵)انسان میں اگر عقل و ہوش ہے تو اسے ایک اللہ کا اقرار نہ کرنا ناممکن ہونا چاہیے۔

(۶)لیکن دل و دماغ، آنکھیں اور فہم کے باوجود انسان اللہ کی بے شمار نشانیوں کی تکذیب کرے اور ناشکری کرے تو پھر اسے اس کا وبال بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(۷)اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے جنت میں جو نعمتیں ہیں ان کی کچھ تفصیل۔

(۸)جس طرح انسان اس دنیا میں اللہ کی نشانیوں کو نہیں جھٹلا سکتا اسی طرح مجرم اور گناہ گار قیامت میں متقین کے لیے جو نعمتیں ہیں ان کو نہیں جھٹلا سکیں گے لیکن ان کو وہاں ایک نعمت بھی میسر نہ ہو گی۔

رکوع ۱:اس رکوع میں اللہ کے رحمن ہونے اور بندوں پر اس کی مہربانیوں کا ذکر ہے کہ کس طرح اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کی تربیت کا انتظام کیا، اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہاتھوں سے انسان تمام کام کرتا ہے۔ غرض اللہ کی کس کس نعمت کا انکار کرے گا، اب بھی اگر نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے تو بہت افسوس ہے۔

رکوع ۲:اس رکوع میں (۱) اللہ کے سوا ہر چیز کا فانی ہونا۔

(۲)انسان و جنات کی مجبوری۔

(۳)قیامت میں مجرموں کی رسوائی اور اس رسوائی سے بچنے کے لیے اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنا اور تکذیب سے بچنا، اور

(۴)انسان کی پیدائش کا مقصد یعنی عبادت بیان کیا گیا ہے۔

رکوع ۳:اس رکوع میں (۱) جنت کی نعمتوں کا بیان۔

(۲)اہلِ جنت کا دنیا میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا، اور

(۳)سرکشوں کا دنیا میں ناشکری کرنے کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم ہونا بیان کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ واقعہ (سورۃ ۵٦)

نام:" إِذَا وَقَعَتِ الوَاقِعَةُ (1) " (جب ہونیوالی بات ہو جائیگی) سے یہ نام لیا گیا ہے، واقعہ سے مراد قیامت ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین :اس سورت میں (۱) قیامت کے احوال کا بیان (۲) توحید پر کائنات کے نظام سے دلائل اور (۳) اللہ کی حمد و تسبیح کی تعلیم ہے۔

رکوع ۱:اس رکوع میں (۱) قیامت کا ہولناک منظر

(۲)اس دن لوگوں کا اعمال کے اعتبار سے تین گروہوں میں تقسیم ہونا:(۱) اعلیٰ (۲) متوسط(۳) آخری اور پہلے دو گرہوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان کا ٹھکانہ جنت ہے کیونکہ وہ ایمان لائے اور انکا جینا مرنا سب اسلام کے لیے ہے۔

رکوع ۲:اس رکوع میں (۱) تیسرے گروہ کا بیان ہے جنہوں نے حق بات سنی پھر بھی سرکشی پر ڈٹے رہے، وہ قیامت میں ذلیل و ناکام ہونگے۔

(۲)ساتھ ہی اللہ کی ان نعمتوں کا ذکر ہے جن سے یہ لوگ فائدہ اٹھاتے رہے مثلاً آگ، پانی، سورج وغیرہ اس کے باوجود ناشکری کرتے رہے۔

(۳)شرک کی تردید کر کے کہا گیا کہ کیا آسمان سے پانی تم برساتے ہو؟ کھیتی تم اُگاتے ہو؟ پانی کے قطرے سے جیتا جاگتا بچہ تم بناتے ہو؟

رکوع ۳:اس رکوع میں (۱) قرآن کی عظمت اور منکرین قرآن کا قرآن کی تکذیب کرنے کا ذکر ہے۔

(۲)موت کا وقت یاد دلا کر کہا گیا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے والے مرنے والوں کی روح جسم میں کیوں واپس نہیں لے آتے۔

(۳)ایمان و عمل صالح کرنیوالے کے ثواب اور گمراہوں کے عذاب کا ذکر۔

(۴)آخر میں اللہ کی حمد و تسبیح کی تعلیم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حدید(سورۃ۵۷)

نام:" وأَنزَلْنَا الحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ "(اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت طاقت ہے)سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین :(۱) اللہ کے علم و قدرت کا ذکر

(۲) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب

(۳) فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنیوالوں کی فضیلت

(۴) منافقین کی مذمت

(۵) حضور ﷺ کی رسالت کی سچائی

(۶) دنیا کی بے رغبتی

(۷) نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کی ترغیب

(۸) اللہ کی نعمتوں میں سے لوہے (تلوار) کا ذکر اور اس کا مصرف

(۹) انسان کی تربیت کے لیے سلسلۂ رسالت کا جاری ہونا اور

(۱۰) ایمان و تقویٰ کا حکم اور اس پر آخرت میں ملنے والے انعامات کی بشارت۔

رکوع ۱:(۱) اللہ کی صفات کا بیان اور اس کی قدرت کا ذکر۔

(۲) اللہ پر ایمان لانے اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب۔

(۳) حضور ﷺ کی رسالت و صداقت اور انسانوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لانا۔

(۴) فتح مکہ سے پہلے اسلام کے لیے جہاد کرنیوالوں کی فضیلت۔

رکوع ۲:(۱) اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کے لیے دوگنے اجر کا وعدہ۔

(۲) قیامت میں ایمان والوں کا نور ان کی جنت کی طرف رہنمائی کریگا اور منافقین کو کچھ سجھائی نہ دیگا۔

(۳) آخر میں صدقہ و خیرات کرنیوالوں کے لیے بڑے اجر کا وعدہ، اور

(۴) منکرین و کفار کے لیے جہنم کی دھمکی۔

رکوع ۳:(۱) دنیا کی بے رغبتی کا بیان۔

(۲) دنیا کی محبت میں آخرت کو بھلانے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے لہلاتی کھیتی جسے دیکھ کر کسان خوش ہو رہا ہو پھر وہ اچانک سوکھ جائے دنیا میں ڈوبے ہوئے لوگوں سے بھی اچانک دنیا چھن جائیگی اور آخرت میں عذاب ہو گا۔

(۳) نیکیوں میں سبقت کی تعلیم۔

(۴) پھر بتایا گیا ہے کہ مصیبت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور کسی چیز کے ملنے پر حد سے زیادہ خوش ہونا کہ اللہ کو بھول جائے، دونوں غلط ہے بلکہ اللہ کی مرضی کے ماتحت عمل کیا جائے۔

(۵) انبیاء علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لیے کتاب اور معجزات لائے۔

(٦) آخر میں لوہے کا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ تم اس سے فوائد حاصل کرتے ہو اور جنگی آلات بناتے ہو اس کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اللہ کے دین کے دفاع میں اسے استعمال کرو نہ کہ دین کے مقابلہ کے لیے۔

رکوع ۴: (۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی تربیت کا بھی انتظام کیا اور روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے بھی رسالت کا سلسلہ قائم کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور حضرت محمد ﷺ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔

(۲) آخر میں ایمان و تقویٰ پر جنت کی بشارت اور اسی ضمن میں اہل کتاب پر اللہ کے احسانات کا ذکر اور امتِ محمدیہ ﷺ کو تنبیہ ہے کہ جیسے اہل کتاب سے یہ فضیلتیں چھین کر تمہیں دی گئیں ہیں اگر تم نے بھی ان کی طرح حرکتیں کیں تو تمہاری جگہ اللہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مجادلہ (سورۃ ۵۸)

نام: مجادلہ۔ جھگڑا کرنا، اس سورت میں ایک مسلمان عورت کے آنحضرت ﷺ کیساتھ مجادلہ کا ذکر ہے اس مناسبت سے

یہ نام رکھا گیا ہے۔

زمانہ نزول: ۴ھ کے قریب نازل ہوئی۔

مضامین :(۱)طلاقِ ظہار کا حکم۔

(۲)منافقین کی سازشیں اور آخرت میں ان کی ذلت کا بیان۔

(۳)مشورہ کے حدود و شرائط۔

(۴)آداب مجلس خصوصاً حضور ﷺ کی مجلس کے آداب۔

(۵)اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت اور نماز و زکوٰۃ کی تاکید۔

(۶)آپس کی دوستی اور محبت کے حدود۔

رکوع ۱:(۱)نزولِ قرآن سے پہلے اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ماں، بہن وغیرہ (محرمات) میں سے کسی سے تشبیہ دے دیتا تو وہ عورت ساری عمر کے لیے اس پر حرام ہو جاتی۔ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو یہی کہہ دیا۔ خولہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں اللہ نے ابھی کوئی حکم نازل نہیں کیا، اس پر وہ عورت شکوہ کرنے لگی۔ اس رکوع میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے کہنے سے کوئی عورت واقعی ماں نہیں ہوتی البتہ یہ ایک غیر مناسب حرکت ہے لہٰذا جو ایسا کرے اور طلاق کا ارادہ نہ ہو تو میاں بیوی کے تعلقات قائم کرنے کیلیئے ایک غلام آزاد کرنا، یہ نہ ہو تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھنا، یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔

(۲)اللہ کا حکم ہے جو اسکے خلاف کرے گا اسے سخت سزا ہو گی۔

رکوع ۲:(۱)منافقین کی سازشوں اور منصوبوں کو اللہ دیکھتا اور سنتا ہے اور اللہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہے۔

(۲)منافقین کے لیے جہنم کی آگ کی خبر ہے۔

(۳)مسلمانوں کو باہمی مشورے کی تعلیم ہے کہ مشورہ نیکی کے بارے میں ہو نہ کہ گناہ کے بارے میں اور اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

(۴)بتایا گیا ہے کہ ساز شیں کرنا شیطان کا کام ہے اللہ کے بغیر کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(۵)مسلمانوں کو آدابِ مجلس کی تعلیم اور خصوصاً حضور ﷺ کی مجلس کے آداب۔

(۶)آخر میں نماز، زکوٰۃ اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔

رکوع ۳:(۱)منافقین کی حرکت کا ذکر ہے جو جھوٹی قسموں کے ذریعہ اپنے اخلاص کا یقین دلانا چاہتے ہیں وہ آخرت میں بھی ایسا ہی کرینگے ایسے لوگوں پر شیطان مسلط ہے۔

(۲)اللہ کی رضا حاصل کرنے اور سچا مومن بننے کے لیے اللہ و رسول ﷺ کے نافرمانوں سے تعلقات ختم کرنا ہونگے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حشر (سورۃ ۵۹)

نام:" هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ "(وہ اللہ وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جو کافر ہیں اپنے گھروں سے پہلی جلا وطنی کے لیے نکالا) سے یہ نام لیا گیا ہے

زمانہ نزول:اس سورت کا زمانہ نزول ۴ھ معلوم ہوتا ہے۔

مضامین :(۱)یہود کے قبیلہ بنی نضیر کی جلا وطنی کا ذکر اور جو مال وہ چھوڑ گئے تھے (مال فئی) اس کا حکم۔

(۲)منافقین چونکہ یہودیوں میں سے تھے اس لیے ان کی سازشوں کا ذکر۔

(۳)مال کی محبت کی مذمت کا بیان۔

(۴) آخر میں قرآن کی عظمت اور اللہ کی صفات کا بیان تا کہ مسلمان اپنی زندگی اللہ کی صفات کے تقاضوں کے مطابق گزاریں۔

رکوع ۱:(۱) ایمان والوں کی مدد اور یہود کی مسلمانوں کے ہاتھوں ناکامی اور جلاوطنی کا ذکر اور اس ناکامی کا سبب اللہ ورسول ﷺ سے دشمنی۔

(۲)مہاجرین وانصار کی حوصلہ افزائی۔

(۳)اس مالِ غنیمت کا حکم جو دشمن بغیر جنگ کے مرعوب ہو کر چھوڑ جائیں یہ ہے کہ اسے بیت المال میں جمع کیا جائے، اور جو جنگ کے بعد حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کیا جائے اور بقیہ مجاہدین میں تقسیم کیا جائے۔

(۴) بعض دعاؤں کی تعلیم مثلاً: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

رکوع ۲:(۱) منافقین ومشرکین کا ظاہری اتحاد محض اسلام دشمنی کے جذبہ تک ہے ورنہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، ان کی مثال شیطان کی طرح ہے جو انسان کو کفر کی تلقین کرتا ہے اور پھر جب انسان کافر ہو جائے تو اس سے بیزاری ظاہر کرتا ہے لہذا یہ دونوں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔ اس طرح منافقین مشرکین کو مسلمانوں کیخلاف ابھارتے ہیں اور جب مشرکین کی مدد کا وقت آئیگا تو منافقین ان سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔

رکوع ۳:(۱) دنیا کی بے رغبتی کی تاکید کر کے کہا گیا ہے کہ جنتی اور دوزخی برابر نہ ہونگے۔ جنتی اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب اور دوزخی ناکام ہونگے۔

(۲) پھر بتایا گیا ہے کہ اگر قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو قرآن کی ہیبت سے پہاڑ بھی اثر لیتا، لیکن انسان کا دل ہی ہے جو قرآن کی آیات سن کر بھی اثر نہیں لیتا۔

(۳) آخر میں اللہ کی صفات کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ممتحنہ (سورۃ ۶۰)

نام: اس سورت میں نو مسلم عورتوں کے امتحان سے متعلق ہدایات کا ذکر ہے، اس مناسبت سے اس کا نام ممتحنہ ہے۔

زمانہ نزول: صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) مسلمانوں کے کفار سے تعلقات کے متعلق اصولی ہدایات۔

(۲) باہمی تعلقات کا بھی ذکر ہے کہ جو مسلمان عورتیں اپنے شوہروں سے الگ ہو کر آجائیں تو ان کا امتحان لے کر مکمل اطمینان کرنا چاہیے، اگر وہ مخلص مسلمان معلوم ہوں تو پہلے شوہروں سے ان کے تعلقات قائم نہیں رہ سکتے البتہ کافر شوہروں نے ان پر جو خرچ کیا ہے وہ ان کو دینا چاہیے۔

(۳) کافر عورتوں سے نکاح کی حرمت کا اعلان۔

رکوع ۱: (۱) اللہ و رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت و دوستی کے تمام تعلقات ختم کرنے کا حکم۔

(۲) پھر فرمایا کہ تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت میں تمہیں نفع نہ پہنچائیں گے۔

(۳) ابراہیم علیہ السلام کے اُسوہ حسنہ پر چلنے کی تعلیم اور ان کا اپنی قوم اور مشرک رشتہ داروں سے کنارہ کش ہونے کا ذکر۔

رکوع ۲:(۱)جو لوگ اسلام کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرتے اور نہ مسلمانوں سے دشمنی وجنگ کرنیوالوں کی مدد کرتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کا حکم۔

(۲)دشمن کی سرزمین سے آنے والی وہ عورتیں جو اپنے کو مسلمان بتائیں انکا امتحان لینے کا حکم اگر دل سے مسلمان ہوئی ہیں تو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کیونکہ اب وہ کافروں کے لیے حلال نہیں اور نہ کافر ان کے لیے حلال ہیں البتہ جو کچھ کافروں نے ان پر خرچ کیا ہے وہ دے دو۔

(۳)کافر عورتوں سے نکاح کی ممانعت۔

(۴)آخر میں رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا ہے کہ مومن عورتوں کو اس بات پر بیعت کریں کہ وہ شرک نہ کریں گی چوری زنا وغیرہ نہ کریں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ صف (سورۃ ۶۱)

نام:إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفاً (اللہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اسکی راہ میں صف بند ہو کر جنگ کرتے ہیں) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: ابتدائی مدنی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین :(۱)رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد دین حق کا تمام باطل ادیان پر غلبہ۔

(۲)مسلمانوں کو اس کے لیے جان، مال، نفس اور جذبات کی قربانی کا حکم۔

(۳) دنیا کی کامیابی کے ساتھ اللہ کی مغفرت اور آخرت کی کامیابی کا حصول۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح دین کو لے کر دنیا میں نکلنا اور دعوت کے ذریعہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو نجات کا راستہ بتانا۔

رکوع ۱: (۱) مسلمانوں کے قول بلا عمل پر اللہ کی ناراضگی اور بیزاری کا اظہار۔

(۲) جہاد میں ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرنے پر نہایت خوشی کا اظہار۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی حضور ﷺ کی آمد کی پیشینگوئی اور آپ ﷺ کی تشریف آوری پر ان کا اپنے رسول پر اعتراضات اور الزام تراشیاں۔

(۴) پھر بتایا ہے کہ مخالفین اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ اس نور کو چمکا کے رہے گا، اسی لیے حضور ﷺ کی بعثت ہوئی ہے تاکہ آپ ﷺ اللہ کے دین کو تمام باطل ادیان پر غالب فرمائیں۔

رکوع ۲: (۱) دنیا کی تجارت کے مقابلہ میں آخرت کی تجارت کی ترغیب جس کا نفع اللہ کی مغفرت، جنت اور اس کی نعمتیں، دنیا میں فتح و کامیابی اور اقتدار۔

(۲) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انہوں نے ماننے والوں کو دین کی مدد کے لیے پکارا تھا، ان کے مومن ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ان کا ساتھ دیا تھا، اس طرح بنی اسرائیل کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور ایک نے کفر کیا اللہ نے مومنین کی مدد فرما کر ان کو منکرین پر غالب کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جمعہ (سورۃ ۶۲)

نام: ” يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ “ (مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے۔۔) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ صف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) اللہ کے اس احسان کی یاد دہانی جو حضور ﷺ کی رسالت کی صورت میں لوگوں پر ہوا۔

(۲) نجات اور تزکیہ نفس کا واحد راستہ حضور ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی تعلیم پر عمل ہے۔

(۳) امت مسلمہ کو تنبیہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور بدعملیاں کی تو ان سے تمام نعمتیں چھن گئیں، اگر تم بھی بنی اسرائیل کی روش اختیار کروگے تو ان تمام انعامات اور فضائل سے محروم کئے جاؤ گے۔

(۴) اس کے بعد جمعہ کی اہمیت اور بعض احکام کا بیان ہے۔

رکوع ۱:(۱) اللہ کے احسان کی یاد دہانی کہ اس نے ہم میں ایک ایسا رسول بھیجا جو اللہ کی آیات سناتا ہے، تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے

(۲) آپ ﷺ تمام دنیا اور قیامت تک کے لیے رسول ہیں۔

(۳) مسلمانوں کے لیے سبق ہے کہ تم یہودیوں کی طرح مت بنو کہ کتاب اللہ کو صرف سروں پر اٹھائے رہو (اس پر عمل نہ کرو) اور اپنے ہی ہاتھ سے اس کو بدل ڈالو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ منافقون (سورۃ ۶۳)

نام: إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (1)۔۔۔۔۔۔۔۔۔(جب تمہارے پاس منافقین آتے ہیں) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت حج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) منافقین کی اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی اور سازشوں کا ذکر۔

(۲) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملہ میں ان کا طریقہ بتا کر دنیا کے ساز و سامان اور مال و دولت کی حقیقت سمجھائی گئی تا کہ مسلمان ان امراض میں مبتلا نہ ہوں جو مال کی محبت سے پیدا ہوتے ہیں۔

رکوع ۱:(۱) منافقین قسمیں کھا کر رسالتِ محمد ﷺ پر ایمان کا یقین دلاتے ہیں مگر یہ اپنی قسموں اور ایمانی دعوؤں میں جھوٹے ہیں

(۲) اپنی قسموں کو ڈھال بناتے ہیں، خود غرض، دغا باز اور بزدل ہیں یہ کسی کے دوست نہیں ہو سکتے۔

(۳)لوگوں کو چپکے چپکے صدقہ و خیرات سے روکتے ہیں۔

(۴)مسلمانوں کو تنبیہ ہے کہ تم جھوٹی قسموں کو اپنے مقصد حاصل کرنیکا ذریعہ نہ بنانا۔

رکوع ۲:مومنوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ

(۱) تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔

(۲) موت سے پہلے اسلام کی سربلندی کے لیے مالی قربانیاں کرو ورنہ موت کے وقت حسرت ہو گی اور کہو گے کہ ذرا سی مہلت دیجائے تا کہ صدقہ و خیرات کریں لیکن پھر ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ ملے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تغابن (سورۃ ٦٤)

نام:" یَوْمُ التَّغَابُنِ " (تغابن کا دن) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

تغابن، ہار جیت، زندگی کی ہار جیت کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

اس مناسبت سے قیامت کو" یوم التغابن" کہا گیا ہے۔

زمانہ نزول:

مضامین:(۱) قیامت میں اعمال کی جزاو سزامل کر رہیگی اور کسی مخلوق کو اللہ کے فیصلے میں ردو بدل کی طاقت نہ ہو گی، یہ سمجھانے کے لیے اس سورت میں اللہ کی قدرت و طاقت کا بیان ہے۔

(۲)اللہ کا علم غیر محدود ہے وہ انسان کے ہر وقت کے عمل سے واقف ہیں۔

(۳)پچھلی قوموں کے ساتھ دنیا میں جو معاملہ پیش آیا اس کا اجمالی ذکر آیا تا کہ یہ بات ذہن نشین ہو کہ نتائج کا تعلق اعمال سے ہے۔

(۴)قیامت میں برے نتائج سے بچنے کے لیے ایمان و عمل صالح کی دعوت خصوصاً توکل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید کا بیان۔

رکوع ۱:(۱)اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت اور اس کے عالم الغیب والشہادۃ ہونے کا ذکر۔

(۲)پچھلی قوموں کے انکار اور سرکشی کا نتیجہ۔

(۳)پھر قیامت کا انکار کرنیوالے کفار و مشرکین کو اللہ ورسول ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت۔

(۴)قیامت سے ڈرایا گیا ہے۔

(۵)نیک اعمال کرنے والوں کو آخرت کی نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے۔

رکوع ۲:(۱)اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں آتی، یہ بتا کر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی دعوت دی گئی ہے۔

(۲)توکل کی تعلیم۔

(۳)اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ مال اور اہل و عیال آزمائش کا سبب بنتے ہیں کہ ان کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے احکام بھلائے جاتے ہیں۔

(۴) پھر حسب طاقت تقویٰ اختیار کرنے کا اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۵) اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکا حکم اور ایسے لوگوں کے لیے قیامت میں دوگنے اجر کا وعدہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طلاق (سورۃ ۶۵)

نام: اس سورت میں طلاق کے احکام کا بیان ہے، اس مناسبت سے یہ نام ہے۔

زمانہ نزول: سورہ بقرہ کے بعد ۶ ھ کے قریب نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) اصل مضمون تو طلاق کے احکام و مسائل کی تعلیم ہے۔

(۲) عمومی طور پر ہر قسم کے احکام کا بیان۔

(۳) شریعت کی حدود سے سرکشی کے بُرے نتائج۔

(۴) تقویٰ کی تعلیم۔

(۵) آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عقل و فہم کا تقاضا ایمان اور اطاعت ہے اور گزشتہ قوموں کے واقعات سے عبرت حاصل کرنا ہے۔

رکوع ۱: اس رکوع میں طلاق کے احکام کا بیان ہے۔

(۱) طلاق اس طرح دیجائے کہ ایک مقررہ عدت تک ہو۔

(۲) عدت کے دوران عورت کو اپنے گھروں سے نہ نکالنا چاہیے۔

(۳) مقررہ عدت پوری ہونے سے قبل چاہو تو رجوع کرلو ورنہ خوش اخلاقی کیساتھ رخصت کردو۔

(۴) جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو یا زیادہ عمر ہو جانے کی وجہ سے بالکل ناامید ہو چکی ہوں تو ان کی عدت ۳ ماہ ہے۔

(۵) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے خواہ کتنے ہی ماہ لگیں اور وضع حمل تک کے اخراجات دینے والے شوہر کے ذمہ ہیں۔

(۶) طلاق آخری چارہ کار ہے جو اگرچہ اللہ کو پسند نہیں لہٰذا اس معاملہ میں بیویوں کو بالکل تنگ نہ کیا جائے

رکوع ۲: (۱) اللہ کی نافرمانی کا انجام وہی ہے جو گذشتہ اقوام کا ہوا۔

(۲) اس کے بعد تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید اور

(۳) اہل عقل کو ہدایت ہے کہ وہ ایمان لائیں، اللہ کے احکام پر عمل کریں اور ان پچھلی قوموں سے عبرت حاصل کریں جنہیں عذاب دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تحریم (سورۃ ٦٦)

نام: حضور ﷺ نے ایک مرتبہ کسی وجہ سے شہد کا استعمال ترک کرنے کا ارادہ کیا، اس سورت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، اس مناسبت سے یہ نام رکھا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ حجرات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر شہد نوش فرمایا، بعض ازواج مطہرات نے کہا کہ آپ ﷺ کے دہن مبارک سے مغافیر (ایک قسم کا گوند) کی بو آرہی ہے تو آپ ﷺ نے شہد کے استعمال کو ترک کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کی بو نفیس طبیعت کے لوگوں کے لیے ناگوار ہوتی ہے، اسی واقعہ کی طرف سورت کی ابتداء میں اشارہ ہے اور اس بات کی تعلیم ہے کہ جس چیز کو

اللہ نے حلال کیا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اسے استعمال نہ کرنے کا عہد ہو گا تو لوگوں کو غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ اللہ نے اس کو حرام کر دیا۔ پھر ازواجِ مطہرات کو کچھ نصیحتیں کی گئی ہیں۔

(۲) مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اہل و عیال کی سیرت و کردار کو اسلام کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔

(۳) کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہیے۔

(۴) محض خاندانی شرافت کی اللہ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، آخرت کی کامیابی اور برے اعمال کے دنیا و آخرت میں برے نتائج سے بچنے کے لیے ایمان اور اللہ کی اطاعت ضروری ہے۔

(۵) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویاں بھی برے اعمال کی وجہ سے اللہ کے عذاب کی گرفت میں آئیں۔

(۶) فرعون کی بیوی اللہ و رسول ﷺ پر ایمان لائی اس لیے فرعون کے برے اعمال کے برے نتیجہ کا اثر اس کی بیوی پر نہ پڑا اور نہ وہ فرعون کی طرح عذاب میں مبتلا ہوئی۔

(۷) پھر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ہے جس سے ایک طرف یہود کی لگائی ہوئی تہمتوں کی تردید مقصود ہے اور دوسری طرف انکے اور ان کے والدین کے ایمان اور اطاعت اور ان کے والدین کے خلوص و ایثار کے انعام میں مریم علیہ اسلام کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام جیسے جلیل القدر رسول کی پیدائش کا ذکر ہے۔

رکوع ۱: (۱) پہلے تو حضور ﷺ سے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال کیا ہے آپ اپنے اوپر اسے حرام کیوں کرتے ہیں۔

(۲) پھر ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ سے کوئی راز کی بات کہی تھی انہوں نے وہ بات کسی دوسری زوجہ مطہرہ سے کہہ دی، اللہ نے رسول ﷺ کو خبر دیدی، جب حضور ﷺ نے ان سے کہا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو کس نے بتادیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے۔

(۳) اس کے بعد ازواجِ مطہرات کو توبہ واستغفار کی نصیحت ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کو تم سے بہتر ازواج مل سکتی ہیں۔

(۴) پھر مسلمانوں کو نصیحت ہے کہ خود بھی نیک عمل کر کے اور اپنے اہل وعیال کو بھی نیک اعمال اور اسلامی اخلاق پر عمل کروا کر اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچائیں۔

رکوع ۲: (۱) مسلمانوں کو گناہوں پر سچی توبہ اور دوبارہ اس قسم کے گناہ نہ کرنے کا حکم۔

(۲) توبہ اور نیک عمل کرنیوالے مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری

(۳) رسول اللہ ﷺ کو کفار و منافقین سے جہاد کا حکم تاکہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں۔

(۴) پھر حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کا ذکر جو ایمان نہ لائی تھیں اور رسولوں کی اتباع نہیں کی تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئیں۔ پھر فرعون کی بیوی کا ذکر جو ایماندار تھی لہٰذا فرعون کے برے اعمال کا اثر اس پر نہ پڑا بلکہ اللہ نے اس کو بچالیا۔ اللہ کا کوئی رشتہ دار نہیں وہ تو صرف ایمان اور نیک عمل دیکھتا ہے۔

(۵) آخر میں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سچائی اور پاک دامنی کا ذکر ہے جس سے یہود کی تہمتوں کی تردید مقصود ہے جو انہوں نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگائی تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ ملک (سورۃ ۶۷)

نام:" تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (1) "(بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورت طور کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین :(۱) اللہ تعالیٰ کی کائنات پر حکمرانی، اس کی قوت، قدرت اور لامحدود علم کے بیان کے بعد ایمان و عمل صالح کی دعوت دی گئی ہے اور برے اعمال کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

(۲) جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ کرلیں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے فیصلے کو نہیں بدل سکتی، یہ بات سمجھانے کے لیے پچھلی قوموں پر برے اعمال کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کا ذکر۔

رکوع ۱:(۱) کائنات میں اللہ کی حکمرانی اور اس کی ہر چیز پر قدرت اور انسانوں کی آزمائش کے لیے موت و حیات کے نظام کا بنانا بیان کیا گیا ہے۔

(۲) پھر آسمان میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

(۳) بن دیکھے ایمان لانے والوں اور ڈرنے والوں کے لیے مغفرت اور بڑے اجر کی بشارت۔

(۴) ساتھ ہی اللہ کا عالم الغیب ہونا اور انسانی اعمال سے باخبر ہونا بیان کیا گیا ہے، اس لیے انسان بچ کر بھاگ نہیں سکتا۔

رکوع ۲:(۱) انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات کا ذکر کرکے سمجھایا گیا ہے کہ یہ سب انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں۔

(۲) اگر اللہ چاہے تو جس آسمان و زمین سے انسانی رزق کا سامان ہوتا ہے اسے انسانوں کے دردناک عذاب کا سبب بنادے۔

(۳) پھر پچھلی قوموں کے عذابوں سے عبرت دلائی گئی ہے۔

(۴) پھر اللہ کی قدرت اور حشر میں تمام انسانوں کا جمع ہونا بیان کیا گیا ہے۔

(۵) آخر میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حقیقی علم صرف اللہ کو ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قلم (سورۃ ۶۸)

نام: " ن والْقَلَمِ ومَا يَسْطُرُونَ (1) " سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حضور ﷺ کی رسالت کی صداقت و عظمت کا بیان۔

(۲) آپ ﷺ کی رسالت پر مخالفین کے شکوک کے جوابات۔

(۳) بُرے اور سست لوگوں سے کنارہ کشی کی تعلیم۔

(۴) اللہ کی یاد کی تعلیم۔

(۵) تقویٰ اور صراطِ مستقیم پر صبر و قناعت کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہنے کی تعلیم اور حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر اور اللہ کی طرف رجوع کرتے رہنے کے سبب ان پر اللہ کا رحم و کرم بیان کیا گیا ہے۔

(۶) حق کا انکار اور حضور ﷺ کی رسالت کی تکذیب کرنے والوں کو آخرت کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

رکوع ۱: (۱) حضور ﷺ کی شان کا بیان اور آپ ﷺ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات۔

(۲) پھر بات بات پر قسمیں کھانے والوں، چغل خوروں، نیکی سے روکنے والوں اور بد خلق لوگوں سے دور رہنے کی تعلیم۔

(۳) پھر ذکر اللہ کی تعلیم دیتے ہوئے باغ والوں کے واقعہ کا ذکر جنہوں نے کہا تھا کہ کل پھل توڑیں گے اور انشاء اللہ نہیں کہا۔ اللہ کو بھلانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب صبح باغ میں پہنچے تو وہ صاف چٹیل میدان تھا، پھر غلطی کا احساس ہوا اور اعتراف کرنا پڑا کہ اللہ کو بھلانے کا یہ وبال ہے۔

رکوع ۲:(۱) بتایا گیا ہے کہ متقیوں کا ٹھکانہ جنت ہے۔ مسلم و مجرم برابر نہیں ہو سکتے۔

(۲) پھر منکرین اور تکذیب کرنیوالوں کیلئے آخرت کے عذاب کی وعید ہے۔

(۳) پھر دعوت و تبلیغ دین کی ہدایت اور اس راہ میں مشکلات پر ثابت قدم رہنے کی تلقین اور اس کے لیے حضرت یونس علیہ السلام کے صبر واستقامت کا ذکر جو اپنے رب کی طرف رجوع ہوئے اور گڑ گڑا کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور اپنے رحم و کرم سے نوازا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حاقہ (سورۃ ۶۹)

نام:" الْحَاقَّةُ (1) مَا الحَاقَّةُ (2) " سے یہ نام لیا گیا ہے۔ الحاقۃ سے مراد حق ہو کر رہنے والی بات یعنی قیامت ہے۔

زمانہ نزول: نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

مضامین :(۱) بُرے اعمال کے بُرے نتائج کا بیان ہے جیسے قوم عاد، ثمود اور فرعون کے ساتھ دنیا میں ہو ااور آخرت میں اس کا کھلا انکشاف ہو گا۔

(۲) پھر قیامت کی ہولنا کیوں اور رسوائیاں کن لوگوں کے حق میں ہونگی اور کون لوگ اُس دن محفوظ رہیں گے انکا بیان۔

(۳) ساتھ ہی مخالفین کے شکوک وشبہات کا رد کیا ہے۔

رکوع ۱:(۱) قیامت کی ہولناکی بیان کرنے کے لیے دنیا ہی میں قیامت کے نمونہ کے طور پر عاد وثمود پر قیامت کی تکذیب کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہونیکا ذکر، ثمود تو دل دہلانے والی کڑک سے ہلاک کئے گئے اور عاد پر آندھی بھیجی گئی، اسی طرح فرعون کا ذکر ہے۔

(۲) قیامت کے احوال کا بیان۔

(۳) جن لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ خوش وخرم جنت میں داخل ہونگے اور جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ حسرت کرینگے اور جہنم میں جائیں گے۔

(۴) پھر بتایا گیا یہ جہنم میں ان کا یہ حال کیوں ہو گا؟ کیونکہ وہ اللہ پر ایمان نہ لائے تھے اور محتاج اور مسکینوں کی مدد نہ کرتے تھے۔

رکوع ۲:(۱) قرآن کے حق ہونے کا اعلان ہے اور یہ کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو فرشتوں کے ذریعہ نازل ہوا ہے، متقین کے لیے نصیحت اور جھٹلانے والوں کے لیے حسرت ہو گی کہ کاش! اسکو نہ جھٹلایا ہوتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ معارج (سورۃ ۷۰)

نام: " المعارج " سیڑھیوں اور درجات کو کہتے ہیں۔ اسی سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورہ الحاقہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین :(۱)اللہ کی تدبیر وانتظام کو بتانے کے لیے کہا گیا ہے کہ فرشتے اپنی ذمہ داریوں سے ایک دن میں فارغ ہوتے ہیں اور یہ ایک دن دنیاوی پچاس ہزار سال کے برابر ہے پھر وہ احکام حاصل کرنے کے لیے اوپر چڑھتے ہیں۔

(۲)قیامت کے وقت کائنات کی کیفیت۔

(۳)مجرمین کا حال۔

(۴)قیامت کے دن ناکامی سے بچنے کے لیے کن صفات کی ضرورت ہے نیز ان صفات کے ذریعہ مومنین بلند مرتبوں تک پہنچتے ہیں۔

(۵)رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے استفادہ کے لیے اخلاص شرط ہے۔

رکوع ۱:(۱)جو لوگ اس عذاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ آتا کیوں ہے جس کی دھمکی دی گئی ہے یہ کہا گیا ہے کہ اے رسول ﷺ صبر کیجئے۔

(۲)پھر قیامت کا منظر بیان کیا گیا ہے۔

(۳)پھر انسانی ذہنیت کا ذکر ہے کہ جب اس پر نقصان پڑتا ہے تو بے تاب ہو جاتا ہے، اور جب آرام ملتا ہے تو بخیل ہو جاتا ہے۔

(۴)مگر اس ذہنیت سے وہ مومنین بری ہیں جو نمازی ہیں، اپنے مال میں لوگوں کا حق سمجھ کر صدقہ و خیرات کرتے ہیں، بدکاری سے دور رہتے ہیں وعدے کا پاس رکھتے ہیں، امانت میں خیانت نہیں کرتے، حق کی شہادت کی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔

رکوع ۲:(۱)حضور ﷺ کے گرد حلقہ بنانے والے وہ لوگ جنکے دلوں میں کفر چھپا ہوا ہے، انہیں کیا ہو گیا؟ کیا وہ کافرانہ ذہنیت کے باوجود جنت کے حق دار بننے کی امید کر رہے ہیں۔

(۲) پھر بروز قیامت ان کی ذلت وخواری کا ذکر ہے۔
(۳) آخر میں کہا گیا ہے کہ جس جزاو سزا کے دن کو تم جھٹلا رہے ہو وہ آکر رہے گا اس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نوح (سورۃ ۷۱)

نام: " إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (1) " (ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے طرف رسول بنا کر بھیجا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔
زمانہ نزول: سورۃ نحل کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین :(۱) حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ حق اور منکرین کی سرکشی کے ذیل میں یہ بتانا مقصود ہے کہ:

(۱) رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے حق کی دعوت پہنچانا نہ کہ کسی کو زبردستی راہ حق پر لگا دینا۔
(۲) داعی حق کی فریضہ حق کی ادائیگی میں تمام زندگی ختم ہو جائے اور کوئی شخص اس کی دعوت قبول نہ کرے تو بھی وہ داعی ناکام نہیں ہے۔
(۳) حجت تمام ہونے کے بعد عمل کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہتا ہے۔
(۴) عذاب کے فیصلے سے کوئی بدکردار مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔
(۵) اللہ کے فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔
(۶) حق کی مخالفت میں وہی لوگ آتے ہیں جو حریص اور خواہشات نفس کے غلام ہیں۔
(۷) اللہ کی آزمائش میں پورا اترنے والے متقی دنیا و آخرت ہر جگہ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۸)داعی حق کے دل میں انسانیت کی فلاح کی ہمدردی اور درد ہوتا ہے۔

رکوع ۱۔۲: دونوں رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس کی دعوت کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو حق کی دعوت دی لیکن قوم نے کانوں میں انگلیاں ڈالدیں، اور ان کو طرح طرح سے ستایا، آوازیں کسیں، مذاق اُڑایا، ملک بدر کرنیکی دھمکی دی آخر کار سوائے چند آدمیوں کے پوری قوم نے مزاحمت کی۔ جب انکار و سرکشی حد سے بڑھی تو حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی شدید طوفان تمام کفار و بت پرستوں کو بہالے گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ جن (سورۃ ۷۲)

نام: قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآناً عَجَباً (1) (کہدو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جن کی ایک جماعت نے سنا)

زمانہ نزول: سورۃ اعراف کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱)اہل مکہ رسالت محمدیہ ﷺ جیسی عظیم نعمت کی قدر نہیں کررہے اور ایذاؤں کا برتاؤ کر رہے ہیں حالانکہ رسول انہی میں سے ہیں، پھر بھی وہ مخلوق جو انسان نہیں وہ قرآن سے فائدہ اٹھاتی ہے یہ کتنی افسوسناک بات ہے۔

(۲)مسجدیں اللہ کی عبادت کے لیے ہوتی ہیں نہ کہ بتوں کا ٹھکانہ بناکر نجس کرنے کے لیے، اگر کوئی اللہ کا بندہ اس میں اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اس کے خلاف محاذ قائم کرلیا گیا ہے۔

(۳)داعی حق کا کام تبلیغ و دعوت ہے جو اسکی دعوت قبول کرے گا تو اپنا بھلا کرے گا اور جو انکار کرے گا تو اپنے پیروں پر کلہاڑی ماریگا۔

(۴) اللہ عالم الغیب ہے انسان کا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔

رکوع ۱: (۱) جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سن کر کہا کہ عجیب کلام ہے جو نیک راہ دکھاتا ہے، ایمان لے آئے اور شرک سے توبہ کرلی۔

(۲) پھر کہا گیا کہ انسانوں کی طرح جنوں کا بھی خیال تھا کہ کوئی پیغمبر نہ آئے گا۔

(۳) پھر مساجد کی حرمت کا بیان ہے۔

رکوع ۲: (۱) رسول ﷺ کا کام تبلیغ دعوت ہے، ماننا نہ ماننا انسان کا کام ہے۔

(۲) جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۳) پھر بتایا گیا ہے کہ عالم الغیب اللہ ہی ہے اور قیامت کا علم صرف اُسی کو ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مزمل (سورۃ ۷۳)

نام: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (1)۔۔۔۔۔۔ (اے اوڑھنے والے!) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۂ قلم کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) حضورِ اقدس ﷺ کو رات کی عبادت سے متعلق حکم دیا گیا ہے۔

(۲) ساتھ ہی صبر و استقامت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے کام میں لگے رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

(۳) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ رات کو تقسیم کرلیں، تمام رات عبادت میں نہ گزاریں۔

(۴) آخر میں نماز، زکوٰۃ، توبہ و استغفار پر عمل کرنے کی تاکید ہے۔

رکوع ۱:(۱) حضور ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ پر دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں ہیں اس لیے تھوڑا آرام ضرور کر لیا کریں آپ دن رات دعوت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۲) دشمنوں کی سخت باتوں پر صبر کی تلقین۔

(۳) جو لوگ فرعون کے نقش قدم پر چل کر نبی کی مخالفت کرینگے ان کو بھی فرعون جیسی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

رکوع ۲:(۱) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا گیا ہے کہ وہ بھی رات کو تقسیم کر لیں ایک حصہ آرام کے لیے ایک حصہ عبادت کے لیے۔

(۲) آسانی سے جتنا قرآن پڑھ سکتے ہیں، پڑھیں کیونکہ کچھ لوگ مریض ہوتے ہیں کچھ فکر معاشی میں مصروف ہوتے ہیں اور کچھ جہاد کرنے والے اس لیے اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

(۳) اس کے بعد نماز، زکوٰۃ اور ہمیشہ توبہ و استغفار کرنے کی ہدایت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مدّثِر (سورۃ ۷۴)

نام: " يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (1)۔۔۔۔۔ " (اے اوڑھنے والے!) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورہ مزمل کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) اللہ کی رضا کے لیے دعوتِ حق کی راہ میں صبر و استقامت۔

(۲) طہارت و پاکیزگی۔

(۳) آیات اللہ کی مخالفت اور انکار کرنے والوں میں کیسا تکبر ہوتا ہے اور وہ زمین میں کس طرح فتنہ وفساد کرتے ہیں۔

(۴) قیامت میں ناکام ہونے والے کیسے لوگ ہونگے؟ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں انکا کیا طرز عمل ہوگا، دین اور دینداروں کے ساتھ انکا رویہ کیسا ہوگا؟

رکوع ۱:(۱) رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، کپڑے پاک صاف رکھیں، اللہ کی رضا کے لیے دعوتِ حق کی راہ میں صبر واستقامت سے کام لیں۔

(۲) آیات اللہ کی مخالفت کرنیوالے متکبرین کا ذکر کرکے انہیں جہنم کی آگ سے خبردار کیا گیا ہے۔

رکوع ۲:(۱) دوزخ کی ہولناکی کا ذکر اور جن کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ہونگے ان کے محفوظ رہنے کا تذکرہ اور دوزخیوں سے دوزخ میں آنیکا سبب پوچھا جائیگا تو وہ جواب دینگے کہ ہم نمازی نہ تھے، مسکینوں کی مدد نہیں کرتے تھے، شرارت پسند لوگوں کے ساتھ دین کے خلاف منصوبے بناتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ قیامۃ (سورۃ ۷۵)

نام:" لا أُقْسِمُ بِيَوْمِ القِيَامَةِ (1) " (میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

مضامین:(۱) قیامت کو ثابت کرنے کے لیے کائنات اور اس کے آثار سے دلیل دی گئی، انسانی فطرت و وجدان سے دلیل دی گئی، انسانی جسم وروح سے دلیل دی گئی، انسانی عقل اور سمجھ سے دلیل دی گئی، انسان کی پیدائش کے مختلف درجات سے اسپر دلیل دی گئی۔

(۲)ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ قیامت کا انکار اور آخرت کا بھلا دینا حرص اور دنیا کی محبت کیوجہ سے ہے تا کہ قرآن کو ماننے والے دنیا پرستی میں مبتلا نہ ہوں۔

رکوع ۱:(۱)انسان کا گمان ہے کہ اسکی ہڈیاں بکھرنے کے بعد کیسے جوڑی جائینگی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

(۲)قیامت میں انسان گھبراہٹ میں پناہ تلاش کرے گا مگر منکرینِ قیامت کو کہیں پناہ نہ ملے گی اس دن انسان جو کچھ عمل دنیا میں چھوڑ آیا اس کا پھل دیکھ لے گا۔

(۳)پھر بتایا گیا ہے کہ انسان کا ضمیر خود قیامت کا واقع ہونے کی شہادت دیتا ہے مگر وہ اپنے نفس کو فریب دیتا ہے اور فوری فائدہ چاہتا ہے اس لیے دنیا ہی میں کھویا رہتا ہے اور آخرت سے غافل رہتا ہے۔

رکوع ۲:(۱)آخر میں بتایا گیا ہے کہ کیا انسان بے کار پیدا ہوا ہے، پھر انسان کی پانی کے نطفہ سے لے کر پیدائش تک کی تخلیق بیان کر کے فرمایا جو ہستی تخلیق کا یہ کرشمہ دکھا سکتی ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردہ کو زندہ کر دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ دہر (سورۃ٧٦)

نام:هَلْ أَتَى عَلَى الإنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ ۔۔۔۔۔۔۔سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول:سورۂ رحمن کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) اگر انسان اپنی پیدائش پر غور کرلے تو توحید کا اقرار کرلے۔

(۲)انسانی فطرت میں حق کی پہچان رکھی گئی ہے۔
(۳)آخرت میں اللہ کے انعامات کن صفات پر ملتے ہیں ان کا بیان۔
(۴)مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر صبر کی تعلیم۔
(۵)نافرمان بندے کی پیروی سے ممانعت۔
(۶)دن رات حمد و تسبیح کی تاکید۔
رکوع ۱:(۱)انسان کی حقیقت اور اس کی تخلیق کا بیان۔
(۲)پھر انسانی فطرت کا بیان ہے کہ انسان کی فطرت میں حق کی پہچان رکھی گئی ہے اب یہ انسان کا کام ہے کہ شکر گزار بنے یا ناشکرا بن جائے۔
(۳)کافروں کے لیے جہنم کی خبر اور نیک بندوں کے لیے جنت کی خوشخبری۔
(۴)نیک بندوں کی صفات اور ان کے لیے جنت کے انعامات کا بیان۔
رکوع ۲:(۱)حضور ﷺ اور مسلمانوں کو راہِ حق میں استقامت کی تعلیم۔
(۲)گناہ گار اور ناشکرے کی پیروی سے ممانعت۔
(۳)صبح و شام تسبیح کا حکم اور رات کو اللہ کے دربار میں سجدے کا حکم۔
(۴)اسلام سے اعراض کرنے والے فوری فائدہ حاصل کرنے کے لیے دنیا پرستی کرتے ہیں اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔
(۵)پھر قرآن کو نصیحت بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے اور آخرت میں کامیاب ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مرسلات (سورۃ ۷۷)

نام: وَالْمُرْسَلاتِ عُرْفاً (1) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

مضامین: (۱) مختلف قسم کی ہواؤں اور بارش وغیرہ کو قیامت کے لیے بطور شہادت پیش کیا گیا ہے۔

(۲) رسولوں کی بعثت اور کتابوں کے نزول کا مقصد لوگوں کو اعمال کی جزا و سزا سے باخبر کرنا ہے۔

(۳) منکرین قیامت کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور متقین کو قیامت میں ملنے والے انعامات کی بشارت دی گئی ہے۔

رکوع ۱: (۱) آہستہ اور تیز چلنے والی بھیجی ہوئی ہوائیں اور بادلوں کو منتشر کر دینے والی ہوائیں اس بات پر شاہد ہیں کہ قیامت کا وعدہ حق ہے۔

(۲) پھر قیامت کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ (۳) قیامت کا انکار کرنیوالوں کی تباہی کا ذکر۔

(۴) پھر دنیا میں اللہ کے کرشموں کو بیان کر کے کہا گیا ہے کہ جو اللہ اتنے عظیم الشان کارخانے پر قادر ہے کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

رکوع ۲: (۱) متقیوں پر آخرت میں ہونیوالے انعامات کا ذکر اور قیامت کا انکار کرنے والوں کے لیے عذاب کی خبر۔

(۲) اور کہا گیا ہے کہ یہ قیامت کا انکار کرنے والے اللہ کے سامنے سجدہ نہیں کرتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نبا (سورۃ ۷۸)

نام:" عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ (1) عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ (2) " (کس بات کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں، عظیم خبر کے متعلق) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ معارج کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) قیامت کو ثابت کیا گیا ہے اور اس دن کی ہولناکیوں کا اجمالی ذکر ہے۔

(۲) اللہ کی قدرت اور مظاہر کائنات کے ذریعہ قیامت پر دلیل دی گئی ہے۔

(۳) متقین کے لیے جنت کے انعامات کی خوشخبری اور منکرین کے لیے جہنم اور اس پر افسوس کا ذکر ہے۔

(۴) فرشتوں کے فرائض کا بیان۔

رکوع ۱: (۱) قیامت سے متعلق کافروں کے شک اور انکار کی تردید۔

(۲) اللہ کی قدرت کے بیان کے بعد قیامت کے قائم ہونیکی دلیل کہ جب اللہ پانی سے مردہ زمین کو زندہ کر سکتے ہیں تو انسانوں کو زندہ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔

(۳) پھر بتایا ہے کہ قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ روئی کی طرح اُڑیں گے، کوئی کسی کو پناہ نہ دے سکے گا۔

(۴) پھر منکرین قیامت کے لیے جہنم کے عذابوں کا ذکر ہے۔

رکوع ۲: (۱) تقویٰ اور اللہ کے احکام پر عمل کے سبب جو انعامات جنت میں ملیں گے ان کا بیان۔

(۲) قیامت کے دن اللہ کے جلال کی وجہ سے کسی کو زبان کھولنے کی مجال نہ ہو گی، فرشتہ صف میں کھڑے ہونگے، اس دن انسان اپنا ہر عمل دیکھ لے گا جو اُس نے اپنی زندگی میں آگے بھیجا ہو گا۔

(۳) کافر تمنا کرینگے کہ کاش وہ مٹی ہوتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ نازعات (سورۃ ۷۹)

نام: والنازعات سے یہ نام لیا گیا ہے۔ نازعات کہتے ہیں کھینچ کر نکال لینے والی مراد جان نکالنے والا فرشتہ ہے۔

مضامین: (۱) کائنات کے نظام کے ذریعہ قیامت کے واقع ہونیکی دلیلیں۔

(۲) اللہ کے فیصلہ کے مقابلے میں زبردست دنیوی سلطنت اقتدار کی بے بسی کا بیان۔

(۳) قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر۔

(۴) متقین کے لیے بشارتیں اور۔

(۵) منکرین کے لیے عذاب کی دھمکی۔

رکوع ۱: (۱) جان نکالنے والے، اللہ کے حکموں کو جاری کرنیوالے اور اللہ کی تدبیر کے مطابق دنیا کے انتظام میں لگے رہنے والے فرشتوں کو قیامت کے واقع ہونیکی شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

(۲) جب قیامت آئیگی تو زلزلے آئیں گے، دل خوف سے لرز جائیں گے، آنکھیں جھک جائیں گی

(۳) منکرین قیامت کے خیال کا رد۔

(۴) پھر موسیٰ علیہ اسلام اور فرعون کا قصہ عبرت کے لیے دہرایا گیا ہے۔

رکوع ۲: (۱) اللہ کی قدرت و تخلیق بیان کرکے کہا گیا ہے کہ قیامت آکر رہے گی اور انسان اپنے اعمال یاد کرے گا۔

(۲) جس نے دنیا کو سب کچھ سمجھ لیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

(۳) اور جو حساب کتاب سے ڈرتا رہا اور نفس کی بری خواہشات سے رُکا رہا اسکا ٹھکانہ جنت ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ عبس (سورۃ ۸۰)

نام: " عَبَسَ وتَولَّی (1) " سے یہ نام لیا گیا ہے۔ عبس منہ بنانے اور تیوری چڑھانے کو کہتے ہیں۔

مضامین: (۱) سرداران قریش سے تبلیغی گفتگو کے دوران ایک نابینا صحابی ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پاس آگئے اور آپ ﷺ کو متوجہ کرنا چاہا جسے آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اس پر یہ سورت نازل ہوئی، اور بتایا گیا کہ بڑے لوگوں سے زیادہ تمہیں اس شخص کی طرف ہونا چاہیے جو خود دین سیکھنے کے لیے آتا ہے۔ سورت میں اسی واقعہ کا ذکر کے۔

رکوع ۱: (۱) انہی نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے اور حضور ﷺ کی ناگواری کا ذکر کر کے کہا گیا ہے کہ ایسا نہ کرنا چاہیے تھا جو دین سیکھنے کا خواہشمند ہو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیے اللہ کی نظر میں سب برابر ہیں خواہ قریش مکہ ہوں یا کوئی عجمی نابینا۔ (۲) قرآن کے نصیحت ہونے کا ذکر۔

(۳) اللہ کی چند قدرتوں کا ذکر کر کے کہا گیا ہے کہ یہ تمام چیزیں انسانی فائدے کے لیے پیدا کی گئی ہیں، انسان کو ناشکری نہ کرنا چاہیے۔

(۴) قیامت کی ہولناکی اور ناشکری کرنیوالوں کے خوفناک انجام کا ذکر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ تکویر (سورۃ ۸۱)

نام:إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (1) (جب سورج لپیٹ دیا جائیگا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔ تکویر لپیٹ دینے کو کہتے ہیں۔

مضامین:(۱) قیامت کا منظر (۲) وحی اور نبوت کی سچائی کا اعلان

رکوع ۱:(۱) قرب قیامت کا منظر جسے سورج کا تاریک ہونا، ستاروں کا دھندلا ہونا، پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا، وحشی

جانوروں کا خوف سے جمع ہو جانا، سمندر کے پانی کھولنا وغیرہ بیان کیا گیا ہے پھر مردہ جسموں میں روح ڈالی جائیگی اور اعمال کی باز پرس ہو گی۔

(۲) قرآن کے مرتبہ کا بیان کہ یہ ساری دنیا کے لیے ہدایت ہے پھر آخر لوگ کدھر بھاگے جا رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انفطار (سورۃ ۸۲)

نام:إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ (1) (جب آسمان پھٹ جائیگا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔ انفطار پھٹ جانے کو کہتے ہیں۔

زمانہ نزول: سورہ نازعات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین:(۱) قیامت کی ہولناکیوں کا بیان اور انسانی اعمال کی اس دن باز پرس۔

(۲) انسان کی پیدائش اور اس پر اللہ کے احسانات کا ذکر۔

رکوع ۱:(۱) قیامت کے منظر کا بیان کہ جب آسمان پھٹ جائیگا، تارے جھڑ جائیں گے، سمندر اُبل پڑیں گے اور قبروں سے مردے زندہ کر کے نکالے جائینگے پھر ہر شخص اپنے عمل کا نتیجہ دیکھ لے گا۔

(۲) اس کے بعد انسان کی پیدائش کا بیان۔

(۳) قیامت کو جھٹلانے والوں کو بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کے اعمال محفوظ کیے جا رہے ہیں اور قیامت میں اس کا نامہ اعمال اس کو دیا جائیگا، اس دن نہ سفارش چلے گی نہ مال کام آئیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ مطفّفین (سورۃ ۸۳)

نام: " وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (1) " (تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کے لیے) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

مضامین: (۱) ناپ تول میں کمی کر کے لوگوں کے حقوق غصب کرنے سے معاشرے میں فساد پیدا کرنے کی مذمت۔

(۲) اس حرکت کا سبب انکارِ قیامت اور آخرت کو بھلا دینا ہے۔

(۳) قیامت کی ہولناکی کا ذکر۔

(۴) تقویٰ ہی سے نجات ہوگی اور حد سے تجاوز کرنیوالے سزا پائیں گے۔

رکوع ۱:(۱) پہلے ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کا ذکر ہے جن کے لینے کے پیمانے اور ہیں اور دینے کے اور، ان کے دلوں سے

قیامت کا خوف نکل گیا ہے۔

(۲) قیامت کی ہولناکی کا ذکر اور سزا سے بچنے کے لیے تقویٰ کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

(۳) حق سے آگے بڑھنے والوں اور اپنے حق سے زیادہ لینے اور دوسروں کے حق مارنے والوں کا یقینی ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انشقاق (سورۃ ۸۴)

نام:" إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (1) " (جب آسمان پھٹ جائیگا) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

مضامین: (۱) قرآن سے اعراض، خواہش نفس کی پیروی اور آخرت کے انکار کے نتیجے میں ملنے والی سزاؤں کا ذکر۔

(۲) ایمان و نیک عمل کے نتیجے میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری۔

(۳) قیامت کی ہولناکی کا ذکر۔

رکوع ۱: (۱) قیامت کی ہولناکی کا ذکر۔

(۲) جن کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ خوش ہونگے اور جنت میں ہونگے۔

(۳) جن کے اعمال نامے پیٹھ کی طرف سے دیئے جائیں گے وہ جہنم میں جائیں گے کیونکہ وہ قرآن سے اعراض کرتے ہیں، خواہش نفسانی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور آخرت کو جھٹلاتے ہیں۔

(۴) پھر ایمان اور نیک عمل پر جمنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ بروج (سورۃ ۸۵)

نام:" وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ (1) " (برجوں والوں آسمان گواہ ہے) سے یہ نام لیا گیا ہے۔
زمانہ نزول: مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں ہے۔
رکوع ۱: (۱)اس سورت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر ظلم کرنے والے آخر کار ہلاک و برباد ہوتے ہیں۔
(۲)عبرت کے لیے فرعون اور اس کے لشکر اور قوم ثمود کا ذکر۔
(۳)اصحابِ اخدود (گڑھے والوں) کا ذکر کہ نجران کے ایمان والوں کو یہودی بادشاہ ذونواس نے آگ سے بھرے ہوئے گڑھے میں پھنکوادیا، آخر کار یہود ذلت و مسکنت سے دوچار ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طارق (سورۃ۸۶)

نام:" وَالسَّمَاءِ والطَّارِقِ (1) " (آسمان اور رات کو آنے والا گواہ ہے) سے یہ نام لیا گیا ہے۔
زمانہ نزول: مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔
رکوع ۱: (۱)اس سورت میں یہ سمجھانا مقصود ہے کہ رات کو چمکنے والے ستارے کی انسان کی پرورش کے سامان میں کیا حیثیت ہے اور مسافر کس طرح اپنی منزل کی سمت کا پتہ اس سے چلاتا ہے، تو یہی ستارہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ روحانی تربیت اور روح کی تاریکی دور کرنے کا بھی ستارہ ہونا چاہیے اور راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صحیح منزل اور سمت بتانے والا بھی ستارہ ہونا چاہیے اور وہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کی رسالت اور قرآن ہے۔
(۲)جو لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں گے وہ کامیاب ہونگے اور جو ایمان نہیں لائیں گے انہیں سنت اللہ کے مطابق مہلت ملے گی اگر مہلت سے فائدہ اٹھالیا تو اچھا ہے ورنہ جہنم کے عذاب میں گرفتار ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ اعلیٰ (سورۃ ۸۷)

نام:" سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى (1) " (اپنے اعلیٰ رب کی تسبیح کہہ) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ تکویر کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) اللہ کی ربوبیت کے لیے دلیل کے طور پر انسان کی پیدائش، جسمانی بناوٹ اور فطرت کا ذکر

۔

(۲) پھر اللہ کی قدرت اور انعامات کو دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے تاکہ اہل عقل اور صاحبِ ضمیر کو تنبیہ ہو جائے اور وہ اللہ کی ناشکری نہ کرے اور اس کی حمد و تسبیح کرے۔

رکوع ۱: (۱) اللہ کی تسبیح کا حکم۔

(۲) اللہ کی قدرتوں اور انعامات کا بیان تاکہ انسان اللہ کا شکر گزار بنے، توحید کا اقرار کر کے تزکیہ نفس کرے اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونگے۔

(۳) جو لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۴) پھر بتایا گیا ہے کہ یہ بنیادی تعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ غاشیہ (سورۃ ۸۸)

نام:" هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الغَاشِيَةِ (1) "(کیا تمہارے پاس ڈھانک لینے والی خبر آئی ہے) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: سورۃ زاریات کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین: (۱) کفار و مومنین کے اعمال کے نتائج۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری کا ذکر۔

(۳) حساب کا احساس۔

رکوع ۱: (۱) قیامت کی سختیوں کا ذکر۔

(۲) کفر و مومنین کے ساتھ قیامت میں کیے جانے والے معاملوں کا موازنہ۔

(۳) کفار کے چہرے جھلسے ہوئے ہونگے، کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، کانٹے دار گھاس غذا ہو گی۔

(۴) مومنوں کے چہرے ترو تازہ ہونگے، جنت میں ان کا قیام ہو گا جہاں عجیب و غریب نعمتیں ہو نگی۔

(۵) پھر اللہ کی قدرت کے مناظر کا بیان۔

(۶) حضور ﷺ کا کام لوگوں کو حقائق سے باخبر کرنا ہے۔ اس کے بعد ہر شخص راہ معین کرنے میں ہے مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ پوچھ گچھ نہ ہو گی بلکہ عدالت میں حاضر ہو کر قیامت میں پورا پورا حساب دینا ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فجر (سورۃ ۸۹)

نام:" والفجر ولیال عشر۔۔۔" (فجر اور دس راتیں گواہ ہیں) سے یہ نام لیا گیا ہے۔

زمانہ نزول: یہ بھی مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

مضامین:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ فجر

نام: (وَالْفَجْرِ ولَيَالٍ عَشْرٍ)(فجر اور دس راتیں گواہ ہیں) سے سورت شروع ہوئی ہے، اسی سے نام ماخوذ ہے۔ فجر صبح کی روشنی کے پھوٹنے کا نام ہے اور دس راتوں سے بعض لوگوں نے ذی الحجہ کی دس راتیں سمجھی ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد رمضان کی آخری دس راتیں ہیں۔

زمانہ نزول: یہ مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

مضامین: اس سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مال کی محبت میں اندھا ہو جاتا اور خواہشات نفس کی پیروی انسان کے لئے تباہی و نامرادی لائی ہے جس کا تاریخی ثبوت قوم عاد، ثمود اور فرعون وغیرہ کی نامرادیاں اور ہلاکتیں ہیں۔ پھر چند ان اخلاقی و عملی برائیوں کو بتایا ہے جو آخرت میں رسوئیوں کا سبب نہیں گی۔

رکوع نمبر ۱: (وَالْفَجْرِ ولَيَالٍ عَشْرٍ والشَّفْعِ والْوَتْرِ)

اس میں چار چیزوں کو شہادت میں پیش کیا ہے۔ فجر، جفت وطاق، دس راتیں، اور رات جب جانے لگے۔۔۔۔اس میں فجر اور رات کو قوم عاد اور ثمود اور فرعون اور اس کے تابعداروں کی نامرادیوں اور ہلاکتوں کے لئے بطور شہادت کے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان پر ہلاکت اور تباہی ان کے انکار اور سرکشی کی بناء پر تھی۔ پھر بعض ایسی ایسی برائیوں کا تذکرہ ہے جن میں مبتلا ہو جائے کے بعد پھر انسان اپنے خدا کو بھول جاتا ہے اور آخرت کی فکر سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور پھر اپنی نفسانی خوہشوں کے کسی نہ کسی طرح پورا کرنے اور مال و دولت کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی بناء پر انسان اللہ کی زمیں کو فتنہ و فساد سے بھر دیتا ہے

جس کا نتیجہ دنیا میں بھی ہوتا ہے اور آخرت میں بھی رسوائی اور شدید عذاب۔ ان اخلاقی امراض اور ان عملی برائیوں میں سے چند یہ ہیں۔

ا۔ یتیموں کے ساتھ ظلم اور اس کی تحقیر۔

۲۔ مسکینوں کی نہ خود مدد کرنا اور نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دینا۔

۳۔ میراث یا ترکہ کو غصب کر جانا۔

۴۔ مال کی محبت میں اندھے ہو جانا۔

ان چیزوں کو شمار کرانے کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ جب زمین توڑ پھوڑ کر رکھ دی جائے گی تو پھر انسان کو ہوش آئے گا اور حسرت کرے گا کہ کاش دنیوی زندگی ایک بار مل جاتی تو سب کی تلافی کر دیتا۔ اس کے بعد نیک عمل لوگوں کو جنت کی بشارت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ بلد

نام: "بلد" شہر کو کہتے ہیں، یہاں البلد سے مراد مکہ ہے (لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ) (نہیں، میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں) سے سورت شروع ہوئی ہے، اس سے یہ نام ماخوذ ہے۔

ایک وضاحت:

قسم سے مقصد اس چیز کو شہادت میں پیش کرنا ہوتا ہے جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے۔ لہذا یہاں قسم کا مطلب قران کی صداقت پر مکہ کو شہادت کے طور پر پیش کرنا ہے۔

زمانہ نزول: سورہ ق کے بعد یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین: اور اس سورت کا جو مضمون ہے وہ رکوع کے خلاصہ کی شکل میں ذیل میں درج ہے۔

رکوع نمبر ا: (لا أُقْسِمُ بِهَذَا البَلَدِ وأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا البَلَدِ)

اس کا نام آیت (لا أُقْسِمُ بِهَذَا البَلَدِ) سے ماخوذ ہے۔ شروع میں چند قسموں کو اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ کوئی راحت و آرام میں نہیں رہ سکتا۔ آرام و راحت تو قانون الٰہی کے مطابق زندگی گذارنے میں حاصل ہو گا۔ پھر انسان کی ذہنیت بتائی گئی ہے کہ باوجود یکہ وہ کانٹوں میں گھرا ہوا ہے مگر ڈینگیں مارتا ہے کہ ہم پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔ پھر اللہ نے اسے اعضاء کی شکل میں جو انعامات دیئے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سمجھایا ہے کہ انہی ظاہری اور باطنی قوتوں سے مال و دولت جمع کرتا ہے۔ لیکن اللہ کی شکر گذاری کی ایک لہر بھی اس کے دل میں نہیں اٹھتی۔۔۔ پھر بتایا ہے کہ اللہ کی شکر گذاری کیا ہے۔

ا۔ غلاموں کو غلامی کی بیڑیوں سے نجات دلانا۔

۲۔ یتیموں اور مسکینوں کی ہر طرح سے اعانت، خصوصاً عسرت اور تنگی کے زمانہ میں مسکین کو کھلانا۔

۳۔ آپس میں حق کی وصیت اور مشکلات پر صبر کی تلقین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ شمس

نام: شمس سورج کو کہتے ہیں، سورت کی ابتدا یوں ہوئی ہے۔ وَالشَّمْسِ وضُحَاهَا اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

ترجمہ: سورج اور اس کی روشنی گوہ ہیں۔

زمانہ نزول: یہ سورت بھی مکی دور کے ابتدائی زمانے کی سورتوں میں سے ہے۔

مضامین: اس میں سورج، چاند، دن، رات، آسمان اور زمین اور انسانی فطرت کی بناوٹ کو توحید کے لئے شہادت کے طور پر پیش کیا ہے۔ نیز اس انداز سے سورت شروع کرنے میں اشارہ اس بات کی طرف بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر وہ صفات جمع کی ہیں جو اس کی دیگر مخلوقات میں سے اضداد کے اندر ہیں۔ مثلاً سورج، چاند، رات اور دن، آسمان اور زمین کی صفات کو اس کے اندر جمع کیا ہے اور یوں بتایا گیا ہے کہ نفس انسان کو بڑے کمال کے مرتبہ پر پیدا کیا گیا ہے اور مزید بر آں اس کو وحی کی روشنی بھی عطا کی گئی تو اب جو انسان ان کمالات کو ترقی دیتا ہے وہ فلاح پاتا ہے اور جو ان کو نشو و نما نہیں دیتا وہ انجام کار ناکام ہو جاتا ہے اور الشمس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ جس طرح عالم جسمانی ومادی کے لئے روشنی کا مرکز سورج ہے۔ اسی طرح اخلاقی وروحانی عالم کے لئے ذات رسالت مآب ﷺ سورج کی طرح ہیں کہ آئندہ اخلاق وروح کی ساری روشنیاں آپ کی ذات بابرکات ہی سے پھیلیں گی، اور جس طرح چاند سورج سے اکتساب نور کر کے روشن ہوتا ہے اسی طرح اتباع رسول ﷺ کے بعد ہی انسان کا قلب منور ہو سکتا ہے۔

رکوع نمبر ا: (وَالشَّمْسِ وضُحَاهَا والْقَمَرِ إذَا تَلاهَا)

اس کی ابتدائی دس آیتوں میں قدرت کے کچھ مناظر اور پھر ایک تاریخی واقعے سے استدلال کرتے ہوئے کہ کامیابی صرف اور صرف اعمال صالحہ ہی ہیں۔

پھر بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت اور اس کے وجدان میں خدا کے اقرار اور انسان کے لئے بھلائی اور برائی کی باتیں سمجھ جاتا رکھ دی ہیں۔ اس بناء پر جو لوگ اپنی فطرت اور اپنے وجدان کی آواز پر

کان دھرتے ہیں اور اپنے نفس کو برائیوں سے پاک رکھتے ہیں، وہ فلاح پائیں گے ورنہ نامرادی ملے گی۔ اسکے بعد تاریخی شہادت کے طور پر قوم ثمود اور اسکی نافرمانیوں اور اس کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ لیل

مضامین: اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح رات اور دن یکساں نہیں، اسی طرح اللہ کی راہ میں نیکی کی راہ پر قدم اٹھانے والا اور دین کو سربلند کرنے والا اور وہ جو حق کی تکذیب کرتا ہے اور اسلام کی راہ روکتا ہے دونوں یکساں نہیں ہوسکتے، اور جب دونوں یکساں نہیں ہوسکتے تو دونوں کے اعمال کے نتائج بھی کس طرح یکساں ہوسکتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱: (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى والنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى)

اس سورت میں رات اور دن اور مرد و عورت کے وجود سے استشہاد کرتے ہوئے کہ اعمال اختلاف میں کامیابی صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جو تقویٰ کی راہ اختیار کرتا ہے اور جو اللہ کی تعلیم کا انکار کرتا ہے وہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔ پھر بتایا ہے کہ انسانی کوششیں مختلف ہیں، کچھ لوگ تو تقویٰ اور قرآن کی بتائی ہوئی روہ پر چلتے ہیں اور کچھ ان سے بے پرواہ ہو کر خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے زندگی گذارتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ کنجوسی نہیں کرتے۔ اللہ کے دین کو سربلند کرنے میں اپنے مال و متاع کو خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں فوز و فلاح ہے اور جو لوگ بخل سے کام لیتے ہیں اور ہدالت الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں، انجام کاران کی مال و دولت ان کے کام نہ آئے گی اور ذلت و نامرادی کی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ ضحیٰ

مضامین: رکوع کا جو خلاصہ آگے آرہا ہے وہی اس سورہ کا مضمون ہے۔

رکوع نمبر ا: وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

اس میں چڑھتے ہوئے دن اور تاریک رات کی شہادت سے حضور ﷺ کی زندگی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے کہ اللہ نے کس طرح حضور ﷺ پر اپنے فضل و کرم کا سایہ رکھا کہ آپ یتیم تھے، خدا نے آپ کو پناہ دی۔ آپ پر ہدایت کی راہ کھول دی، آپ کی تنگدستی کو دور فرمایا۔ ساتھ ہی مستقبل میں مزید انعامات کے وعدے ہیں۔ پھر حضور ﷺ کو اور آپ ﷺ کے واسطے سے امت مسلمہ کو ہدایت دی گئی ہے کہ یتیم سے نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ سائل کو جھڑکنا نہ چاہیے۔ خدا کے احسانات کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ انشراح

مضامین: رکوع کا جو خلاصہ آگے آرہا ہے وہی اس سورت کا مضمون ہے۔

رکوع نمبر ا: (أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ)

اس سورت میں حجور ﷺ کے روحانی کمالات کو بصورت سوال بیان کیا ہے کہ کیا اللہ نے اُ کے سینے کو نہیں کھول دیا۔ کیا آپ پر ذمہ داریوں کا جو بار گراں تھا، اسے نہیں اتار دیا گیا اور آپ کے ذکر خیر کا غلغلہ بلند کر دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ کو تعلیم دی گئی کہ جب آپ رسالت کے فرائض (تبلیغ و دعوت) سے فراغت پیا کریں تو اللہ کی طرف توجہ فرمایا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ التین

اس سورت میں انجیر اور زیتون یعنی زنجیر اور زیتون والی سرزمین اور طور اور مکہ کو اس بات کی شہادت میں پیش کیا گیا ہے کہ انسان فطرت ووجدان میں توحید کی طلب رکھی گئ ہے۔ مزید بر آں اس کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لئے وحی و نبوت کا سلسلہ قائم کیا گیا ہے، لیکن انسان نہ اپنی اندرونی آواز پر کان دھرتا ہے اور نہ وحی و نبوت سے اکتساب فیض کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کو نامرادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز تین وزیتون اور طور سے سلسلہ موسوبہ کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا۔ وہ اہل کتاب پر اللہ نے مسلسل احسانات وانعامات کئے، مگر انہوں نے ناشکری کر کے ذلت ونامرادی کو پسند کیا، اسی طرح معمار کعبہ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے کعبہ کو کس مقصد کی خاطر بنایا، مگر کعبہ والی سرزمین کے رہنے والے اخلاق و عمل کے کتنے پست ہو چکے ہیں۔ نیز بعض اور اشارات اس سورت کے خلاصہ میں ملیں گے۔

رکوع نمبر ا: (وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ)

اس میں انجیر اور زیتون یعنی انجیر وزیتون والی سرزمین۔ شام اور طور مکہ کی قسم کھائی گئی ہے۔ یعنی ان سے شہادت پیش کی گئی ہے کہ انسان بہترین حالت پر پیدا کیا گیا۔ پھر اس نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری اور پستی کے غار میں جا پڑا۔ اس سے وہی لوگ محفوظ رہے جو ایماندار تھے اور عمل صالح پر کاربند رہے۔ شام کی سرزمین سے مراد ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عغیرہ انبیاء کی دعوت کی سرزمین طور سے ظاہر

ہے۔ دعوت موسوی مراد ہے اور شہر مکہ سے نزول قرآن کی سرزمین مطلب یہ کہ یہ ساری سرزمینیں گوہی دیتی ہیں کہ انسان نے اپنی شامت کو خود بلایا، ورنہ اللہ نے اس کی فطرت اور وجدان کو نہایت عمدہ حال میں پیدا کیا ہے، کوئی وجہ نہیں کہ انسان اس سے کام لے پھر وہ توحید کا اقرار نہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ علق

مضامین: اس سورت کی ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلی وحی ہے جو حضور ﷺ پر غار حرا میں نازل ہوئی، اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے لئے بطور دلیل کے انسان اور اس کی پیدائش اور انسان کے بعض دیگر انعامات خداوندی کا تذکرہ کرتے ہوئے توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے لئے جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ رکوع کے خلاصہ کے موقع کے پر معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۱: (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الإنسَانَ مِنْ عَلَقٍ)

اس سورت میں حضور ﷺ سے ارشاد ہوا ہے کہ اپنے اس رب کے نام سے پڑھیے جو سب کا خالق ہے، جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، اور جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ بتایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ پھر بتایا کہ اتنے احسانات الٰہی کی باوجود انسان سرکشی کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سارے قیود و حدود سے آزاد سمجھتا ہے۔ حالانکہ سب کو ایک دن اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پھر ایسے سرکشوں کو متنبہ کیا گیا ہے جو تبلیغ دین سے روکتے ہیں، جب حضور ﷺ نماز پڑھتے تو نہ پڑھنے دیتے، حالانکہ رسول ﷺ ہدایت پر ہیں اور دوسروں کا بھی بھلا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد قران کے

مخالفین کو قیامت کی پکڑ سے ڈرایا گیا ہے اور آخر میں حضور ﷺ کو بارگاہ الٰہی پر سجدہ ریز ہونے اور قربت خداوندی حاصل کرنے کی ہدایت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ قدر

مضامین: پوری سورت قرآن کی عظمت اور اس کے نزول کی شب کی عظمت و فضیلت کے بیان پر مشتمل ہے۔

رکوع نمبر ۱: (إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ)

اس سورت میں اس کا اعلان ہے کہ قرآن شب قدر میں اتارا گیا۔ پھر شب قدر کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ وہ ہزار راتوں سے افضل ہے۔ اس رات کو صبح تک فرشتے زمین پر رحمت و سلامتی لیکر اترتے رہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ بینہ

مضامین: سورہ کا مضمون آنے والے اپنے موقع سے معلوم ہو جائے گا۔

رکوع منبر ۱: (لَمْ یَکُنِ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ والْمُشْرِكِينَ)

"البینه" ایسی روشن چیز جو خود اپنی حقیقت پر دلالت کرے۔ گویا آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ چناچہ اس سورہ میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی بذات خود رسالت کی ایک روشن دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نہایت پاکیزہ اخلاق و عمل کی طرف دعوت دینے والی آیتیں لوگوں کو سناتے ہیں اور دین کی یہ دعوت نئی نہیں، بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حجرت عیسیٰ علیہ السلام اور دعگگ سارے رسولوں کی یہی دعوت رہی۔ لیکن اہل کتاب نے روشن دلیل آنے کے بعد خود اختلافات کئے۔ حالانکہ انہیں اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ نماز اور زکوٰۃ کا حکم تھا۔ پھر بتایا ہے کہ کفر و شرک کرنے والوں کا انجام دوزخ کی آگ ہے اور ایمان و عمل صالح سے وابستہ لوگوں کے لئے جنت ہے۔

رضائے الٰہی ہے اور یہ سب اس لئے کہ ایسے لوگ ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ زلزال

مضامین: یہ سورہ قیامت اور اس کی ہولناکیوں کے بیان پر مشتمل ہے۔

رکوع نمبر ۱: (إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ زِلْزَالَهَا وأَخْرَجَتِ الأَرْضُ أَثْقَالَهَا)

اس سورہ میں قیامت کا ذکر ہے کہ جب وہ آئے گی تو نہایت خوفناک زلزلہ آئے گا۔ زمین وہ سب اگل دے گی جو اس نے اپنے پیٹ میں رکھ چھوڑا ہے۔ اور انسان بدحواس ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہو گیا؟ اس دن ہر شخص کے سامنے ہر وہ چیز آجائے گی، جو اس نے دنیا میں کی ہو گی۔ ایک ایک ذرہ نیکی اور ایک ایک ذرہ برائی اپنے سامنے پائے گا، جو اس نے اپنے عمل سے کمایا ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ عادیات

مضامین: اسی سورہ کا مضمون رکوع کے خلاصہ کے موقع پر معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ا: (وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً)

اس سورت میں انسان کی ناشکری پر دوڑنے والے گھوڑوں سے شہادت دلائی گئی ہے کہ گھوڑا ایک جانور ہے، لیکن وہ اپنے مالک کا اس قدر فرمان بردار ہوتا ہے کہ اس کے ذرا سے اشارے پر بے تحاشا دوڑتا ہے۔ سخت سے سخت مقامات میں گھس جاتا ہے۔ شدید سے شدید معرکوں میں مالک کی وفاداری کرتا ہے، لیکن انسان؟ اس پر اس کے مالک وخالق نے اتنے احسانات کر رکھے ہیں مگر ناشکری کرتا ہے اور اپنے مالک کی وفاداری سے بے پرواہ ہو کر من مانی کرتا ہے۔ اس کے بعد موت کے بعد کی زندگی یاد دلائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس دن ساری ناشکریوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں جو سزا ہو گی وہ بہت سخت ہو گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ قارعہ

"قارعة" یعنی دھماکا۔ (الْقَارِعَةُ مَا القَارِعَةُ) کے جملہ سے شروع ہوئی ہے، اسی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

مضامین: اس سورہ میں بھی قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا بیان ہے تاکہ انسان کے دل میں خوف الٰہی اور خوف آخرت پیدا ہو۔

رکوع نمبر ا: (الْقَارِعَةُ مَا القَارِعَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا القَارِعَةُ)

اس سورہ میں قیامت کا ذکر ہے کہ اس دن سخت دھما کا ہو گا انسان مرے ہوئے پروانوں کی طرح بکھرے پڑے ہوں گے۔ پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح مارے مارے پھر رہے ہوں گے۔ اس دن جس کی نیکیاں وزن میں زیادہ ہوں گی، وہ خاطر خواہ آرام میں ہو گا اور جس کا نامہ اعمال ہلکا ہو گا اس کا تحکانہ جہنم کی آگ ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ تکاثر

مضامین: اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ انسان دنیوی آسائشوں اور مال و سرمایہ کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے اور یہ دوڑ اور مسابقت اس کے لئے ہلاکت و تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

رکوع نمبر ۱: (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتَّى زُرْتُمُ المَقَابِرَ)

اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو مال و دولت اور دنیوی خوشحالیوں کی کثرت ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ وہ عاقبت سے غافل ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ گھبراؤ نہیں۔ قبر تمہاری منتظر ہے۔ پھر دیکھ لوگے کہ وہ جہنم سے کس طرح تمہیں نگلنے کے لئے بڑھ رہی ہے، جس سے تم بے فکر تھے اور پھر تم سے ان نعمتوں کے سلسلہ میں باز پرس ہو گی جن کو بے موقع اور بے جا صرف کیا اور دنیوی عیش و عشرت پر لگا دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ عصر

مضامین: تین آیتوں میں قوموں کے عروج وزوال کا فلسفہ بتادیا ہے اور اقوام کے عروج وزوال کی ساری تاریخ کے اسباب کو سمودیا گیا۔

رکوع نمبرا: (وَالْعَصْرِ إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ)

اس سورہ میں زمانہ کو شہادت میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ گواہ ہے کہ انسان ہمیشہ گھاٹے میں رہا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، عمل سالح کیا اور حق کی تبلیغ اور آپس میں صبر وثبات کی تلقین کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ ہمزہ

مضامین :اس سورہ میں ان لوگوں کو دکھایا گیا ہے جو مال وسرمایہ کی کثرت کی بناء پر انسانیت کی ساری صفات اور تقاضے لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور اپنی گفتار ورفتار سے، اپنی چال ڈھال سے اور اپنے عمل کے ہر انداز سے دوسرے بندگان خدا کو ذلیل سمجھتے اور کرتے ہیں۔ان کو دلوں پر کچوکے لگاتے ہیں۔ان پر طرح طرح کے مظالم توڑتے ہیں، پھر ایسے لوگوں کا جو حشر ہوگا اس کا بیان ہے۔

رکوع نمبرا: (وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ الَّذِي جَمَعَ مَالاً وعَدَّدَهُ)

اس سورہ میں عیب جوئی کرنے والوں، غیبت کرنے والوں، مال ودولت کو سمیٹ سمیٹ کر رکھنے والوں کے لئے خرابی اور شامت کا اعلان ہوا کہ ایسے لوگ نار جہنم کی خوراک نہیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ فیل

مضامین:اس سورہ کا جو مضمون ہے وہ رکوع کے خلاصہ میں معلوم ہوجائے گا۔

رکوع نمبر ا۔أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ

اس سورت میں حبشہ کے بادشاہ ابراہ کی فوج کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے آیا، ہاتھیوں کی قطار اس کے ساتھ تھی، مگر اللہ نے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور چڑیوں کے جھنڈ کو حکم دیا اور اس نے کنکروں کی بارش کر کے ابرھہ کا سارا لشکر تباہ کر دیا۔ اس سے یہ سبق دیا گیا ہے کہ حق کی مخالفت کرنے والوں کو تباہ کرنے کے لئے اللہ کی جو فوج ہے اسے انسان سمجھ ہی نہیں سکتا۔ چڑیا جیسی مخلوق سے وہ حق کے دشمنوں کے خاتمہ کرا دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ قریش

مضامین: اس سورہ کا مضمون کا بھی وہی ہے جو رکوع کے خلاصہ کے موقع پر ذکر کیا جائے گا۔

رکوع نمبر ا۔(لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ والصَّيْفِ)

اس سورہ میں سمجھایا گیا ہے کہ قریش کو اللہ کے گھر خانہ کعبہ کی وجہ سے دنیوی وجاہت حاصل رہی ہے اور ان کو تجارتی قافلے جو سردیوں اور گرمیوں میں دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، محض اس بناء پر ڈاکوؤں اور رہزنوں سے محفوظ رہتے ہیں کہ وہ خانہ کعبہ کے متولیوں کا قافلہ ہے۔ لیکن قریش کو جو اعزاز حاصل ہے۔ اس پر بجائے اس کے کہ خانہ کعبہ میں وہ توحید کے تقاضوں کے مطابق عبادت کریں۔ انہوں نے توحید کا بھی انکار کر ڈالا اور کعبہ کو بتوں سے نجس کئے ہوئے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ رب کعبہ کی عبادت کریں۔ توحید اختیار کریں۔ شرک و کفر سے کنارہ کش ہو جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ ماعون

مضامین: اس سورت سے مقصود یتیموں، بے کسوں اور بے سہارا لوگوں کی امداد و اعانت پر ابھارنا، انسانیت کی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا اور نماز کی پابندی کی تاکید ہے دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کی تاکید ہے اور یہ کہ رسول جس راہ کی طرف بلا رہے ہیں وہ یہی انسانیت کی فلاح کی راہ ہے۔ لیکن اس کے لئے جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ رکوع کے خلاصہ کے موقع پر معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۱: (أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ)

اس سورہ میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ یتیم کو دھکے دیتے ہیں، جو مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے، جو نماز میں غفلت کرتے ہیں، ریاکاری سے کام لیتے ہیں، برتنے کی چیزوں کو مستعار نہیں دیتے وہ دراصل قیامت کو جھٹلاتے ہیں۔ انہیں آخرت کا خوف ہوتا تو ایسی حرکتیں نہ کرتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ کوثر

مضامین: سورہ کا مضمون اس کے خلاصہ کے بیان کے موقع پر معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۱۔(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ)

جاہلیت میں دستور تھا کہ جس کی نرینہ اولاد ہوتی، وہی قربانی کرتا۔ حضور ﷺ کے صاحبزادے کی وفات ہو گئی تو مخالفین نے کہنا شروع کیا کہ اب ان رسول ﷺ کا (نعوذ باللہ) نام و نشان ختم ہو جائے گا، یعنی آگے نہ ان کی نسل چلے گی اور نہ ان کا نام باقی رہے گا اور قربانی بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر سورہ نازل

ہوئی اور کہا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ کوثر کے بہت سے معانی ہیں۔ حوض کوثر بھی، اور بہت زیادہ بھلائیاں بھی۔ سب معنوں کے لحاظ سے آپ کو کوثر عطا ہوا۔ لہٰذا آپ نماز پڑھیں، قربانی کریں، اور آپ کے دشمن ہی بے نام و نشاں ہو کر رہیں گے اور آپ کے نام کا غلغلہ قیامت تک بلند رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ کافرون

مضامین: اس سورہ کا مضمون بھی سورہ کے خلاصہ کے موقع پر معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ۱: (قُلْ یَا أَیُّھَا الکَافِرُونَ لا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ)

اس سورہ میں رسول ﷺ کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ اعلان کر دیں کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کر سکتے اور اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی تہذیب و معاشرت اختیار نہیں کر سکتے۔ اے کافرو! تمہارا دین تمہیں مبارک ہو، میرا دین میرے لئے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ نصر

مضامین: اس سورہ کا مضمون اور تعلیمات بھی سورہ کے خلاصہ کے موقع پر آجائے گا۔

رکوع نمبر ۱: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ والْفَتْحُ

اس سورہ میں اسلام کے غلغلہ کا ذکر ہے کہ اللہ کی مدد آگئی۔ مکہ فتح ہو گیا اور لوگ جوق در جوق اسلام کے حلقہ بگوش ہو رہے ہے، پھر یہ تعلیم دی ہے کہ یہ موقع جشن و شادیانے کا نہیں ہے، بلکہ اللہ کی حمد و تسبیح کا ہے

اور استغفار کا ہے اس طرح مسلمانوں کو سبق کیا گیا ہے کہ وہ انتہائی جوش مسرت کے عالم میں بھی خدا کو نہ بھولیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ لہب

مضامین: اس سورہ سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جو شخص دین اسلام کے حق میں ابو لہب بنتا ہے اس کا انجام ہلاکت ہوتا ہے۔

رکوع نمبر ا: (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وتَبَّ　مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ ومَا كَسَبَ)

اس سورہ میں ابو لہب اور اس کی بیوی کی اسلام دشمنی کی بناء پر ہلاک ہونے اور قیامت میں جہنم کے حوالہ کئے جانے کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ اخلاص

رکوع نمبر ا: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ　اللَّهُ الصَّمَدُ)

اس سورہ میں توحید کا سبق ہے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ وہ بے نیاز ہے، وہ اولاد اور شریکوں سے پاک ہے اور نہ کوئی اس کے ماں باپ ہیں اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ فلق

مضامین: اس سورہ کا مضمون اور اس کی تعلیم و سبق سورہ کے خلاصہ سے معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ا: (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ)

اس سورہ میں حضور ﷺ کے واسطے سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر قسم کی بدی سے محفوظ رہنے کے لئے صرف اللہ کی پناہ پکڑنی چاہیئے، وہی سب کا خالق ہے اور سب پر وہی غالب ہے۔ جوئی جادو وغیرہ اس کی قدرت و حکم کے مقابلہ کا اثر نہیں رکھتا، حاسد کا حسد خدا کی پناہ لینے والوں پر اثر نہیں کر سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ ناس

اس سورہ کا مضمون اور اس کی تعلیم و سبق بھی سورہ کے خلاصہ سے معلوم ہو جائے گا۔

رکوع نمبر ا: (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ)

اس سورہ میں رسول ﷺ کے واسطہ سے تعلیم دی گئی ہے کہ سارے انسانوں کا رب اللہ ہی ہے، وہی حاکم اصلی ہے، وہی سب کا معبود ہے، لہٰذا اسی کے پاس پناہ پکڑنی چاہیئے۔

پھر بتایا کہ دلوں میں وسوسہ ڈالنے والے انسان بھی ہوتے ہیں، جنات بھی۔ یعنی شیطان بھی۔ لہٰذا وسوسہ ڈالنے والوں کی شرارتوں سے بھی خدا ہی کی پناہ پکڑنی چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ دل میں صرف خدا کی

حکومت کا تصور رکھنا چاہئے اور دل کو ہر وقت خدا سے لو لگانے والا بنانا چاہئے۔ اس طرح کسی انسان یا شیطان کو موقع نہ ملے گا کہ وہ وسوسہ ڈال سکے۔